تحفۂ نحو

ترجمہ

التحفة السنية

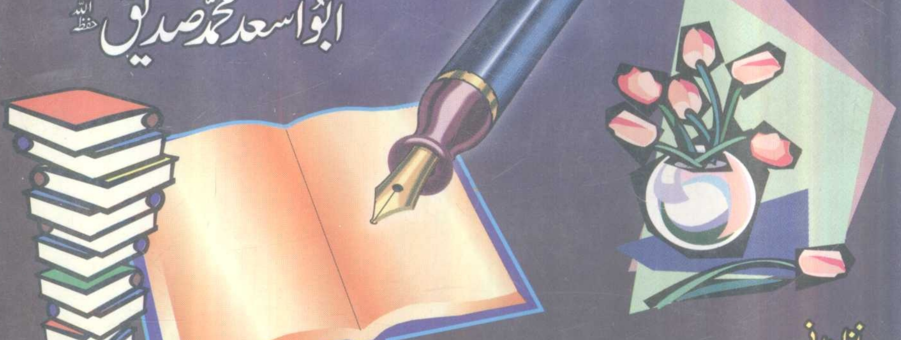
بشرح المقدمة الآجرومية

تالیف

محمد محي الدين عبد الحميد

مترجم

ابو اسعد محمد صدیق حفظہ اللہ



نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

اقرأ وربك الأکرم

الذی علم بالقلم

شائقین علمِ نحو کے لئے عظیم تحفہ

تحفۂ نحو

ترجمہ

اَلتُّحفَةُ السَّنِيَّةُ
بِشَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ الْآجُرُّومِيَّةِ

تألیف

محمد محي الدین عبد الحمید

مترجم

ابو سعد محمد صدیق حفظہ اللہ

نظرثانی

فضیلۃ الشیخ محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

مکتبہ نورِ نبوت

مین بازار گلی نمبر ۳ نشاط آباد فیصل آباد فون: ۷۵۰۵۶۵

نام کتاب ——— تحفہ نحو ترجمہ التحفة السنية

نام مترجم وناشر ——— ابو اسعد محمد صدیق مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اشاعت اول ——— جون ۲۰۰۱ء

کمپوزنگ ——— ٹرپل سی کمپیوٹرز۔ فیصل آباد

قیمت ——— ۶۰ روپے

ملنے کے پتے

- نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
- مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
- فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
- سبحانی اکیڈمی حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور
- مکتبہ نور حرم ۶۰ رنعمان سنٹر گلشن اقبال نمبر ۵ کراچی
- دار الفرقان الفضل مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
- مکتبہ اسلامیہ کوتوالی روڈ فیصل آباد
- مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد
- ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
- مکتبہ ناصریہ امین پور بازار فیصل آباد
- مکتبہ دار ارقم' امین پور بازار فیصل آباد
- مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ

کلمۂ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ.

دین حنیف کا مصدر ومنبع قرآن وحدیث چوں کہ عربی زبان میں ہیں لہٰذا فہم القرآن والحدیث کے سلسلہ میں علماء اسلام نے اساسی و بنیادی علوم وفنون ۔ مثلاً علم نحو وصرف ۔ کی نشر واشاعت اور تفہیم وتسہیل پر خاص توجہ دی، اہل عرب کے ساتھ ساتھ اہل عجم نے بھی لسان العرب سے محبت وعقیدت کا خوب حق ادا کیا کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن حکیم اور ہمارے حقیقی محسن ومعلم محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ہے۔

یہ نادر و عظیم تحفہ جسے آپ کے ذی قدر ہاتھوں نے لمس کیا ہے یہ آٹھویں صدی ہجری کے ایک جید عالم دین اور ماہر علوم وفنون ۔ امام ابوعبداللہ محمد بن محمد بن داؤد صنہاجی المعروف ابن آجروم رحمہ اللہ ۔ کے اصول نحو پر مشتمل رسالہ اَلْمُقَدِّمَةُ الْآجُرُّوْمِيَّةُ کی مفصل اور عمدہ ترین شرح اَلتُّحْفَةُ السَّنِيَّةُ بِشَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ الْآجُرُّوْمِيَّةِ ہے۔ شارح ۔ علامہ محمد محی الدین عبدالحمید رحمہ اللہ ۔ نے جہاں اَلْمُقَدِّمَةُ الْآجُرُّوْمِيَّةُ کو شرح وبسط کے ساتھ ہر طالب علم کے لیے قریب الفہم بنا دیا ہے وہاں علم نحو کے قواعد وضوابط کو بھی اسہل انداز میں پیش کرنے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔

حال ہی میں وفاق المدارس السلفیہ کی نصاب کمیٹی نے اس کتاب کو شامل نصاب کر دیا ہے، اس مستحسن اقدام کی بنا پر یہ کتاب طلبہ ومدرسین کی خاص توجہ کا مرکز

بن کر تفہیم نحو کے خالص عربی اسلوب کو عام کرے گی۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں سالانہ امتحان کے بعد عید الاضحیٰ ۱۴۲۱ھ کی تعطیلات میں فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے کتاب ھذا کو عربی سے اردو قالب میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں تاکہ اس کتاب سے استفادہ وافادہ کی راہ مزید ہموار ہو جائے۔

اَلْمُقَدِّمَةُ الآجُرُّومِيَّةُ کا مکمل متن باترجمہ قَالَ کے بعد اور شرح اَلتُّحْفَةُ السَّنِيَّةُ، اَقُوْلُ کے بعد ہے۔ امکانی حد تک سلیس ترجمہ کر رہا ہوں اور بعض جگہ ترجمانی پر اکتفا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور ذکر وشکر کے ساتھ ساتھ حضرت مولانا محمد ادریس سلفی حفظہ اللہ مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے مسودہ کو نظر ثانی کے لیے قبول فرمایا اور ترجمہ کی تصحیح وتوضیح کے سلسلہ میں خوب راہنمائی فرمائی' اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمر میں برکت اور دنیا وآخرت میں انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

سہو ونسیان سے مبرا ومنزہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات قدوس ہی ہے' لہٰذا ارباب علم ودانش کی خدمت میں التماس ہے کہ اپنی دعاؤں اور قیمتی مشوروں سے مجھے محروم نہ رکھیں۔ مجیب الدعوات اللہ رحیم وکریم کی ذات عالی صفات سے دعا ورجا یہ ہے کہ ہمیں اپنی رضوان ورضا کا مستحق ٹھہرائے اور کتاب وسنت اور اس کے معاون علوم کی خدمت واشاعت کرنے والوں میں شمار فرمائے۔ اَللّٰھم آمین!

راقم الحروف

ابواسعد محمد صدیق

مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلامٌہ‘ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی.

یہ شرح جس کی عبارت واضح‘ اشارہ ظاہر‘ پھل سرخی مائل‘ چننا آسان‘ کثیر تعداد میں اسئلہ اور تمرینات‘ مبتدی طلبہ کے سامنے اَلْمُقَدِّمَۃُ الآجُرُّوْمِیَّۃُ کو آسان فہم انداز میں پیش کرنے کا میرا مقصد اللہ تعالیٰ کے ہاں قرب کا حصول ہے۔ یہ رسالہ اس عربی لغت کے سمجھنے کا ذریعہ ہے جو ہمارے آقا ومحبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی لغت اور کتاب عزیز کی لغت ہے۔

میری آرزو یہی ہے کہ اس عمل کے ساتھ اللہ عزوجل کی رضا کا مستحق بن جاؤں‘ بس اسی خیر کی طلب میں سعی وکوشش کررہا ہوں۔

رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ‘رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.

کتبہ المعتز باللہ تعالیٰ وحدہ

محمد محی الدین عبدالحمید

ابتدائی امور

علم نحو کی تعریف: لغت عربیہ میں کلمہ نحو کا اطلاق چند معانی پر ہوتا ہے:

۱) جہت وجانب مثال: ذَهَبْتُ نَحْوَ فُلَانٍ، أَیْ: جِهَتَه. (۲) شبہ (مشابہ) و مثل جیسے: مُحَمَّدٌ نَحْوُ عَلِیٍّ، أَیْ: شِبْهُه، وَ مِثْلُه.

اصطلاحی تعریف: اس فن کے علماء کی اصطلاح میں کلمہ نحو کا اطلاق: ان قواعد وضوابط کا علم کہ جن کے ذریعے حالت ترکیب میں کلمات عربیہ کے اواخر کے احکام کو پہنچانا جاسکے کہ وہ معرب ہے یا مبنی اور اس کے ساتھ ملحق (دیگر احکام مثلاً وہ فاعل ہے یا مفعول، مبتدا ہے یا خبر وغیرہ)۔

موضوع: علم نحو کا موضوع کلمات عربیہ ہیں اس لحاظ سے کہ ان کے احوال مذکورہ سے متعلق اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔

فائدہ: علم نحو کا یہ فائدہ ہے کہ زبان کلام عربی میں خطا سے محفوظ رہتی ہے اور قرآن کریم وحدیث نبوی کا صحیح فہم حاصل ہوجاتا ہے، یہی دو چیزیں شریعت اسلامیہ کا اصل ہیں اور ان ہی پر شریعت کا مدار ہے۔

علم نحو کی نسبت: علم نحو علوم عربیہ میں سے ایک علم ہے۔

علم نحو کا مدوّنِ اول: مشہور یہی ہے کہ علم نحو کے مدوّن اول حضرت ابوالاسود دؤلی رحمہ اللہ ہیں۔ جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم پر یہ کام سرانجام دیا۔

علم نحو کے متعلق شارع کا حکم: علم نحو کا جاننا اور حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، لیکن بعض حالات میں فرد واحد پر اس کا سیکھنا متعین ہوجائے تو اس وقت علم نحو کا تعلم اس پر فرض عین ہوجائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال المصنِّف: وهو أبو عبد الله محمد بن محمد بن داود الصِّنْهَاجِيُّ المعروف بابن آجُرُّوْم' المولود في سنة ۶۷۲ اثنين و سبعين و ستمائة' المتوفى في سنة ۷۲۳ ثلاث و عشرين و سبعمائة من الهجرة النبوية. رحمه الله تعالٰى.

قال: اَلْكَلَامُ هُوَ اللَّفْظُ الْمُرَكَّبُ الْمُفِيْدُ بِالْوَضْعِ.

''کلام: وہ مرکب مفید لفظ جسے (معنی کے لیے) بنایا گیا ہو۔''

وأقول: لفظ ''کلام'' کے دو معنی ہیں: ایک لغوی' دوسرا نحوی۔

کلام لغوی: جس کے ذریعے فائدہ حاصل ہو' لفظاً ہو یا بلا لفظ' جیسے خط' کتابت اور اشارہ ❶

کلام نحوی: اس میں چار امور کا موجود ہونا لازمی ہے:

(۱) لفظ ہو (۲) مرکب ہو (۳) مفید ہو (۴) اس کی وضع عربی ہو۔

کلام کے لفظی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ حروف تہجی (جن کی ابتداء الف سے اور انتہا یاء پر ہوتی ہے) پر مشتمل آواز ہو مثلاً: **أَحْمَدُ' يَكْتُبُ' سَعِيْدٌ**. ان تینوں کلمات میں سے ہر ایک کلمہ کو بولتے وقت چار حروف تہجی پر مشتمل آواز پیدا ہوتی ہے۔ نحوی حضرات کے نزدیک اشارہ کو کلام کا نام اس لیے نہیں دیا جاتا کہ وہ کسی حرف پر مشتمل آواز نہیں ہوتا' اگرچہ لغوی حضرات کے نزدیک اشارہ کو کلام کا نام دیا جا سکتا

---

❶ مثلاً کوئی صاحب آپ کو کہے: هَلْ أَحْضَرْتَ لِيَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ طَلَبْتُهٗ مِنْكَ؟ تو آپ اس کی طرف اپنے سر کو اوپر سے نیچے کر کے اشارہ کر دیں' وہ سمجھ جائے گا کہ آپ ''نَعَمْ'' کہہ رہے ہیں۔

ہے کیوں کہ اس کے ساتھ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

کلام کے مرکب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ دو یا دو سے زیادہ کلمات کو جوڑ کر بنائی گئی ہو' جیسے: مُحَمَّدٌ مُسَافِرٌ' اَلْعِلْمُ نَافِعٌ ' يَبْلُغُ الْمُجْتَهِدُ الْمَجْدَ ' لِكُلِّ مُجْتَهِدٍ نَصِيبٌ ' اَلْعِلْمُ خَيْرُ مَا تَسْعىٰ إِلَيْهِ ان میں سے ہر ایک عبارت کو کلام کا نام دیا جائے گا کیوں کہ ہر عبارت دو یا اکثر کلمات کو ملا کر بنائی گئی ہے۔ کلمہ واحدہ (مفرد لفظ) نحوی حضرات کے نزدیک کلام نہیں کہلاتا' مگر جب اس کلمہ واحدہ کے ساتھ کوئی دوسرا کلمہ بھی مل جائے' چاہے دوسرے کلمہ کا ملنا حقیقتاً ہو جیسے سابقہ مثالوں میں آپ نے دیکھا' یا تقدیرًا' مثلاً کوئی آپ کو کہے: مَنْ اَخُوْكَ؟ آپ کہیں: مُحَمَّدٌ یہ کلمہ' کلام شمار ہوگا اس لیے کہ یہ تقدیری طور پر مُحَمَّدٌ اَخِيْ ہے' دیکھیے! تقدیری صورت میں یہ کلمہ تین کلمات سے مرکب عبارت ہے۔

کلام کے مفید ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر متکلم کا سکوت درست ہو اس طرح کہ سامع کسی دوسری چیز کا منتظر نہ رہے' اگر آپ صرف یہ کہیں: اِذَا حَضَرَ الْاُسْتَاذُ اس کو کلام کا نام نہیں دیا جائے گا اگر چہ یہ تین کلمات سے مرکب لفظ ہے' وجہ یہ ہے کہ استاذ کے حاضر ہونے کے بعد کیا ہوگا؟ اس کے متعلق وضاحت کا مخاطب کو انتظار ہے۔ جب آپ کہیں گے: اِذَا حَضَرَ الْاُسْتَاذُ اَنْصَتَ التَّلَامِيْذُ (جب استاد حاضر ہوگا تو شاگرد خاموش ہو جائیں گے) تو یہ کلام بن جائے گی کیوں کہ اس سے مکمل فائدہ حاصل ہو گیا۔

کلام کے عربی وضع کے ساتھ موضوع ہونے کے مطلب یہ ہے کہ کلام میں استعمال ہونے والے الفاظ ان الفاظ سے تعلق رکھتے ہوں کہ جن کو عرب والوں نے معانی میں سے کسی معنی کے لیے وضع کیا ہو' مثلاً: حَضَرَ اس کلمہ کو عرب نے معنی کے لیے بنایا ہے اور وہ زمانہ ماضی میں حاضر ہونے کا حصول ہے' اسی طرح کلمہ

مُحَمَّد اس کو عرب نے معنی کے لیے وضع کیا ہے اور وہ اس شخص کی ذات ہے کہ جس کا اس اسم کے ساتھ نام رکھا گیا۔ جب آپ نے کہا: حَضَرَ مُحَمَّدٌ آپ نے دو ایسے کلمے استعمال کیے کہ جن کو عرب نے وضع کیا ہے لہٰذا یہ کلام ہوئی۔ بخلاف اس کے جب آپ ان کلمات کے ساتھ کلام کریں کہ جن کو اہل عجم - فارس (ایران کے رہنے والے)' ترک (ترکی یا ترکستان والے)' بربر (شمالی افریقہ والے) اور اہل یورپ وغیرہ - نے وضع کیا ہے تو علمائے عرب کے عرف میں اس کو کلام شمار نہیں کیا جائے گا' اگرچہ دیگر اہل لغت اس کو کلام کا نام دیں۔

مکمل شروط والی کلام کی مثالیں:

اَلْجَوُّ صَحْوٌ (فضا بے ابر صاف ہے) اَلْبُسْتَانُ مُثْمِرٌ. اَلْهِلَالُ سَاطِعٌ (چاند چمک رہا ہے) اَلسَّمَاءُ صَافِيَةٌ. يُضِيْءُ الْقَمَرُ لَيْلًا (چاند رات کے وقت روشنی پھیلاتا ہے). يَنْجَحُ الْمُجْتَهِدُ (محنتی کامیاب ہو جاتا ہے) لَا يُفْلِحُ الْكَسُوْلُ (سست کامیاب نہیں ہوتا) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْمُرْسَلِيْنَ (حضرت محمد ﷺ تمام رسولوں سے ممتاز ہیں) اَللّٰهُ رَبُّنَا. مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا.

مفرد لفظ کی مثالیں: مُحَمَّدٌ . عَلِيٌّ . اِبْرَاهِيْمُ. قَامَ. مِنْ۔

مرکب غیر مفید کی مثالیں:

مَدِيْنَةَ الإسكندرية (مصر میں سکندر اعظم کا آباد کیا ہوا شہر) عَبْدُ اللهِ. حَضَرَ مَوْتُ (یمن کے شہر کا نام) لَوْ اَنْصَفَ النَّاسُ . اِذَا جَآءَ الشتاءُ. مَهْمَا اَخْفَى الْمُرَائِي. اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

کلام کی اقسام

قَالَ: وَاَقْسَامُهٗ ثَلَاثَةٌ :اِسْمٌ وَّ فِعْلٌ وَّحَرْفٌ جَاءَ لِمَعْنًى.

”کلام کی تین قسمیں ہیں: اسم' فعل اور حرف جو کسی معنی کے لیے آئے۔“

وَاَقُوْلُ: جن الفاظ کو عرب اپنی گفتگو میں استعمال کرتے رہے اور وہ ان سے ہم تک منقول ہوئے، ہم بھی اپنے محاورات اور دروس میں ان الفاظ کے ساتھ کلام کرتے ہیں، انھیں اپنی کتابوں میں پڑھتے ہیں اور اپنے اہل وعیال اور احباب کو ان الفاظ کے ساتھ خط وکتابت کرتے ہیں، ان میں سے ہر ایک لفظ میں تین چیزوں -اسم، فعل اور حرف- میں سے ایک ضرور ہوگی۔

اسم کی لغوی تعریف: وہ لفظ جو مسمّٰی پر دلالت کرے۔

نحوی اصطلاحی تعریف: وہ کلمہ جو کسی زمانہ کے ساتھ ملے بغیر اپنے اندر پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے، جیسے: مُحَمَّدٌ، عَلِيٌّ، رَجُلٌ، جَمَلٌ، نَهْرٌ، تُفَّاحَةٌ، لَيْمُوْنَةٌ (لیمو) عصا ان میں سے ہر ایک کلمہ معنی پر دلالت کر رہا ہے جب کہ زمانہ اس کے معنی میں داخل نہیں، لہٰذا یہ اسم ہے۔

فعل کی لغوی تعریف: اَلْحَدَثُ (یعنی معنی قائم بالغیر کو فعل کہتے ہیں: حدث اس معنی کا نام ہے جو غیر کے ساتھ قائم ہو۔)

نحوی اصطلاحی تعریف: وہ کلمہ جو ازمنہ ثلاثہ -ماضی، حال اور مستقبل- میں سے کسی ایک کے ساتھ مل کر اپنے اندر پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے جیسے: كَتَبَ یہ معنی پر دلالت کرنے والا کلمہ ہے اور وہ کتابت ہے اور یہ معنی زمانہ ماضی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اسی طرح يَكْتُبُ یہ بھی معنی پر دلالت کر رہا ہے اور وہ کتابت ہے، اور یہ معنی زمانہ حاضر کے ساتھ ملنے والا ہے۔ اسی طرح اُكْتُبْ یہ کلمہ بھی معنی پر دلالت کر رہا ہے، وہ کتابت ہے، اور یہ معنی تکلم کے بعد والے زمانہ مستقبل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

مزید مثالیں: نَصَرَ و يَنْصُرُ و اُنْصُرْ.. فَهِمَ و يَفْهَمُ و اِفْهَمْ.. جَلَسَ و يَجْلِسُ و اِجْلِسْ.

فعل کی تین قسمیں ہیں: ماضی، مضارع اور امر۔

ماضی: جو زمانہ تکلم سے ماقبل والے زمانہ میں کسی حدث (معنی) کے وقوع پر دلالت کرے جیسے: کَتَبَ و فَهِمَ و خَرَجَ وابْصَرَ و تَكَلَّمَ واسْتَغْفَرَ واشْتَرَكَ۔

مضارع: جو زمانہ تکلم یا بعد تکلم والے زمانہ (حال، مستقبل) میں کسی کام کے ہونے پر دلالت کرے جیسے: يَفْهَمُ۔ يَسْمَعُ۔ يَتَكَلَّمُ۔ يَسْتَغْفِرُ۔ يَشْتَرِكُ۔

امر: وہ فعل ہے جو ایسے حدث (کام) پر دلالت کرے جس کا زمانہ تکلم کے بعد حصول مطلوب ہے جیسے: اُكْتُبْ۔ اِفْهَمْ۔ تَكَلَّمْ۔ اِسْتَغْفِرْ۔ اِشْتَرِكْ۔

حرف کی لغوی تعریف: اَلطَّرْفُ: یعنی حرف کا لغوی معنی طرف، جانب ہے۔

نحوی اصطلاحی تعریف: وہ کلمہ جو اپنے اندر پائے جانے والے معنی پر اپنے غیر کے ساتھ مل کر دلالت کرے جیسے: مِنْ اس لفظ کی دلالت معنی-ابتداء- پر ہے جب تک آپ اس کے ساتھ کوئی دوسرا کلمہ نہیں ملائیں گے یہ کلمہ مِنْ اپنا معنی خاص -ابتداء- مکمل طور پر واضح نہیں کرے گا۔ لہٰذا آپ کہیں گے: ذَهَبْتُ مِنَ الْبَيْتِ

اسم کی مثالیں: كِتَابٌ۔ قَلَمٌ۔ دَوَاةٌ۔ كُرَّاسَةٌ۔ جَرِيْدَةٌ (کھجور کی ٹہنی/اخبار)۔ خَلِيْلٌ۔ صَالِحٌ۔ عِمْرَانٌ۔ وَرَقَةٌ۔ سَبُعٌ (درندہ) حِمَارٌ۔ ذِئْبٌ۔ فَهْدٌ (تیندوا)۔ نَمِرٌ (چیتا)۔ لَيْمُوْنَةٌ (لیمو)۔ بُرْتُقَالَةٌ (سنگترہ)۔ كُمَّثْرَاةٌ (امرود) نَرْجِسَةٌ (نرگس) وَرْدَةٌ۔ هٰؤُلَاءِ۔ اَنْتُمْ۔

فعل کی مثالیں: سَافَرَ يُسَافِرُ سَافِرْ۔ قَالَ يَقُوْلُ قُلْ، أَمِنَ يَأْمَنُ إِيْمَنْ۔ رَضِيَ يَرْضَى ارْضَ۔ صَدَقَ يَصْدُقُ اُصْدُقْ۔ اِجْتَهَدَ يَجْتَهِدُ اِجْتَهِدْ۔ اِسْتَغْفَرَ يَسْتَغْفِرُ اِسْتَغْفِرْ۔

حرف کی مثالیں: مِنْ۔ اِلٰى۔ عَنْ۔ عَلٰى۔ اِلَّا۔ لٰكِنْ۔ اِنَّ۔ اَنْ۔ بَلٰى۔ بَلْ۔ قَدْ۔ سَوْفَ۔ حَتّٰى۔ لَمْ۔ لَا۔ لَنْ۔ لَوْ۔ لَمَّا۔ مَا۔ لَاتَ (یہ لَيْسَ

کی طرح عمل کرتا ہے عموماً اس کا اسم محذوف ہوتا ہے)۔ لَیْتَ. اِنْ. ثُمَّ . أوْ.

اسم کی علامتیں

قَالَ: فَالْاِسْمُ یُعْرَفُ : بِالْخَفْضِ وَالتَّنْوِیْنِ وَ دُخُوْلِ الْاَلِفِ وَاللَّامِ وَحُرُوْفِ الْخَفْضِ وَهِیَ: مِنْ ' وَ اِلٰی' وَ عَنْ' وَعَلٰی ' وَ فِیْ ' وَرُبَّ' وَالْبَاءُ ' وَالْكَافُ' وَاللَّامُ وَ حُرُوْفُ الْقَسَمِ' وَهِیَ :اَلْوَاوُ' وَالْبَاءُ' وَالتَّاءُ.

اسم کی پہچان جر' تنوین' الف ولام سے ہوتی ہے۔ اور حروف جر کے ساتھ جو یہ ہیں: مِنْ ' وَ اِلٰی' وَ عَنْ' وَعَلٰی ' وَ فِیْ ' وَرُبَّ' وَالْبَاءُ ' وَالْكَافُ' وَاللَّامُ حروف قسم یہ ہیں: واوٗ' باءاور تاء۔

وَاَقُوْلُ :اسم کی کئی علامات ہیں' جب ان میں سے کوئی ایک موجود ہو یا وہ اس کو قبول کرے تو وہ فعل اور حرف سے ممتاز رہے گا۔ مؤلف رحمہ اللہ نے علامات اسم میں سے صرف چار کو ذکر کیا ہے: (۱) خفض (۲) تنوین (۳) الف و لام کا داخل ہونا۔ (۴) حروف خفض میں سے کسی کا داخل ہونا۔

خفض کی لغوی تعریف: ضِدُّ الْاِرْتِفَاع: خفض (پستی) ارتفاع (بلندی) کی ضد ہے۔

نحاۃ کی اصطلاح میں خفض سے مراد وہ کسرہ یا اس کا نائب ہے جسے کوئی عامل وجود میں لائے' مثلاً: مَرَرْتُ بِبَكْرٍ اور هٰذَا كِتَابُ عَمْرٍو میں بکر اور عمرو کی راء کا کسرہ۔ یہاں بکر اور عمرو دونوں اسم ہیں کیوں کہ ہر ایک کے آخر میں کسرہ موجود ہے۔

تنوین کی لغوی تعریف: اَلتَّصْوِیْتُ : آواز دینا' آپ کہتے ہیں: نَوَّنَ الطَّائِرُ اَیْ :صَوَّتَ.

نحوی اصطلاحی تعریف: تنوین سے مراد ایسا نون ہے جو اسم کے آخری

حرف کے تابع ہوتا ہے۔ تلفظ کی صورت میں تو نون ہی ظاہر ہوتا ہے لیکن لکھنے کی صورت میں تنوین ''نون'' سے بالکل مختلف ہوتی ہے' کیوں کہ جب کلمہ کے آخری حرف پر قلم کے ساتھ حرکات -ضمہ' فتحہ اور کسرہ- کا تکرار کر دیا جاتا ہے تو نون کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ جیسے: مُحَمَّدٌ' كِتَابٌ' اِيهٍ (اسم فعل ہے' کسی فعل یا بات کی زیادتی چاہنے کے لیے استعمال ہوتا ہے)' صَـــهْ (اسم فعل بمعنی اُسْـــكُـــتْ)' مُسْلِمَاتٌ' فَاطِمَاتٌ' حِينَئِذٍ' ساعَتَئِذٍ. یہ تمام کلمات اسماء ہیں' دلیل یہ ہے کہ ہر ایک کے آخر میں تنوین موجود ہے۔

علامات اسم میں سے تیسری علامت: کلمہ کے شروع میں '' أَلْ '' کا داخل ہونا' جیسے: الـرجـل' الغلام' الفرس' الكتاب' البيت . یہ سب کلمات اسماء ہیں کیوں کہ ان کے شروع میں الف ولام موجود ہے۔

چوتھی علامت: حروف خفض -حروف جر- میں سے کسی حرف کا داخل ہونا' جیسے: ذَهَبْتُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَى الْمَدْرَسَةِ اس جملہ میں اَلْبَيْتِ اور اَلْمَدْرَسَةِ اسم ہیں کیوں کہ ان پر حرف خفض -حرف جر- داخل ہے اور اسی طرح ان کے شروع میں اَلْ موجود ہے۔

حروف خفض کے معانی: ہر ایک حرف جر متعدد معانی رکھتا ہے' یہاں صرف ایک ایک معنی بیان کیا جا رہا ہے:

مِـــــنْ: اس کے کئی معانی ہیں: ان میں سے ایک معنی ابتداء ہے جیسے: سَافَرْتُ مِنَ الْقَاهِرَةِ.

اِلَى: معنی انتہا' جیسے: سَافَرْتُ اِلَى الْاَسْكَنْدَرِيَّةِ .

عَنْ: معنی مجاوزت (گزر جانا) جیسے: رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ.

عَلَى: معنی استعلاء جیسے: صَعِدْتُ عَلَى الْجَبَلِ.

فِی : معنی ظرفیت جیسے : اَلْمَاءُ فِی الْكُوْزِ (پانی پیالا میں ہے)۔

رُبَّ: معنی تقلیل: جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيْمٍ قَابَلَنِی۔

اَلْبَـاءُ : معنی تعدیہ یعنی فعل لازم کو متعدی بنانے کے لیے جیسے : مَـرَرْتُ بِالْوَادِیْ۔

الکاف: معنی تشبیہ جیسے :لَيْلٰی كَالْبَدْرِ۔

اللام : معنی مِلک جیسے : اَلْـمَالُ لِمُحَمَّدٍ [1] کبھی معنی اختصاص جیسے: اَلْبَـابُ لِلـدَّارِ ، اَلْحَصِيْرُ لِلْمَسْجِدِ (چٹائی مسجد کی ہے) کبھی معنی استحقاق کے لیے جیسے :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

حروف خفض میں سے تین حروف قسم ہیں:

اول: اَلْوَاوُ. یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے جیسے وَ اللّٰهِ- ﴿وَ الطُّوْرِ وَ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ﴾ ﴿وَ التِّيْنِ وَ الزَّيْتُوْنِ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ﴾

ثانی: اَلْبَـاءُ . یہ کسی متعین لفظ کے ساتھ مختص نہیں' بلکہ اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے جیسے: بِاللّٰهِ لَاَجْتَهِدَنَّ اسی طرح ضمیر پر بھی جیسے: بِکَ لَاَضْرِبَنَّ الْكَسُوْلَ۔

ثالث: اَلتَّاءُ . یہ صرف لفظ اللہ پر داخل ہوتی ہے جیسے: ﴿ وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ﴾ (اللہ کی قسم! میں تمھارے معبودوں کے ساتھ ضرور ایک چال چلوں گا)۔

فعل کی علامتیں

قَالَ: وَالْفِعْلُ يُعْرَفُ بِقَدْ ، وَ السِّيْنِ وَ سَوْفَ وَ تَاءِ التَّأْنِيْثِ السَّاكِنَةِ.

---

[1] لام ملک (ملکیت) کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ دو ذاتوں کے درمیان واقع ہوگا اور اس ذات پر داخل ہوگا کہ جس سے ملکیت کا تصور کیا جائے۔ لام اختصاص کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ دو ذاتوں کے درمیان واقع ہو اور اس پر داخل ہو کہ جس سے ملکیت کا تصور کیا جائے۔ جیسے: اَلْحَصِيْرُ لِلْمَسْجِدِ. اَلْبَابُ لِلدَّارِ. لام استحقاق وہ جو اسم ذات اور اسم معنی کے درمیان واقع ہو جیسے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں لام ہے۔

"فعل کی پہچان قد' سین' سوف اور تاء تانیث ساکنہ کے ساتھ ہوتی ہے۔"

وَ اَقُوْلُ: فعل چار علامتوں کے ساتھ اسم اور حرف سے ممتاز رہتا ہے' جس لفظ میں آپ ان میں سے کوئی علامت پائیں' یا دیکھیں کہ وہ اس کو قبول کرتا ہے' تو سمجھ لیں کہ وہ فعل ہے: پہلی قَدْ' دوسری سِیْن' تیسری سَوْف' چوتھی تَاءِ تانیث ساکنہ۔

قَدْ: یہ فعل کی دو قسموں—ماضی اور مضارع—پر داخل ہوتا ہے۔ جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو دو معانی—تحقیق اور تقریب—پر دلالت کرتا ہے' تحقیق پر دلالت کی مثال: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾۔ قَدْ حَضَرَ مُحَمَّدٌ۔ قَدْ سَافَرَ خَالِدٌ۔ تقریب پر دلالت کی مثال: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔ قَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ ❶

قَدْ: جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو بھی دو معنوں—تقلیل اور تکثیر—پر دلالت کرتا ہے' تقلیل پر دلالت کی مثال: قَدْ يَصْدُقُ الْكَذُوْبُ۔ قَدْ يَجُوْدُ الْبَخِيْلُ۔ قَدْ يَنْجَحُ الْبَلِيْدُ (کبھی کند ذہن بھی کامیاب ہو جاتا ہے) تکثیر پر دلالت کی مثال۔ قَدْ يَنَالُ الْمُجْتَهِدُ بُغْيَتَه (اکثر محنتی اپنے مطلوب کو پالیتا ہے) قَدْ يَفْعَلُ التَّقِيُّ الْخَيْرَ۔ وَقَوْلُ الشَّاعِرِ:

قَدْ يُدْرِكُ الْمُتَانِيْ بَعْضَ حَاجَتِهٖ
وَ قَدْ يَكُوْنُ مَعَ الْمُسْتَعْجِلِ الزَّلَلُ

"بردبار اکثر اپنی حاجت وضرورت کو پالیتا ہے' اور پھسلنا جلد باز کے ساتھ اکثر ہوتا ہے۔"

سین اور سوف: یہ صرف فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں' تنفیس (مہلت دینے) پر دلالت کرتے ہیں اور استقبال کا معنی دیتے ہیں' یعنی مضارع کو

---

❶ یہ تب ہے کہ جب آپ نے یہ جملہ غروب سے قبل کہا ہو' لیکن اگر یہی جملہ آپ (غروب شمس کے بعد) رات آجانے کے بعد کہیں تو یہ نوع سابق سے سمجھا جائے گا جس میں وہ تحقیق پر دلالت کرتا ہے۔

زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔ سین میں سوف کی بنسبت استقبال قلیل ہے یعنی سین استقبال قریب اور سوف استقبال بعید کے لیے ہے۔ سین کی مثال ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ﴾. ﴿سَيَقُوْلُ لَکَ الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ سوف کی مثال: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰى﴾. ﴿سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا﴾. ﴿سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ﴾.

تائے تانیث ساکنہ: یہ صرف فعل ماضی پر داخل ہوتی ہے' یہ بتانے کے لیے کہ جس اسم کی طرف یہ فعل مسند ہے وہ مؤنث ہے' چاہے وہ فاعل ہو جیسے: قَالَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ یا نائب فاعل جیسے: فُرِشَتْ دَارُنَا بِالْبُسُطِ. (ہمارے گھر میں قالین بچھا دیے گئے ہیں)۔

اپنی اصل کے اعتبار سے یہ ساکن ہی ہے مگر التقاء ساکنین کے لیے اس کو عارضی طور پر حرکت دینے میں کوئی حرج نہ ہوگا' جیسے: ﴿وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ﴾ ﴿وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ﴾. ﴿قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ﴾.

گزشتہ بحث سے واضح ہو گیا ہے کہ مؤلف نے جو علامات فعل ذکر کی ہیں وہ تین اقسام پر ہیں:

- ایک قسم' جو ماضی پر داخل ہونے کے ساتھ خاص ہے' وہ تائے تانیث ساکنہ ہے
- دوسری قسم' جو مضارع پر داخل ہونے کے ساتھ مختص ہے' وہ سین اور سوف ہے۔
- تیسری قسم' جو ماضی اور مضارع دونوں کے درمیان مشترک ہے' وہ قد ہے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے علامت امر ذکر نہیں کی' جو یہ ہے کہ وہ یاء مخاطبہ یا نون تاکید کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ معنی طلب پر دلالت کرے' جیسے: قُمْ. اُقْعُدْ. اُكْتُبْ. اُنْظُرْ یہ چاروں کلمات قیام' قعود' کتابت اور نظر کے حصول پر دلالت کر رہے ہیں اور یہ کلمات یاء مخاطبہ کو بھی قبول کرتے ہیں جیسے: قُوْمِيْ. اُقْعُدِيْ اسی طرح کبھی نون تاکید کو قبول کرتے ہیں' جیسے:

اُكْتُبَنَّ . اُنْظُرَنَّ اِلٰى مَا يَنْفَعُکَ. اُكْتُبَنْ' اُنْظُرَنْ.

حرف

قَالَ :وَالْحَرْفُ مَا لاَ يَصْلُحُ مَعَه‘ دَلِيْلُ الْاِسْمِ وَلاَ دَلِيْلُ الْفِعْلِ.

''حرف وہ ہے کہ جس کے ساتھ اسم اور فعل کی کوئی علامت درست قرار نہ پائے۔''

وَاَقُوْلُ : حرف کا اسم اور فعل سے امتیاز اس طرح برقرار رہتا ہے کہ اسم اور فعل کی گذشتہ مذکورہ وغیر مذکورہ علامات میں سے کسی علامت کا اس پر داخل ہونا درست نہ ہو اس کی مثال: مِنْ ' هَلْ ' لَمْ یہ تینوں کلمات حروف ہیں' کیوں کہ یہ ''اَلْ'' اور تنوین کو قبول نہیں کرتے اور نہ ہی ان پر حروف جر کا داخل ہونا جائز ہے۔ لہٰذا آپ اس طرح نہیں کہہ سکتے: اَلْمِنْ یا مِنٌ یا اِلَی مِنْ یہی حال دوسرے حروف کا ہے۔ اسی طرح حروف پر سین ' سوف' تاء تانیث ساکنہ اور قَدْ وغیرہ علامات فعل کا داخل ہونا بھی درست نہیں ہے۔

اعراب کا بیان

قال :(بَابُ الْاِعْرَابِ) اَلْاِعْرَابُ هُوَ :تَغْيِيْرُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ لِاخْتِلاَفِ الْعَوَامِلِ الدَّاخِلَةِ عَلَيْهَا لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا.

''مختلف عوامل کے داخل ہونے کی وجہ سے کلمات کے اواخر کی لفظی یا تقدیری تبدیلی کا نام اعراب ہے۔''

وَاَقُوْلُ :اعراب کے دو معنی ہیں: ایک لغوی' دوسرا اصطلاحی۔

لغوی معنی: اَلْاِظْهَارُ وَالْاِبَانَةُ: ظاہر اور واضح کرنا۔ مثلاً جب آپ اپنے دل کی بات ظاہر و واضح کر دیں تو کہیں گے: اَعْرَبْتُ عَمَّا فِیْ نَفْسِیْ.

اصطلاحی معنی: مختلف عوامل کے داخل ہونے کے بسبب اواخر کلمات کا لفظاً یا تقدیراً تبدیل ہونا۔

مؤلف کے قول: تَغْيِيرُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ (کلمات کے اواخر کا تبدیل ہونا) سے مراد: اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ (کلمات کے اواخر کے احوال کا تبدیل ہونا) ہے، کیوں کہ آخری حرف کی بذاتہ تبدیلی مراد لینا کوئی معقول بات نہیں ہے، اس لیے کہ کلمہ کا آخری حرف بذاتہ تو بدلتا ہی نہیں۔

آخری حرف کے احوال تبدیل ہونے کے مطلب یہ ہے کہ کلمہ حقیقی یا حکمی طور پر رفع سے نصب یا جر کی طرف بدلتا رہتا ہے اور یہ تبدیلی عوامل کی تبدیلی کے سبب سے ہوتی ہے۔: کوئی عامل (کلمہ سے)فاعلیت وغیرہ کی بنیاد پر رفع کا تقاضا کرتا ہے تو کوئی عامل مفعولیت وغیرہ کی بنیاد پر نصب کا تقاضا کرتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔

مثلاً جب آپ نے کہا: حَضَرَ مُحَمَّدٌ . مُحَمَّدٌ مرفوع ہے، کیوں کہ وہ ایسے عامل کا معمول ہے جو فاعلیت کی بنیاد پر رفع کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر آپ نے کہا: رَأَيْتُ مُحَمَّدًا تو مُحَمَّدًا کے آخری حالت نصب کی طرف بدل گئی، کیوں کہ اس عامل کے بدلے دوسرا عامل رأیتُ آ گیا، جو نصب کا تقاضا کرتا ہے اور جب آپ نے کہا: حَظِيتُ بِمُحَمَّدٍ تو کلمہ محمد کے آخری حرف کی حالت جر کی طرف بدل گئی۔ اس لیے کہ اس عامل کے بدلے دوسرا عامل - البـاء - آ گیا جو جر کا تقاضا کرتا ہے۔

جب آپ ان مثالوں پر غور کریں گے کہ تو آپ کے سامنے یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ کلمہ کا آخر - محمد کا دال - نہیں بدلا، صرف اس کے آخری حالتیں بدلی ہیں: پہلی مثال میں آپ اس کو مرفوع دیکھ رہے ہیں، دوسری میں منصوب اور تیسری میں مجرور۔

حالت رفع سے حالت نصب اور پھر حالت جر کی طرف یہ تبدیلی مؤلف اور

اس کے موافقین کے نزدیک اعراب کہلاتی ہے اور یہ حرکات ثلاثہ - رفع' نصب' جر - اعراب کی علامت اور پہچان ہیں۔

اس سلسلہ میں فعل مضارع بھی اسم کی مانند ہے' اگر آپ نے کہا: يُسَافِرُ اِبْرَاهِيْمُ تو يُسَافِرُ فعل مضارع مرفوع ہے کیوں کہ یہ نصب یا جزم کا تقاضا کرنے والے عامل سے خالی ہے۔ اگر آپ نے کہا: لَنْ يُسَافِرَ اِبْرَاهِيْمُ. يُسَافِر کی حالت رفع سے نصب کی طرف بدل گئی کیوں کہ اس عامل کے بدلے دوسرا عامل - لَنْ - آ گیا جو نصب کا تقاضا کرتا ہے۔

جب آپ نے کہا: لَمْ يُسَافِرْ اِبْرَاهِيْمُ تو يُسَافِرُ کی حالت رفع اور نصب سے جزم کی طرف بدل گئی کیوں کہ اس عامل کے بدلے دوسرا عامل - لَمْ - آ گیا جو اس کی جزم کا تقاضا کرتا ہے۔

یہ بات سمجھ لیجیے کہ یہ تبدیلی دو قسموں کی طرف منقسم ہوتی ہے: لفظی اور تقدیری۔

لفظی تبدیلی وہ ہے کہ جس کے تلفظ سے کوئی چیز مانع نہ ہو جیسا کہ لفظ مُحَمَّد اور يُسَافِرُ کے دال اور راء کی حرکات میں آپ نے دیکھ لیا۔

تقدیری تبدیلی وہ ہے کہ جس کے تلفظ سے کوئی مانع - تعذر یا استثقال یا مناسبت - موجود ہو۔ مثلاً ''يَدْعُو الْفَتٰى وَالْقَاضِيْ وَ غُلَامِيْ'' يَدْعُو ناصب اور جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے' اَلْفَتٰى فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع ہے' اَلْقَاضِيْ اور غُلَامِيْ: فاعل پر معطوف ہونے کی وجہ سے مرفوع ہیں' لیکن ضمہ ان کلمات کے اواخر میں ظاہر نہیں ہو رہا ہے' اَلْفَتٰى میں تعذر (اعراب کا ظہور دشوار ہونے) کی وجہ سے يَدْعُوْ اور اَلْقَاضِيْ میں ثقل (پڑھنے میں مشکل پیش آنے) کی وجہ سے اور غُلَامِيْ میں یائے متکلم کی مناسبت کی وجہ سے۔ معلوم ہوا کہ ضمہ

کلمہ کے آخر میں مقدر ہوتا ہے' اس کے ظہور سے تین چیزیں مانع ہوتی ہیں: تعذر یا ثقل یا محل کا حرکت مناسبہ کے ساتھ مشغول ہونا۔

مزید مثالیں: لَنْ يَّرْضَى الْفَتٰى وَالْقَاضِيْ وَغُلَامِيْ . اِنَّ الْفَتٰى وَ غُلَامِيْ لَفَائِزَانِ. مَرَرْتُ بِالْفَتٰى وَ غُلَامِيْ وَالْقَاضِيْ.

جس لفظ کے آخر میں الف لازم ہو' اس پر تعذر (دشواری) کی وجہ سے تمام حرکات مقدر ہوں گی' جس اسم کے آخر میں الف ہو اس کو اسم مقصور کہتے ہیں جیسے: اَلْفَتٰى. اَلْعَصَا. اَلْحَجَا (کنارہ، عقل). اَلرَّحٰى (چکی). اَلرِّضَا.

جس کے آخر میں یاء لازمہ ہو' اس پر ثقل کی وجہ سے ضمہ اور کسرہ مقدر ہوں گے' جس اسم کے آخر میں یاء ہو اس کو اسم منقوص کہتے ہیں' اس پر فتحہ خفیف ہونے کی بنا پر ظاہر آئے گا جیسے: اَلْقَاضِيْ. اَلدَّاعِيْ. اَلْغَازِيْ. اَلسَّاعِيْ اَلْاٰتِيْ. اَلرَّامِيْ. جَآءَ الْقَاضِيْ . مَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ . رَأَيْتُ الْقَاضِيَ.

اور جو کلمہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہو اس پر مناسبت (کلمہ یاء متکلم کی طرف مضاف ہونے) کی وجہ سے تمام حرکات مقدر ہوتی ہیں جیسے: غُلَامِيْ. كِتَابِيْ. صَدِيْقِيْ. اَبِيْ. اُسْتَاذِيْ. (جَآءَ غُلَامِيْ. رَاَيْتُ غُلَامِيْ. مَرَرْتُ بِغُلَامِيْ).

اعراب (معرب) کے بالمقابل بناء (مبنی) ہے' ان میں سے ہر ایک کی مکمل وضاحت اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ دوسرے کو بھی ساتھ ہی بیان کر دیا جائے۔ جب کہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ بناء کا بیان چھوڑ گئے' لہٰذا ہم اعراب کے طریقہ بیان کی طرح بناء کو بھی آپ کے سامنے بیان کرتے ہیں:

معرب و مبنی

بناء کے دو معنی ہیں: ایک لغوی' دوسرا معنوی۔

لغوی معنی: لغت میں بناء کا مفہوم یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز پر اس انداز سے رکھنا کہ اس سے ثبوت اور لزوم مراد ہو۔

اصطلاحی معنی: کلمہ کے آخر کا کسی عامل اور اعلال کے بغیر ایک ہی حالت پر رہنا جیسے: کَمْ، مِنْ کا ساکن رہنا، اسی طرح هٰؤُلَاءِ، حَذَامِ (قطام کی مانند ذات مؤنث کا علم، یا اسم فعل بمعنی احذم (کاٹنا) ہے) اور اَمْسِ پر ہمیشہ کسر رہنا، اسی طرح مُنْذُ اور حَیْثُ کا ضم کو لازم پکڑنا اور جیسے اَیْنَ اور کَیْفَ کا ہمیشہ فتح پر رہنا۔

اس توضیح سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بناء کے القاب چار ہیں: سکون، کسر، ضم، فتح۔

ان تمام چیزوں کے بیان کے بعد معرب اور مبنی کی معرفت آپ پر دشوار نہیں رہے گی، معرب وہ ہے جس کے آخر کا حال مختلف عوامل کے سبب سے لفظی یا تقدیری طور پر بدل جائے، اور مبنی وہ ہے جس کا آخر کسی عامل اور اعلال کے بغیر ایک ہی حالت پر برقرار رہے۔

اعراب کی اقسام

قَالَ: وَ اَقْسَامُهُ، اَرْبَعَةٌ: رَفْعٌ وَ نَصْبٌ وَ خَفْضٌ وَ جَزْمٌ، فَلِلْاَسْمَاءِ مِنْ ذٰلِکَ الرَّفْعُ وَالنَّصْبُ وَالْخَفْضُ وَلَا جَزْمَ فِیْهَا وَ لِلْاَفْعَالِ مِنْ ذٰلِکَ الرَّفْعُ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ وَلَا خَفْضَ فِیْهَا۔

اعراب کی چار قسمیں ہیں: رفع، نصب، خفض اور جزم۔ اسماء کے لیے رفع نصب اور خفض ہے، اسماء میں جزم نہیں۔ افعال کے لیے رفع، نصب اور جزم ہے، افعال میں خفض نہیں۔

وَاَقُوْلُ: وہ انواع اعراب جو اسم اور فعل دونوں میں واقع ہوتی ہیں وہ چار

ہیں: رفع، نصب، خفض اور جزم۔ ان چاروں میں سے ہر ایک نوع کا ایک لغوی معنی ہے اور ایک اصطلاحی۔

رفع کا لغوی معنی: اَلْعُلُوُّ وَالْاِرْتِفَاعُ بلندی، اونچا ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: مخصوص تغیر (تبدیلی) جس کی علامت ضمہ اور اس کا نائب ہے (آئندہ فصل میں ضمہ کے نائب کا بیان آ رہا ہے) رفع اسم اور فعل دونوں میں واقع ہوتا ہے جیسے: یَقُوْمُ عَلِیٌّ اور یَصْدَحُ الْبُلْبُلُ (بلبل بلند آواز سے گاتی ہے)۔

نصب کا لغوی معنی: اَلْاِسْتِوَاءُ وَالْاِسْتِقَامَةُ برابر ہونا، سیدھا ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: مخصوص تبدیلی جس کی علامت فتحہ اور اس کا نائب ہے۔

نصب اسم اور فعل دونوں میں واقع ہوتا ہے۔ جیسے: لَنْ اُحِبَّ الْكَسَلَ.

خفض کا لغوی معنی: اَلتَّسَفُّلُ: نیچے اترنا، پست ہونا۔

اصطلاحی مفہوم: مخصوص تبدیلی جس کی علامت کسرہ اور اس کا نائب ہے۔

کسرہ صرف اسم میں ہوتا ہے جیسے: تَاَلَّمْتُ مِنَ الْكَسُوْلِ. (میں نے سست سے بہت دکھ محسوس کیا)۔

جزم کا لغوی معنی: اَلْقَطْعُ: کاٹنا

اصطلاحی مفہوم: مخصوص تبدیلی، جس کی علامت سکون اور اس کا نائب ہے۔ جزم صرف فعل مضارع میں ہوتی ہے جیسے: لَمْ یَفُزْ مُتَكَاسِلٌ. (سست کامیاب نہیں ہوا)۔

آپ کے سامنے واضح ہو گیا کہ انواع اعراب تین اقسام پر ہیں: (۱) جو اسماء اور افعال کے درمیان مشترک ہے، وہ رفع اور نصب ہے۔ (۲) جو اسماء کے ساتھ مختص ہے وہ خفض (جر) ہے۔ (۳) وہ جو افعال کے ساتھ مختص ہے وہ جزم ہے۔

علامات اعراب کی پہچان

قَالَ :(بَـابُ مَـعْـرِفَةِ عَلامَـاتِ الْإِعْـرَابِ) لِلـرَّفْـعِ اَرْبَـعُ علامَاتٍ:اَلضَّـمَّةُ وَالْوَاوُ وَالْاَلِفُ وَالنُّوْنُ.

علامات اعراب کی معرفت کا بیان: رفع کے لیے چار علامتیں ہیں: ضمہ' واؤ' الف اور نون۔

وَ اَقُـــوْلُ: کلمہ کے مرفوع ہونے کو آپ اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ اس کے آخر میں چار علامتوں میں سے کوئی ایک علامت موجود ہو' ان میں سے ایک- ضمہ- اصلیہ ہے اور تین- واؤ' الف' نون- اس کی فروع ہیں۔

ضمہ کے مقامات

قَالَ :فَـامَّـا الـضَّـمَّةُ فَتَكُـوْنُ عَلامَـةً لِلرَّفْعِ فِيْ اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ : اَلْإِسْـمِ الْـمُـفْـرَدِ وَجَـمْـعِ التَّـكْسِيْـرِ وَ جَـمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ وَالْفِعْلِ الْمُضَارِعِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّصِلْ بِآخِرِهٖ شَىْءٌ.

ضمہ' چار مقامات میں رفع کی علامت ہوتا ہے: اسم مفرد' جمع تکسیر' جمع مؤنث سالم اور فعل مضارع جس کے آخر میں کوئی شے نہ ملی ہو۔

وَاَقُـــوْلُ : چار مواضع میں ضمہ' کلمہ کے مرفوع ہونے پر علامت ہوتا ہے۔
(۱) اسم مفرد (۲) جمع تکسیر (۳) جمع مؤنث سالم (۴) فعل مضارع جس کے ساتھ تثنیہ کا الف' جمع کا واؤ' یاء مخاطبہ' نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ اور نون نسوہ (جمع مؤنث کا نون ضمیر) نہ ملے ہوں۔

اسم مفرد سے مراد یہاں وہ لفظ ہے جو نہ مثنی ہو' نہ جمع اور ان کے ساتھ ملحق' اور نہ ہی اسمائے خمسہ سے ہو۔ خواہ وہ مذکر ہو' جیسے: مُـحَمَّدٌ ' عَلِيٌّ ' حَمزَةُ

یامؤنث ہو جیسے: فاطمة، عائشة، زینب. اسی طرح خواہ ضمہ ظاہرہ ہو جیسے: حَضَرَ مُحَمَّدٌ. سَافَرَتْ فَاطِمَةُ. یا ضمہ مقدرہ ہو جیسے: حَضَرَ الْفَتٰی وَ الْقَاضِیْ وَ اَخِیْ. تَزَوَّجَتْ لَیْلٰی وَ نُعْمٰی. مُحَمَّدٌ اور فَاطِمَةُ دونوں مرفوع ہیں' ان کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ اسی طرح اَلْفَتٰی، لیلٰی اور نُعْمٰی تینوں مرفوع ہیں' ان کے رفع کی علامت الف پر ضمہ مقدرہ ہے' جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔ اور اَلْقَاضِیْ مرفوع ہے' اس کے رفع کی علامت یاء پر ضمہ مقدرہ ہے جس کے ظہور سے ثقل مانع ہے۔ اور أخِیْ مرفوع ہے' اس کے رفع کی علامت یاء متکلم سے ماقبل پر ضمہ مقدرہ ہے جس کے ظہور سے حرکت مناسبہ مانع ہے۔

جمع تکسیر: سے مراد وہ ہے جو اپنے مفرد کے صیغہ میں تبدیلی کے ساتھ دو (مذکر یا مؤنث) سے زیادہ پر دلالت کرے۔

جمع تکسیر میں موجود انواع تغیر چھ ہیں:

۱- صرف حرکت کے لحاظ سے تبدیلی' جیسے: اَسَدٌ و اُسُدٌ (شیر). نَمِرٌ وَ نُمُرٌ (چیتا) دونوں مثالوں میں مفرد اور جمع کے حروف متحد ہیں۔ مفرد اور جمع کے درمیان اختلاف صرف حروف کی حرکات میں ہے۔

۲- صرف نقص (حرف کی کمی) کے ساتھ تبدیلی ہو جیسے: تُهَمَةٌ وَ تُهَمٌ (الزام) تُخَمَةٌ و تُخَمٌ (بدہضمی) آپ دونوں مثالوں میں دیکھ رہے ہیں کہ جمع ایک حرف - تاء - کی کمی کے ساتھ بنی ہے اور باقی حروف اسی طرح مفرد والے ہی ہیں۔

۳- صرف زیادت (حروف کے اضافہ) کے ساتھ تبدیلی جیسے: صِنْوٌ سے صِنْوَانٌ (ایک جڑ سے دو یا دو سے زائد کھجور وغیرہ کے درخت پھوٹیں تو ہر ایک کو صنو کہتے ہیں). قول الله تعالٰی: ﴿صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ﴾

(شاخ دار اور بعض ایسے ہیں جو بے شاخ ہیں).

۴- نقص کے ساتھ حرکت میں تبدیلی، جیسے: سَرِیْرٌ سے سُرُرٌ (تخت). کِتَابٌ سے کُتُبٌ. اَحْمَرُ سے حُمْرٌ. اَبْیَضُ سے بِیْضٌ.

۵- زیادت کے ساتھ حرکت میں تبدیلی، جیسے: سَبَبٌ سے اَسْبَابٌ. بَطَلٌ سے اَبْطَالٌ (بہادر). هِنْدٌ سے هُنُوْدٌ. سَبُعٌ سے سِبَاعٌ. ذِئْبٌ سے ذِئَابٌ. شُجَاعٌ سے شُجْعَانٌ.

۶- زیادت اور نقص دونوں کے ساتھ حرکت میں تبدیلی جیسے: كَرِيْمٌ سے كُرَمَاءُ، رَغِيْفٌ سے رُغْفَانٌ (روٹی)، كَاتِبٌ سے كُتَّابٌ، اَمِيْرٌ سے اُمَرَاءُ.

تبدیلی کی یہ تمام انواع ضمہ کے ساتھ مرفوع ہیں، برابر ہے کہ لفظ جمع سے مراد مذکر ہو، جیسے: رِجَالٌ، كُتَّابٌ یا جمع سے مراد مؤنث ہو، جیسے: هُنُوْدٌ، زَيَانِبُ اسی طرح برابر ہے کہ ضمہ ظاہرہ ہو، جیسے ان مثالوں میں ہے یا ضمہ مقدرہ ہو، جیسے: سَكَارٰی. جَرْحٰی. عَذَارٰی (باکرہ عورتیں). حَبَالٰی. آپ کہتے ہیں: قَامَ الرِّجَالُ وَالزَّيَانِبُ: آپ ان دونوں کو ضمہ ظاہر کے ساتھ مرفوع محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کا قول: حَضَرَ الْجَرْحٰی وَالْعَذَارٰی ہر ایک جَرْحٰی اور عَذَارٰی الف پر ضمہ مقدرہ کے ساتھ مرفوع ہیں جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔

جمع مؤنث سالم: وہ ہے جو اپنے آخر میں الف اور تاء کے اضافہ کے ساتھ دو سے اکثر پر دلالت کرے، جیسے: زَيْنَبَاتٌ، فَاطِمَاتٌ، حَمَّامَاتٌ (غسل خانے) آپ کہتے ہیں: "جَاءَ الزَّيْنَبَاتُ. سَافَرَ الْفَاطِمَاتُ. زینبات اور فاطمات، دونوں مرفوع ہیں، ان کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، جمع مؤنث سالم میں صرف یاء متکلم کی طرف اضافت کے وقت ہی ضمہ مقدر ہوگا جیسے: هٰذِهٖ شَجَرَاتِيْ وَ بَقَرَاتِيْ.

اگر جمع مونث میں الف غیر زائدہ ہو' بایں طور کہ مفرد میں موجود ہو جیسے: اَلْقَاضِيُ وَ الْقُضَاةُ. اَلدَّاعِيُ وَالدُّعَاةُ تو یہ جمع مؤنث سالم نہیں بلکہ یہ اس وقت جمع مکسر ہوگی۔اسی طرح اگر تاء غیر زائد ہو' بایں طور کہ مفرد میں موجود ہو جیسے: مَيِّتٌ واَمْوَاتٌ. بَيْتٌ و اَبْيَاتٌ. صَوْتٌ واَصْوَاتٌ تو یہ بھی جمع مؤنث سالم سے نہیں بلکہ جمع مکسر ہے۔

فعل مضارع: جیسے يَضْرِبُ . يَكْتُبُ یہ دونوں فعل مرفوع ہیں' ان کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' اسی طرح: يَدْعُوْ. يَرْجُوْ ہر ایک مرفوع ہے' ان کے رفع کی علامت واؤ پر ضمہ مقدرہ ہے' جس کے ظہور سے ثقل مانع ہے' اسی طرح: يَقْضِيْ . يُرْضِيْ دونوں مرفوع ہیں' رفع کی علامت یاء پر ضمہ مقدرہ ہے' جس کے ظہور سے ثقل مانع ہے۔اسی طرح يَرْضٰى . يَقْوٰى مرفوع ہیں' ان کے رفع کی علامت الف پر ضمہ مقدرہ ہے' جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔

ہمارا یہ کہنا کہ "اس (مضارع) کے ساتھ تثنیہ کا الف' جمع کی واؤ اور یاء مخاطبہ نہ ملے ہوں" یہ قید ان صیغوں کو نکال دیتی ہے جن کے ساتھ ان اشیاء ثلاثہ میں سے کوئی شی ملی ہو۔جس کے ساتھ تثنیہ کا الف ملا ہو جیسے: يَكْتُبَان . يَنْصُرَان. جس کے ساتھ جمع کی واؤ ملی ہو جیسے: يَكْتُبُوْنَ. يَنْصُرُوْنَ . اور جس کے ساتھ یاء مخاطبہ ملی ہو جیسے: تَكْتُبِيْنَ' تَنْصُرِيْنَ. ایسی صورت میں مضارع ضمہ کے ساتھ مرفوع نہیں ہوتا بلکہ نون کے ساتھ مرفوع ہوتا ہے۔الف اور یاء فاعل ہوتے ہیں (اس کی مزید توضیح آ رہی ہے)۔

ہمارا یہ قول کہ "نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ نہ ملا ہو" یہ قید اس فعل مضارع کو نکال دیتی ہے جس کے ساتھ ان میں سے کوئی ایک نون ملا ہو جیسے: ﴿لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِنَ الصَّاغِرِيْنَ﴾ ایسی صورت میں فعل مضارع مبنی علی الفتح ہوتا ہے۔

ہمارا یہ قول کہ ''نون نسوہ نہ ملا ہو'' یہ قید اس فعل مضارع کو نکال دیتی ہے جس کے ساتھ نون نسوہ (جمع مؤنث کا نون ضمیر) ملا ہو جیسے: ﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ﴾ ایسی صورت میں فعل مضارع مبنی علی السکون ہوتا ہے۔

واؤ کا ضمہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَ اَمَّا الْوَاوُ فَتَكُوْنُ عَلامَةً لِلرَّفْعِ فِيْ مَوْضِعَيْنَ: فِيْ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ وَفِي الْاَسْمَاءِ الْخَمْسَةِ وَ هِيَ: اَبُوْكَ وَ اَخُوْكَ وَحَمُوْكِ وَ فُوْكَ وَ ذُوْمَالٍ.

''دو جگہ واو رفع کی علامت ہوتی ہے: جمع مذکر سالم میں اور اسماء خمسہ میں' وہ یہ ہیں: اَبُوْكَ' اَخُوْكَ' حَمُوْكِ' فُوْكَ' ذُوْمَالٍ.

وَ اَقُوْلُ: دو جگہوں میں واو کلمہ کے مرفوع ہونے پر علامت ہوتی ہے:

(۱) جمع مذکر سالم (۲) اسماء خمسہ۔

جمع مذکر سالم وہ اسم ہے جو آخر میں زیادت (اضافہ) کے ساتھ دو سے زیادہ پر دلالت کرے' وہ اضافہ جدا بھی ہو سکنے والا ہو' اور اس کی مثل کا اس پر عطف درست ہو' جیسے: ﴿فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ﴾ ﴿لٰكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾. ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾. ﴿وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾. ﴿وَآخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ﴾ ان مثالوں میں اَلْمُخَلَّفُوْنَ۔ اَلرَّاسِخُوْنَ۔ المؤمنون۔ اَلْمُجْرِمُوْنَ۔ صابرون۔ آخرون تمام جمع مذکر سالم ہیں' دو سے زیادہ پر دلالت کرتے ہیں' ہر ایک کے آخر میں زیادت۔ واو اور نون۔ ہے اور وہ زیادت سے تجرید (علیحدگی) کے لائق ہے کیوں کہ مفرد کی صورت میں آپ کہتے ہیں: مُخَلَّفٌ' راسِخٌ' مُؤْمِنٌ' مُجْرِمٌ' صَابِرٌ' آخَرُ اسی طرح ان آیات میں واقع ہونے والے جمع کے تمام الفاظ مرفوع

ہیں ان کے رفع کی علامت واو ہے جو ضمہ کی نائب ہے اور واو کے بعد نون اسم مفرد مخلف واخواتہ- کی تنوین کے عوض میں ہے۔

اسماء خمسہ : یہ محدود الفاظ- ابوک' اخوک' حموک' فوک ' ذومال — جن کو مؤلف رحمہ اللہ نے شمار کیا ہے' ان تمام اسماء کی رفعی حالت واو کے ساتھ آئے گی جو کہ ضمہ سے نائب ہے جیسے: حَضَرَ اَبُوْکَ وَ اَخُوْکَ وَحَمُوْکِ وَ نَطَقَ فُوْکَ و ذُوْمَالٍ اسی طرح آپ کا قول هٰذَا اَبُوْکَ ۔ اَبُوْکَ رَجُلٌ صَالِحٌ. قال اللہ تعالٰی :﴿ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴾.﴿ مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ﴾ . ﴿ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ ﴾. ﴿ اِنِّيْ اَنَا اَخُوْكَ﴾ ان مثالوں میں ہر اسم مرفوع ہے' رفع کی علامت ضمہ کی نائب واوَ ہے۔ان الفاظ میں واو کے بعد ضمیر (نَا 'هُمْ)لفظ" مال "یا لفظ" علم "مضاف الیہ ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لیجیے' کہ اسماء خمسہ کو یہ اعراب چند شرطوں کے ساتھ ہی دیا جاتا ہے' ان میں سے بعض شرطیں تو وہ ہیں جو تمام الفاظ میں ملحوظ ہوتی ہیں اور بعض شرطیں وہ ہیں جو بعض الفاظ میں ہوتی ہیں۔

وہ شروط جو تمام الفاظ میں لگائی جاتی ہیں چار ہیں: (۱) مفرد ہو (۲) مکبر ہو (۳) مضاف ہو (۴) اس کی اضافت یا متکلم کے علاوہ کی طرف ہو۔

مفرد کی شرط لگانے سے وہ الفاظ خارج ہو گئے جو مثنی ہوں یا جمع مذکر یا جمع مکسر۔ کیوں کہ اگر وہ الفاظ خمسہ جمع مکسر ہوں تو ان کو حرکات ظاہرہ کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے جیسے: اَلْاٰبَاءُ يُرَبُّوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ .اِخْوَانُكَ يَدُكَ الَّتِيْ تَبْطِشُ بِهَا (تیرے بھائی تیرے بازو ہیں جن کے ساتھ تو گرفت کرتا ہے' یعنی وہ تیرے قوت بازو ہیں)۔ قَالَ اللهُ تَعَالٰى ﴿اٰبَاءُ كُمْ وَ اَبْنَاءُ كُمْ﴾ .﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾. ﴿ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا ﴾ اگر مثنی ہوں تو ان کو مثنی

والا اعراب دیا جاتا ہے' رفعی حالات میں الف اور نصبی و جری حالت میں یاء کے ساتھ جیسے: اَبَـوَاکَ رَبَّیَـاکَ. تَاَدَّبْ فِیْ حَضْـرَةِ اَبَوَیْکَ. قال اللہ تعالی: ﴿وَ رَفَـعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْش﴾ . ﴿فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ﴾ اور اگر جمع مذکر سالم ہوں تو اس کی رفعی حالت واو کے ساتھ ہوتی ہے اور نصبی و جری حالت یاء کے ساتھ۔ جیسے: هٰؤُلَاءِ اَبُوْنَ وَاَخُوْنَ. رَأَیْتُ اَبِیْنَ وَ اَخِیْنَ. لفظ اَبٌ اور اَخٌ کے سوا کسی کی جمع واو اور نون کے ساتھ نہیں آتی' جب کہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ الفاظ خمسہ میں سے کسی کی جمع بھی اس طرح (یعنی واو اور نون کے ساتھ) نہ آتی (جمع مذکر سالم میں قیاس یہ ہے کہ وہ مفرد لفظ صفت واقع ہوتا ہو' جیسے نَاصِرٌ۔ ضَارِبٌ)۔

مکبر کی شرط لگانے سے وہ الفاظ نکل گئے جو مصغر ہوں' کیوں کہ مصغر ہونے کی صورت میں ان کو حرکات ظاہرہ کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے' جیسے: هٰـذَا اُبَیٌّ وَ اُخَیٌّ. رَاَیْتُ اُبَیًّا وَ اُخَیًّا. مَرَرْتُ بِاُبَیٍّ وَ اُخَیٍّ

مضاف کی شرط لگانے سے وہ الفاظ نکل گئے جو اضافت سے منقطع ہوں' کیوں کہ اس وقت ان کو بھی حرکات ظاہرہ کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے جیسے: هٰـذَا اَبٌ' رَاَیْتُ اَبًا' مَرَرْتُ بِاَبٍ. اسی طرح باقی۔ وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْـتٌ﴾. ﴿وَاِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ﴾. ﴿قَالَ ائْتُوْنِیْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِنْ اَبِیْكُمْ﴾. ﴿اِنَّ لَهٗ اَبًا شَیْخًا﴾.

یاء متکلم کے علاوہ کی طرف اضافت کی شرط لگانے کے ساتھ وہ الفاظ خارج ہو گئے جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں' کیوں کہ ایسی صورت میں ان کو یاء متکلم سے ماقبل پر حرکات مقدرہ کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے' جن کے ظہور سے محل کا حرکت مناسبہ کے ساتھ مشغول ہونا مانع ہوتا ہے جیسے: حَضَـرَ اَبِـیْ وَ اَخِـیْ. اِحْتَرَمْتُ اَبِـیْ وَ اَخِـیْ الْاَکْبَرَ. اَنَا لَا اَتَکَلَّمُ فِیْ حَضْرَةِ اَبِیْ وَ اَخِی الْاَکْبَرِ. وَ قَالَ

اللہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ ھٰذَا اَخِیْ﴾ . ﴿اَنَا یُوْسُفُ وَ ھٰذَا اَخِیْ﴾ . ﴿فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ﴾ .

باقی شروط جو بعض اسماء خمسہ کے ساتھ مختص ہیں' (ا) فُــوْک: یہ اعراب اس کو میم سے علیحدگی کی صورت میں ملے گا' اگر اس کے ساتھ میم ملی ہو تو اس کو حرکات ظاہرہ کے ساتھ اعراب دیا جائے گا جیسے: ھٰذَا فَمٌ حَسَنٌ. رَاَیْتُ فَمًا حَسَنًا . نَظَرْتُ اِلٰی فَمٍ حَسَنٍ. اس کلمہ - فُوْکَ - میں بالخصوص یہ ایک زائد شرط ہے جو سابقہ شروط اربعہ کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

(۲) ذو: کو یہ اعراب دو شرطوں کے ساتھ دیا جاتا ہے: (ا) بمعنی صاحب ہو (ب) جس کی طرف مضاف ہو وہ اسم جنس ظاہر ہو' وصف نہ ہو' اگر بمعنی صاحب نہ ہو بلکہ موصولہ ہو تو وہ مبنی ہوگا۔ ذو موصولہ کی مثال ابو الطیب متنبی کا یہ قول:

ذُوالْعَقْلِ یَشْقٰی فِی النَّعِیْمِ بِعَقْلِہٖ
وَ اَخُوالْجَھَالَۃِ فِی الشَّقَاوَۃِ یَنْعَمُ

''صاحب عقل اپنی عقل کی بناء پر نعمتوں میں بھی پریشان رہتا ہے' جب کہ جہالت والا تنگ دستی کے باوجود آسودہ حال رہتا ہے۔''

اس کلمہ - ذو - میں بالخصوص یہ دو زائد شرطیں ہیں جو سابقہ شروط اربعہ کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔

الف ضمہ کا نائب

قَالَ: وَ اَمَّا الْاَلِفُ فَتَکُوْنُ عَلَامَۃً لِلرَّفْعِ فِیْ تَثْنِیَۃِ الْاَسْمَاءِ خَاصَّۃً .

''بالخصوص اسماء کے تثنیہ میں الف رفع کی علامت ہے۔''

وَاَقُوْلُ: صرف ایک مقام ہے جہاں الف کلمہ کے مرفوع ہونے کی

علامت ہوتا ہے'اور وہ اسم مثنیٰ ہے جیسے : حَضَرَ الصِّدِّيقَانِ : الصدیقان مثنیٰ مرفوع ہے' کیوں کہ فاعل ہے'اس کے رفع کی علامت الف ہے جو ضمہ کا نائب ہے اور نون اسم مفرد- صَدِيقٌ -کی تنوین کے عوض میں ہے۔

مثنیٰ 'وہ اسم ہے جو اپنے آخر میں زیادت کے ساتھ دو (مذکر یا مؤنث) پر دلالت کرے' یہ زیادت -الف ونون- عاطف (حرف عطف) اور معطوف سے بے نیاز کر دیتی ہے جیسے: اَقْبَلَ الْعُمَرَانِ وَالْهِنْدَانِ : العمران یہ لفظ اپنے آخر میں زیادت کے بسبب دو آدمیوں پر دلالت کر رہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا نام عمر ہے' اور وہ زیادت واؤ عطف اور تکرار اسم سے بے نیاز کر رہی ہے کہ آپ کو کہنا پڑے: حضر عُمَرُ وَعُمَرُ 'اسی طرح "الهندان" یہ لفظ بھی دو عورتوں پر دلالت کر رہا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کا نام هند ہے'اس پر دلالت کا سبب مثال میں الف ونون کی زیادتی ہے' الف ونون کا وجود آپ کو واو عطف اور تکرار اسم سے بے نیاز کر رہا ہے کہ آپ کو کہنا پڑے: حَضَرَ هِنْدٌ وَ هِنْدٌ.

ضمہ کی جانب سے نون کی نیابت

قَالَ: وَ اَمَّا النُّوْنُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلرَّفْعِ فِي الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ' اِذَا اتَّصَلَ بِهٖ ضَمِيْرُ تَثْنِيَةٍ' اَوْ ضَمِيْرُ جَمْعٍ اَوْ ضَمِيْرُ الْمُؤَنَّثَةِ الْمُخَاطَبَةِ.

"نون فعل مضارع میں رفع کی علامت ہوتا ہے' جب اس کے ساتھ تثنیہ کی ضمیر یا جمع کی ضمیر یا مؤنث مخاطبہ کی ضمیر ملی ہوئی ہو۔"

وَاَقُوْلُ : ایک مقام ہے کہ جہاں نون کلمہ میں آ کر اس کے مرفوع ہونے کی علامت ہوتا ہے' وہ مقام فعل مضارع ہے جو الف تثنیہ (مذکر ومؤنث) کی طرف مسند ہو' یا واؤ جمع مذکر کی طرف مسند ہو' یا مؤنث مخاطبہ کی یاء کی طرف مسند ہو۔

الف تثنیہ (مذکر) کی طرف مسند کی مثال اَلصِّدِّيقَانِ يُسَافِرَانِ غَدًا.

اَنْتُمَا تُسَافِرَانِ غَدًا: یسافران اور تسافران دونوں فعل مضارع مرفوع ہیں کیوں کہ ناصب و جازم سے خالی ہیں۔ رفع کی علامت ثبوت نون ہے' تثنیہ کا الف فاعل ہے' مبنی علی السکون ہے اور محل رفع میں ہے۔

آپ نے دیکھا کہ الف تثنیہ کی طرف مسند فعل مضارع کے شروع میں کبھی یاء لائی جاتی ہے جو اس کے غائب ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ مثال اول میں ہے اور کبھی اس کی ابتداء میں تاء لائی جاتی ہے جو اس کے مخاطب ہونے پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ مثال ثانی میں ہے۔

الف تثنیہ (مؤنث) کی طرف مسند فعل مضارع کی مثال: اَلْهِنْدَانِ تُسَافِرَانِ غَدًا . اَنْتُمْ یَاهِنْدَانِ تُسَافِرَانِ غَدًا . "تُسَافِرَانِ" دونوں مثالوں میں فعل مضارع بثبوت النون مرفوع ہے' اور الف فاعل' مبنی علی السکون' محل رفع میں ہے۔

آپ سمجھ گئے کہ الف تثنیہ (مؤنث) کی طرف مسند فعل مضارع کے شروع میں صرف تاء لائی جاتی ہے جو فاعل کی تانیث پر دلالت کرتی ہے' برابر ہے کہ وہ غائب ہو جیسا کہ پہلی مثال میں ہے یا حاضر مخاطب ہو' جیسا کہ دوسری مثال میں ہے۔

واو جمع کی طرف مسند کی مثال: اَلرِّجَالُ الْمُخْلِصُوْنَ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْمُوْنَ بِوَاجِبِهِمْ (مخلص آدمی وہی ہوتے ہیں جو اپنے ذمہ کام کو سرانجام دیتے ہیں)۔ اَنْتُمْ یَاقَوْمِ تَقُوْمُوْنَ بِوَاجِبِکُمْ. یقومون اور تقومون فعل مضارع مرفوع ہیں' رفع کی علامت ثبوت نون ہے اور واو جمع فاعل ہے' مبنی علی السکون' اور محل رفع میں ہے۔

اس سے آپ جان گئے ہیں کہ فعل مضارع جو واو جمع کی طرف مسند ہو کبھی اس کے شروع میں غائب پر دلالت کے لیے "یاء" لائی جاتی ہے جیسا کہ مثال اول

میں ہے اور کبھی شروع میں خطاب پر دلالت کے لیے تاء لائی جاتی ہے جیسا کہ مثال ثانی میں ہے۔

یاءِ مؤنث مخاطبہ کی طرف مسند فعل مضارع کی مثال: اَنْتِ یَا ھِنْدُ تَعْرِفِیْنَ وَاجِبَکِ. "تعرفین" فعل مضارع مرفوع ہے، اس کے مرفوع ہونے کی علامت ثبوت نون ہے، اور یاءِ مؤنثہ مخاطبہ فاعل، مبنی علی السکون، اور محل رفع میں ہے۔

یاءِ مؤنثہ مخاطبہ کی طرف مسند فعل مضارع کی ابتداء میں صرف تاء لائی جاتی ہے اور وہ فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسند الی الالف کی ابتداء میں تاء اور یاء لائی جاتی ہے، اسی طرح مسند الی الواو کی ابتدا میں تاء اور یاء لائی جاتی ہے اور مسند الی الیاء کی ابتداء میں صرف "تاء" لائی جاتی ہے۔

سب کی مثال: یَقُوْمَانِ تَقُوْمَانِ وَ یَقُوْمُوْنَ وَ تَقُوْمُوْنَ وَ تَقُوْمِیْنَ

ان امثلہ کو "افعال خمسہ" کہتے ہیں۔

نصب کی علامات

قَالَ: وَلِلنَّصْبِ خَمْسُ عَلَامَاتٍ: اَلْفَتْحَةُ، وَالْاَلِفُ، وَالْكَسْرَةُ، وَالْيَاءُ، وَحَذْفُ النُّوْنِ.

"نصب کی پانچ علامات ہیں: فتحہ۔ الف۔ کسرہ۔ یاء اور حذفِ نون۔

واقول: جب آپ کلمہ کے آخر میں پانچ علامتوں میں سے کوئی علامت پائیں تو اس پر منصوب ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں: ایک علامت اصلیہ ہے وہ فتحہ ہے، چار اس کی فروع ہیں وہ: الف، کسرہ، یاء اور حذف نون ہیں۔

❂❂❂❂❂❂

فتحہ کے مقامات

قَالَ: فَاَمَّا الْفَتْحَةُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلنَّصْبِ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ: فِي الْاِسْمِ الْمُفْرَدِ، وَ جَمْعِ التَّكْسِيْرِ، وَالْفِعْلِ الْمُضَارِعِ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِ نَاصِبٌ وَ لَمْ يَتَّصِلْ بِاٰخِرِهٖ شَيْءٌ.

''فتحہ تین مواضع میں نصب کی علامت ہوتا ہے: اسم مفرد، جمع تکسیر، فعل مضارع جب اس پر ناصب داخل ہو اور اس کے آخر کے ساتھ کوئی چیز ملی ہوئی نہ ہو۔''

واقول: تین مقامات میں فتحہ کلمہ کے منصوب ہونے پر علامت ہوتا ہے (۱) اسم مفرد (۲) جمع مکسر (۳) فعل مضارع جس سے پہلے ناصب ہو، اور اس کے آخر کے ساتھ الف تثنیہ، واو جمع، یاء مخاطبہ، نون تاکید اور نون نسوہ میں سے کوئی ایک ملا ہوا نہ ہو۔

اسم مفرد، اس کی تعریف پہلے گزر چکی ہے، اس کے آخر میں فتحہ ظاہرہ ہوتا ہے جیسے: لَقِيْتُ عَلِيًّا. قَابَلْتُ هِنْدًا: عَلِيًّا. هِنْدًا دونوں اسم مفرد ہیں، منصوب ہیں کیوں کہ مفعول ہیں، ان کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے، پہلا مذکر اور دوسرا مؤنث ہے۔ اور کبھی اسم مفرد پر فتحہ مقدرہ ہوتا ہے جیسے: لَقِيْتُ الْفَتٰى، حَدَّثْتُ لَيْلٰى. اَلْفَتٰى اور لَيْلٰى دونوں مفرد منصوب ہیں، کیوں کہ دونوں مفعول بہ واقع ہو رہے ہیں، ان کے نصب کی علامت الف پر فتحہ مقدرہ ہے، جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے، پہلا مذکر اور دوسرا مؤنث ہے۔

جمع مکسر: کی تعریف پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ اس کے آخر پر کبھی فتحہ ظاہرہ ہوتا ہے جیسے: صَاحَبْتُ الرِّجَالَ. رَعَيْتُ الْهُنُوْدَ. الرجال اور الهنود دونوں جمع مکسر منصوب ہیں، کیوں کہ مفعول ہیں، ان کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے، پہلا مذکر اور دوسرا مؤنث ہے۔ اور کبھی فتحہ مقدرہ ہوتا ہے جیسے: ﴿وَ تَرَى النَّاسَ

سُکَارٰی﴾ .﴿وَ اَنْکِحُوا الْاَیٰمٰی﴾. سُکَارٰی اور الایامٰی دونوں جمع تکسیر منصوب ہیں کیوں کہ مفعول ہیں' ان کے نصب کی علامت الف پر فتحہ مقدرہ ہے جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔

فعل مضارع: جیسے: قولہ تعالیٰ ﴿لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْهِ عَاكِفِیْنَ﴾ (ہم اس پر جھکے ہی رہیں گے) نَبْرَحَ فعل مضارع حرف لَنْ کے ساتھ منصوب ہے' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ اور کبھی فتحہ مقدرہ ہوتا ہے' جیسے: یَسُرُّنِیْ اَنْ تَسْعٰی اِلَی الْمَجْدِ (آپ کا بزرگی کی طرف کوشش کرنا مجھے خوش کر دیتا ہے). تَسْعٰی فعل مضارع اَنْ کے ساتھ منصوب' اس کے نصب کی علامت الف پر فتحہ مقدرہ ہے جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔

اگر فعل مضارع کے آخر کے ساتھ تثنیہ کا الف مل جائے جیسے لَنْ یَضْرِبَا یا واو جمع جیسے: لَنْ تَضْرِبُوْا یا یاء مخاطبہ جیسے: لَنْ تَضْرِبِیْ تو اس کا نصب فتحہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ تَضْرِبَا. تَضْرِبُوْ. تَضْرِبِیْ یہ تمام حرف لَنْ کے ساتھ منصوب ہیں' ان کے نصب کی علامت حذف نون ہے اور الف' واو' یاء فاعل' مبنی علی السکون' محل رفع میں ہیں۔ اس کی مزید وضاحت عنقریب معلوم ہو جائے گی۔

اگر اس کے آخر کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ مل جائے جیسے: وَاللّٰهِ لَنْ تَذْهَبَنَّ یا خفیفہ جیسے: وَاللّٰهِ لَنْ تَذْهَبَنْ تو یہ مبنی علی الفتح محل نصب میں ہوگا۔

اگر آخر کے ساتھ نون نسوہ مل جائے' جیسے: لَنْ تُدْرِكْنَ الْمَجْدَ اِلَّا بِالْعَفَافِ (آپ ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرنے کے ساتھ ہی بزرگی تک پہنچ سکتے ہیں) تو یہ اس وقت مبنی علی السکون' محل نصب میں ہوگا۔

الف کا فتحہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَ اَمَّا الْاَلِفُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلنَّصْبِ فِی الْاَسْمَآءِ الْخَمْسَةِ

نَحْوُ رَاَیْتُ اَبَاکَ وَ اَخَاکَ وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِکَ.

''اسماءخمسہ میں الف نصب کی علامت ہوتا ہے' جیسے: رَاَیْـتُ اَبـاکَ وَ اَخَاکَ اس کے مشابہ دیگر الفاظ کی مثال اسی طرح ہے۔''

وَاَقُـوْلُ: گزشتہ اسباق میں اسماء خمسہ اور ان کے اعراب کی شرط کو پہچان چکے ہیں کہ رفعی حالت واو کے ساتھ' نصبی الف کے ساتھ اور جری یاء کے ساتھ ہوتی ہے۔

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ وہ علامت جو ان کلمات میں سے کسی ایک کے منصوب ہونے پر دلالت کرتی ہے ان کے آخر میں الف کا موجود ہونا ہے جیسے: اِحْتَـرِمْ اَبَاکَ . اُنْصُرْ اَخاکَ. زُوْرِیْ حَمَاکِ. نَظِّفْ فَاکَ . لاَ تَحْتَرِمْ ذَاالْـمَـالِ لِمَالِهِ. ان مثالوں میں یہ '' اباکَ' حماکَ' فاکَ' ذاالمال'' تمام منصوب ہیں' کیوں کہ مفعول بہ واقع ہو رہے ہیں' ان کے نصب کی علامت الف ہے جو فتحہ کا نائب ہے' ان میں سے ہر ایک مضاف ہے اور ان کے بعد کاف اور المال مضاف الیہ ہے۔

اس مقام کے سوا کوئی مقام نہیں کہ جہاں الف' فتحہ کی ... ب سے نائب واقع ہوتا ہو۔

کسرہ کا فتحہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَاَمَّـا الْـكَسْرَةُ فَتَكُوْنُ عَلاَمَـةً لِلنَّصْبِ فِیْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ.

''کسرہ' جمع مؤنث سالم میں نصب کی علامت ہوتا ہے۔''

وَاَقُـوْلُ: گزشتہ صفحات میں آپ جمع مؤنث سالم کی پہچان کر چکے' اب ہم آپ کو یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ جمع مونث سالم کے آخر میں کسرہ کی موجودگی کے

ساتھ آپ اس کے منصوب ہونے پر استدلال کر سکتے ہیں جیسے: اِنَّ الْفَتَيَاتِ الْمُهَذَّبَاتِ يُذْرِكْنَ الْمَجْدَ. (پاکیزہ اخلاق سے متصف نوجوان لڑکیاں بزرگی کو پالیتی ہیں) الفتیات اور المھذبات دونوں جمع مؤنث سالم ہیں' منصوب ہیں' پہلا لفظ اِنَّ کا اسم ہے اور دوسرا منصوب کی نعت (صفت) ہے' ان کے نصب کی علامت کسرہ ہے جو فتحہ کا نائب ہے۔

اس مقام کے سوا کوئی مقام نہیں کہ جہاں کسرہ' فتحہ سے نائب واقع ہوتا ہو۔

یاء کا فتحہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَ اَمَّا الْيَاءُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلنَّصْبِ فِى التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ.

''یاء' تثنیہ اور جمع میں نصب کی علامت ہوتی ہے۔''

وَاَقُوْلُ: گذشتہ اسباق میں آپ مثنیٰ (تثنیہ) اور جمع مذکر کی پہچان کر چکے ہیں' اب ہم یہ بتا رہے ہیں کہ ان کے آخر میں یاء کی موجودگی کے ساتھ آپ ان کے منصوب ہونے کو پہچان سکتے ہیں۔ ان کے مابین فرق صرف یہ ہے کہ مثنیٰ میں یاء کا ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور ہوتا ہے' جب کہ جمع مذکر سالم میں یاء کا ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح ہوتا ہے۔

مثنیٰ کی مثال: نَظَرْتُ عُصْفُوْرَيْنِ فَوْقَ الشَّجَرَةِ. اِشْتَرٰى اَبِىْ كِتَابَيْنِ اَحَدُهُمَا لِىْ وَالْاٰخَرُ لِاَخِىْ. عصفورين اور كتابين دونوں منصوب ہیں کیوں کہ مفعول بہ ہیں' ان کے نصب کی علامت یاء ہے جس کا ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور ہے کیوں کہ مثنیٰ ہے اور نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض میں ہے۔

جمع مذکر سالم کی مثال: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ لَيَكْسِبُوْنَ رِضَا رَبِّهِمْ. (البتہ پرہیزگار اپنے رب تعالیٰ کی رضامندی حاصل کر لیتے ہیں) نَصَحْتُ الْمُجْتَهِدِيْنَ بِالْاِنْكِبَابِ عَلَى الْمُذَاكَرَةِ. (میں نے محنتی طلبہ کو مذاکرہ میں محو رہنے کی نصیحت

کی) المجتھدین اور المتقین دونوں منصوب ہیں کیوں کہ مفعول بہ ہیں' ان کے نصب کی علامت یاء ہے جس کا ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح ہے' کیوں کہ جمع مذکر سالم ہے اور نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض میں ہے۔

حذف نون کی نیابت فتحہ سے

قَالَ : وَ اَمَّا حَذْفُ النُّوْنِ فَيَكُوْنُ عَلامَةً لِلنَّصْبِ فِي الْاَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِي رَفْعُهَا بِثَبَاتِ النُّوْنِ.

''افعال خمسہ جو ثبوت نون کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں ان میں حذف نون نصب کی علامت ہوتا ہے۔''

وَ اَقُوْلُ : گذشتہ بحثوں میں آپ پہچان چکے ہیں کہ افعال خمسہ کیا ہیں' اب ہم یہ بتائیں گے کہ جب ان کے رفع کی علامت نون کو محذوف پائیں تو آپ ان کے منصوب ہونے کو پہچان سکتے ہیں۔ حالت نصب میں ان کی مثال: يَسُرُّنِي اَنْ تَحْفَظُوْا دُرُوْسَكُمْ . يُؤْلِمُنِي مِن الْكُسَالٰى اَنْ يُهْمِلُوْا فِيْ وَاجِبَاتِهِمْ (سست طلبہ کا اپنے گھر کے کام کی طرف توجہ نہ دینا مجھے دکھ دیتا ہے): تحفظوا اور یھملوا دونوں فعل مضارع اَنْ کے منصوب ہیں' ان کے نصب کی علامت حذف نون ہے اور واو جمع فاعل ہے' مبنی علی السکون' محل رفع میں ہے۔

اسی طرح جس کے ساتھ تثنیہ کا الف ملا ہوا ہو جیسے: يَسُرُّنِي اَنْ تَنَالَا رَغَبَاتِكُمَا (تمھارا اپنی مرغوب اشیاء کو حاصل کرنا مجھے خوش کرتا ہے) اور جس کے ساتھ یاء مخاطبہ ملی ہے جیسے: يُؤْلِمُنِي اَنْ تُفَرِّطِي فِيْ وَاجِبِكِ (تیرا اپنے گھر کے کام میں کوتاہی کرنا مجھے تکلیف دیتا ہے)۔ ان کے اعراب (ترکیب) کی کیفیت آپ پہچان چکے ہیں۔

جر کی علامات

قَالَ: وَلِلْخَفْضِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ: اَلْكَسْرَةُ وَالْيَاءُ وَالْفَتْحَةُ

''خفض کی تین علامات ہیں: کسرہ'یاء اور فتحہ۔''

وَاَقُوْلُ: جب آپ کسی کلمہ میں اشیاء ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی پائیں تو آپ پہچان سکتے ہیں کہ کلمہ مخفوض (مجرور) ہے' پہلی: کسرہ' یہی خفض میں اصل ہے' دوسری: یاء ہے' تیسری: فتحہ ہے اور یہ دونوں کسرہ کی فرع ہیں' عنقریب ہم ان کے مواضع ذکر کرنے والے ہیں۔

کسرہ اور اس کے مقامات

قَالَ: فَاَمَّا الْكَسْرَةُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلْخَفْضِ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ فِي الْاِسْمِ الْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ وَ جَمْعِ التَّكْسِيْرِ الْمُنْصَرِفِ وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ.

''کسرہ تین مقامات میں خفض (جر) کی علامت ہوتا ہے: اسم مفرد منصرف' جمع تکسیر منصرف اور جمع مؤنث سالم میں۔''

وَاَقُوْلُ: کسرہ کے تین مقامات ہیں' ان میں سے ہر ایک میں وہ اسم کے مخفوض (مجرور) ہونے پر علامت ہوتا ہے۔

ا۔اسم مفرد منصرف' مفرد ہونے کا مفہوم آپ پہچان چکے' منصرف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آخر میں صرف لاحق ہو' وَالصَّرْفُ هُوَ التَّنْوِيْنُ یعنی صرف سے مراد تنوین ہے جیسے: سَعَيْتُ اِلٰى مُحَمَّدٍ. (میں محمد کی طرف دوڑ کر گیا) رَضِيْتُ عَنْ عَلِيٍّ. اِسْتَفَدْتُ مِنْ مُعَاشَرَةِ خَالِدٍ. (میں نے خالد کی صحبت سے فائدہ حاصل کیا) اَعْجَبَنِيْ خُلُقُ بَكْرٍ . محمد۔علی مخفوض ہیں کیوں کہ ان پر حرف خفض داخل ہے' ان کے خفض کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ اور خالد' بکر

دونوں مخفوض ہیں کیوں کہ ماقبل ان کی طرف مضاف ہے' ان کے خفض کی علامت بھی کسرہ ظاہرہ ہے اور محمد' علی' خالد' بکر تمام اسماء مفرد ہیں اور منصرف ہیں کیوں کہ ان کے ساتھ تنوین لاحق ہے۔

۲۔ جمع مکسر منصرف' جمع مکسر کا مفہوم آپ جانتے ہیں' منصرف کا مفہوم مقام اول میں مذکور ہے' مثال: مَرَرْتُ بِرِجَالٍ كِرَامٍ . رَضِيْتُ عَنْ أَصْحَابٍ لَنَا شُجْعَانٍ . (میں اپنے بہادر ساتھیوں سے خوش ہوں) رجال' اصحاب دونوں مخفوض ہیں کیوں کہ ان پر حرف خفض داخل ہے' ان کے خفض کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ اسی طرح ''کرام' شجعان'' بھی مخفوض ہیں کیوں کہ مخفوض کی نعت ہیں' ان کے خفض کی علامت بھی کسرہ ظاہرہ ہے۔ ''رجال' اصحاب' کرام' شجعان'' یہ تمام جمع تکسیر ہیں اور منصرف ہیں کیوں کہ ان کے ساتھ تنوین لاحق ہے۔

۳۔ جمع مؤنث سالم' اس کا معنی و مراد آپ جانتے ہیں مثال: نَظَرْتُ إِلَى فَتَيَاتٍ مُؤَدَّبَاتٍ ؛ رَضِيْتُ عَنْ مُسْلِمَاتٍ قَانِتَاتٍ . ''فتیات' مسلمات'' دونوں مخفوض ہیں کیوں کہ ان پر حرف خفض داخل ہے' ان کے خفض کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے' اسی طرح مؤدبات' قانتات دونوں مخفوض ہیں کیوں کہ یہ مخفوض کے تابع ہیں' ان کے خفض کی علامت بھی کسرہ ظاہرہ ہے۔ اور ''فتیات' مسلمات' مؤدبات' قانتات'' یہ تمام جمع مؤنث سالم ہیں۔

یاء کا کسرہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَ أَمَّا الْيَاءُ فَتَكُوْنُ عَلَامَةً لِلْخَفْضِ فِيْ ثَلَاثَةِ مَوَاضِعَ: فِي الْأَسْمَاءِ الْخَمْسَةِ وَ فِي التَّثْنِيَةِ وَالْجَمْعِ.

''یاء تین مقامات میں خفض کی علامت ہوتی ہے۔ اسماء خمسہ' تثنیہ اور جمع میں۔''

وَ اَقُوْلُ: یاء کے تین مقامات ہیں' جہاں وہ اسم کے مخفوض (مجرور) ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

مقام اول: اسماء خمسہ' ان کو اور ان کے اعراب کی شروط کو گذشتہ اسباق میں آپ پہچان چکے ہیں' مثال: سَلِّمْ عَلٰی اَبِیْکَ صَبَاحَ کُلِّ یَوْمٍ. لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ عَلٰی صَوْتِ اَخِیْکَ الْاَکْبَرِ. لَا تَکُنْ مُحِبًّا لِذِی الْمَالِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مُؤَدَّبًا: ابیک' اخیک' ذی المال تمام مجرور ہیں کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے' ان کے جر کی علامت یاء ہے۔ پہلی دو مثالوں میں کاف مخاطب کی ضمیر مضاف الیہ ہے' مبنی علی الفتح محل جر میں ہے۔ تیسری مثال میں کلمہ المال بھی مضاف الیہ ہے' کسرہ ظاہرہ کے ساتھ مجرور ہے۔

مقام ثانی: مثنیٰ' مثال: اُنْظُرْ اِلَی الْجُنْدِیَّیْنِ. سَلِّمْ عَلَی الصَّدِیْقَیْنِ الجندیین' صدیقین دونوں مجرور ہیں' کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے' ان کے جر کی علامت یاء ہے جس کا ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور ہے' اور یہ دونوں لفظ مثنیٰ ہیں کیوں کہ یہ دو پر دلالت کرتے ہیں۔

مقام ثالث: جمع مذکر سالم' مثال: رَضِیْتُ عَنِ الْبَکْرِیْنَ. نَظَرْتُ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ الْخَاشِعِیْنَ. البکرین' المسلمین یہ دونوں مجرور ہیں کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے' ان کے جر کی علامت یاء ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح ہے' اور یہ دونوں جمع مذکر سالم ہیں۔

فتحہ کا کسرہ سے نائب ہونا

قَالَ: وَ اَمَّا الْفَتْحَةُ فَتَکُوْنُ عَلَامَةً لِلْخَفْضِ فِی الْاِسْمِ الَّذِیْ لَا یَنْصَرِفُ.

"فتحہ' اسم غیر منصرف میں جر کی علامت ہوتا ہے۔"

وَاَقُــــوْلُ: ایک مقام ہے کہ جہاں فتحہ اسم کے جر (یعنی مجرور ہونے) پر علامت ہوتا ہے' وہ اسم غیر منصرف ہے۔

اسم کے غیر منصرف ہونے کا یہ معنی ہے کہ وہ صَــرْف -تنوین- کو قبول نہ کرتا ہو۔

اسم غیر منصرف: وہ مشابہ بالفعل اسم کہ جس میں دو فرعی سبب- جن میں سے ایک کا تعلق لفظ سے ہے اور دوسرے کا معنی سے-موجود ہوں' یا اس میں وہ ایک سبب موجود ہو جو دو کا قائم مقام ہوتا ہے۔

اسم میں پائے جانے والے اسباب فرعیہ جن کا تعلق معنی سے ہے وہ صرف دو ہیں: پہلا علمیت' دوسرا وصفیت۔ دو اسباب کی موجودگی کے ساتھ غیر منصرف ہونے والے اسم میں ان دو سببوں میں سے ایک کا موجود ہونا لازمی ہے۔

اسم میں پائے جانے والے وہ اسباب فرعیہ جن کا تعلق لفظ سے ہے وہ چھ ہیں' وہ یہ ہیں: تانیث بغیر الف' عجمہ' ترکیب' الف ونون زائدتان' وزن فعل اور عدل۔ علمیت کے ساتھ تو ان تمام اسباب میں سے کسی ایک کا موجود ہونا لازمی ہے' لیکن وصفیت کے ساتھ صرف تین میں سے ایک پایا جاتا ہے' وہ یہ ہیں: الف ونون زائدتان یا وزن فعل یا عدل۔

تانیث بغیر الف کے ساتھ علمیت کی مثال: فَاطِمَةُ' زَيْنَبُ' حَمْزَةُ.

عجمہ کے ساتھ علمیت کی مثال: اِدْرِيْسُ' يَعْقُوْبُ' اِبْرَاهِيْمُ.

ترکیب کے ساتھ علمیت کی مثال: مَعْدِيْكَرِبُ. بَعْلَبَكُّ. قَاضِيْخَانُ بَزُرْجَمْهُرُ. رَامَهُرْمُزُ.

الف ونون زائدتان کے ساتھ علمیت کی مثال: مَــرْوَانُ' عثـمــان' غَطَفَانُ' عفان' سَحْبَانُ' سفیان' عمران' قحطان' عَدْنَانُ.

وزن فعل کے ساتھ علمیت کی مثال: اَحْمَدُ ' یَشْکُرُ' یَزِیْدُ' تَغْلِبُ '
تَدْمُرُ.

عدل کے ساتھ علمیت کی مثال: عُمَرُ. زُفَرُ. قُثَمُ. هُبَلُ. زُحَلُ.
جُمَعُ. قُزَحُ. مُضَرُ.

الف ونون زائدتان کے ساتھ وصفیت کی مثال: رَيَّانُ (سیراب).
شَبْعَانُ (شکم سیر). یَقْظَانُ (بیدار' محتاط).

وزن فعل کے ساتھ وصفیت کی مثال: اَکْرَمُ ' اَفْضَلُ' اَجْمَلُ.

عدل کے ساتھ وصفیت کی مثال: مَثْنٰی' ثُلاَثُ' رُبَاعُ ' اُخَرُ.

وہ دو اسباب کہ جن میں سے ہر ایک دو کے قائم مقام ہوتا ہے' ایک صیغہ منتهي الجموع' دوسرا الف تانیث مقصورہ' یا الف تانیث ممدودہ ہے۔

صیغہ منتهي الجموع' اس کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ اسم' جمع مکسر ہو اور الف تکسیر کے بعد دو حرف واقع ہوں جیسے: مَسَاجِدُ ' مَنَابِرُ ' اَفَاضِلُ ' اَمَاجِدُ (زیادہ بزرگی وشان والے)' اَمَاثِلُ (افضل) ' حَوَائِضُ ' طَوَامِثُ (حیض والی عورتیں)' یا الف تکسیر کے بعد تین حرف واقع ہوں کہ ان کا درمیان والا حرف ساکن ہو' جیسے: مَفَاتِیْحُ' عَصَافِیْرُ' قَنَادِیْلُ (چراغ).

الف تانیث مقصورہ' جیسے: حُبْلٰی ' قُصْوٰی (دور)' دُنْیَا' دَعْوٰی.

الف تانیث ممدودہ' جیسے: حَمْرَاءُ ' دَعْجَاءُ' (سیاہ اور بڑی آنکھ والی) حَسْنَاءُ ' بَیْضَاءُ' کَحْلاَءُ (سرمگیں عورت)' نَافِقَاءُ (جنگلی چوہے کا سوراخ) عُلَمَاءُ.

مذکورہ بالا اسماء اور ان کے مشابہ دیگر اسماء کو تنوین دینا جائز نہیں ہے' یہ جری حالت میں فتحہ کے ساتھ مجرور ہوتے ہیں جو کسرہ کا نائب ہے۔ جیسے: صَلَّی اللّٰهُ

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ، رَضِیَ اللّٰهُ عَنْ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ: ابراھیم، عمر دونوں مجرور ہیں کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے، ان کے جر کی علامت فتحہ ہے جو کسرہ کا نائب ہے کیوں کہ ان میں سے ہر ایک غیر منصرف ہے۔ ''ابراھیم'' میں منع صرف کا سبب علمیت اور عجمہ ہے۔ عمر میں منع صرف کا سبب علمیت اور عدل ہے۔ اسی پر باقی کو قیاس کر لیں۔

اسم غیر منصرف کے فتحہ کے ساتھ مجرور ہونے کے لیے یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ ''ال'' سے خالی ہو اور اپنے بعد والے اسم کی طرف مضاف نہ ہو۔ اگر اس کے ساتھ الف و لام ملا ہوا ہو یا وہ مضاف ہو تو وہ کسرہ کے ساتھ مجرور ہو گا۔ جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ اور جیسے: مَرَرْتُ بِحَسْنَاءِ قُرَيْشٍ.

جزم کی دو علامتیں

قَالَ: وَلِلْجَزْمِ عَلَامَتَانِ: اَلسُّكُوْنُ وَالْحَذْفُ.

جزم کی دو علامتیں ہیں: سکون اور حذف۔

وَاَقُوْلُ: جب آپ کسی کلمہ میں دو چیزوں میں سے کوئی ایک موجود پائیں تو آپ اس کے مجزوم ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں، اول: سکون، یہ جزم کی علامت اصلیہ ہے، ثانی: حذف، یہ جزم کی علامت فرعیہ ہے، ان دونوں علامتوں کے خاص مقامات ہیں، جن کو ہم ابھی ذکر کرنے والے ہیں۔

سکون کا مقام

قَالَ: فَاَمَّا السُّكُوْنُ فَيَكُوْنُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ فِي الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ الصَّحِيْحِ الْاٰخِرِ.

''سکون، فعل مضارع صحیح الآخر میں جزم کی علامت ہوتی ہے۔''

واقول: سکون کا ایک مقام ہے جہاں وہ کلمہ کے مجزوم ہونے پر علامت ہوتی ہے' وہ مقام فعل مضارع صحیح الآخر ہے۔ فعل مضارع کے صحیح الآ خر ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا آخری حرف تین حروف علت-الف' واؤ' یاء- میں سے کوئی نہ ہو۔

فعل مضارع صحیح الآخر کی مثال: لَمْ یَلْعَبْ عَلِیٌّ ' لَمْ یَنْجَحْ بَلِیْدٌ ' لَمْ یُسَافِرْ اَخُوْکَ ' لَمْ یَعِدْ اِبْرَاھِیْمُ خَالِدًا بِشَیْءٍ ' لَمْ یَسْاَلْ بَکْرٌ الاُسْتَاذَ.

ان مثالوں میں تمام افعال مجزوم ہیں' کیوں کہ ان سے پہلے حرف جزم-لم- ہے۔ ان کے جزم کی علامت سکون ہے' اور ان میں سے ہر ایک فعل مضارع صحیح الآخر ہے۔

حذف کے مقامات

قَالَ: وَ اَمَّا الْحَذْفُ فَیَکُوْنُ عَلَامَةً لِلْجَزْمِ فِی الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ الْمُعْتَلِّ الْاٰخِرِ وَ فِی الْاَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِیْ رَفْعُھَا بِثَبَاتِ النُّوْنِ.

''حذف' فعل مضارع معتل الآخر میں جزم کی علامت ہوتا ہے' اور ان افعال خمسہ میں جو ثبوت نون کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں۔''

وَاَقُوْلُ: حذف کے دو مقام ہیں' جہاں وہ کلمہ کے مجزوم ہونے پر دلیل اور علامت ہوتا ہے۔

مقام اول: فعل مضارع معتل الآخر: مضارع کے معتل الآخر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا آخری حرف تین حروف علت-الف' واؤ' یاء- میں سے کوئی ایک ہو' فعل مضارع جس کا آخری حرف الف ہو' مثال: یَسْعٰی ' یَرْضٰی ' یَھْوٰی (محبت کرنا' چاہنا) یَنْاٰی (دور ہونا)' یَبْقٰی [1] جس کا آخری حرف واو ہو۔

---

[1] آپ جب ان کلمات کو بولتے ہیں تو ان کے آخر میں بولتے وقت الف محسوس کرتے ہیں جب کہ اس الف کو یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے' اس کا سبب املاء (رسم الخط) کا ضابطہ و اصول ہے جسے اس کے مقام پر دیکھا جا سکتا ہے۔

مثال: يَدْعُوْ' يَرْجُوْ' يَبْلُوْ (آزمانا)' يَسْمُوْ (بلند ہونا)' يَقْسُوْ (سخت ہونا)' يَنْبُوْ (نظر دھندلی ہونا)' وہ فعل مضارع جس کا آخری حرف یاء ہو مثال: يُعْطِيْ' يَقْضِيْ' يَسْتَغْشِيْ (اپنے آپ کو ڈھانکنا)' يَحْيِيْ' يَلْوِيْ (قرض میں ٹال مٹول کرنا)' يَهْدِيْ جب آپ کہیں: لَمْ يَسْعَ عَلِيٌّ اِلَى الْمَجْدِ. یسع مجزوم ہے کیوں کہ اس سے پہلے حرف جزم۔ لَمْ۔ ہے اس کے جزم کی علامت حذف الف ہے' ماقبل کا فتحہ اس پر دلیل ہے اور یہ فعل مضارع معتل الآخر ہے۔ جب آپ کہیں: لَمْ يَدْعُ مُحَمَّدٌ اِلَّا اِلَى الْحَقِّ. "يَدْعُ" یہ فعل مضارع مجزوم ہے کیوں کہ اس سے قبل حرف جزم ہے' اس کے جزم کی علامت حذف واو ہے' ماقبل کا ضمہ اس پر دلیل ہے۔ اور جب آپ کہتے ہیں: لَمْ يُعْطِ مُحَمَّدٌ اِلَّا خَالِدًا. "یعط" فعل مضارع مجزوم ہے کیوں کہ اس کے اوپر حرف جزم ہے' اس کے جزم کی علامت حذف یاء ہے' ماقبل کا کسرہ اس پر دلیل ہے۔ باقی افعال کو اسی پر قیاس کر لیں۔

۲۔ افعال خمسہ: جو ثبوت نون کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں' ان کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ ان کی مثال: يَضْرِبَانِ' تَضْرِبَانِ' يَضْرِبُوْنَ' تَضْرِبُوْنَ' تَضْرِبِيْنَ مثلاً آپ کہیں لَمْ يَضْرِبَا' لَمْ تَضْرِبَا' لَمْ يَضْرِبُوْا' لَمْ تَضْرِبُوْا' لَمْ تَضْرِبِيْ. ان افعال میں سے ہر ایک فعل مضارع مجزوم ہے کیوں کہ ان سے پہلے حرف جزم۔ لَمْ۔ واقع ہے' ان کے جزم کی علامت حذف نون ہے۔ اور الف نون' یاء فاعل ہیں' مبنی علی السکون' محل رفع میں ہیں۔

معرب کی اقسام

قَالَ: (فصل) اَلْمُعْرَبَاتُ قِسْمَانِ: قِسْمٌ يُعْرَبُ بِالْحَرَكَاتِ' وَ قِسْمٌ يُعْرَبُ بِالْحُرُوْفِ.

معربات کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم جس کو حرکات کے ساتھ اعراب دیا جاتا

ہے اور ایک قسم وہ جس کو حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے۔

وَاَقُولُ: مؤلف رحمہ اللہ مقامات اعراب کے سلسلہ میں جو تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اس کا حکم اجمالی طور پر [1] اس فصل میں بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اعراب کے باب میں جن مقامات کے احکام کا ذکر تفصیلاً گزر چکا ہے، وہ آٹھ ہیں: اسم مفرد، جمع تکسیر، جمع مؤنث سالم، فعل مضارع جس کے آخر کے ساتھ کوئی چیز نہ ملی ہو، مثنیٰ، جمع مذکر سالم، اسماء خمسہ، افعال خمسہ۔ یہ آٹھ انواع - جو دراصل مقامات اعراب ہیں۔ دو قسموں کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔ قسم اول: جن کو حرکات کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے، قسم ثانی، جن کو حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک نوع کا تفصیلی بیان عنقریب آ رہا ہے۔

جن کا اعراب حرکات کے ساتھ ہے

قَالَ: فَالَّذِیْ یُعْرَبُ بِالْحَرَکَاتِ اَرْبَعَةُ اَشْیَاءَ: اَلْاِسْمُ الْمُفْرَدُ، وَ جَمْعُ التَّکْسِیْرِ، وَ جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمُ، وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ الَّذِیْ لَمْ یَتَّصِلْ بِآخِرِہٖ شَیْءٌ.

”چار اشیاء کو حرکات کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے: اسم مفرد، جمع مکسر، جمع مؤنث سالم، فعل مضارع جس کے آخر کے ساتھ کوئی چیز نہ ملی ہو۔“

وَاَقُولُ: حرکات تین ہیں: ضمہ، فتحہ، کسرہ۔ سکون بھی انھیں کے ساتھ ملحق ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ معربات کی دو قسمیں ہیں: (۱) معرب بالحرکات، (۲) معرب بالحروف۔ اب یہاں قسم اول — معرب بالحرکات — کا بیان شروع ہوتا ہے اور وہ چار چیزیں ہیں:

---

[1] گزشتہ صفحات میں تفصیل افہام و تفہیم کے لیے اور یہاں اجمال حفظ و ضبط کے لیے ہے۔

۱- اسم مفرد، مثال: ذَاكَرَ مُحَمَّدٌ الدَّرْسَ ذاکر: فعل ماضی مبنی بر فتح ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں التلامیذ: فاعل مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے الدرس: مفعول بہ منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے محمد، الدرس دونوں اسم مفرد ہیں۔

۲- جمع مکسر، مثال: حَفِظَ التَّلَامِيْذُ الدُّرُوْسَ. حفظ فعل ماضی مبنی علی الفتح ہے اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ التلامیذ: فاعل مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ الدروس: مفعول بہ منصوب ہے اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ "التلامیذ، الدروس" دونوں جمع مکسر ہیں۔

۳- جمع مؤنث سالم، مثال: خَشَعَ الْمُؤْمِنَاتُ فِي الصَّلَوٰتِ. خَشَعَ فعل ماضی مبنی علی الفتح، اس کا کوئی محل اعراب نہیں۔ الْمُؤْمِنَاتُ: فاعل مرفوع، رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے فِيْ حرف جر الصلوٰت: مجرور، جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ "المؤمنات. الصلوٰت" دونوں جمع مؤنث سالم ہیں۔

۴- فعل مضارع جس کے آخر کے ساتھ کوئی شی نہ ملی ہو، مثال: يَذْهَبُ مُحَمَّدٌ. یذھب فعل مضارع، ناصب و جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع، رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ مُحَمَّد فاعل مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

معرب بالحرکات میں اصل کیا ہے؟

قَالَ: وَ كُلُّهَا تُرْفَعُ بِالضَّمَّةِ وَ تُنْصَبُ بِالْفَتْحَةِ وَ تُخْفَضُ بِالْكَسْرَةِ، وَ تُجْزَمُ بِالسُّكُوْنِ وَخَرَجَ عَنْ ذٰلِكَ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمُ يُنْصَبُ بِالْكَسْرَةِ وَالْاِسْمُ الَّذِيْ لَا يَنْصَرِفُ يُخْفَضُ بِالْفَتْحَةِ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ الْمُعْتَلُّ الْاٰخِرُ يُجْزَمُ بِحَذْفِ آخِرِهٖ.

یہ تمام (مذکورہ اشیاء اربعہ) ضمہ کے ساتھ مرفوع' فتحہ کے ساتھ منصوب' کسرہ کے ساتھ مجرور اور سکون کے ساتھ مجزوم ہوتی ہیں۔ اس (اصل) سے تین چیزیں خارج ہیں: جمع مؤنث سالم' یہ کسرہ کے ساتھ منصوب ہوتی ہے۔ اسم غیر منصرف' یہ فتحہ کے ساتھ مجرور ہوتا ہے۔ فعل مضارع معتل الآخر' یہ حذف آخر کے ساتھ مجزوم ہوتا ہے۔

وَاَقُوْلُ: اشیاء اربعہ (جن کو حرکات کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے ان) میں اصل یہ ہے کہ یہ ضمہ کے ساتھ مرفوع' فتحہ کے ساتھ منصوب' کسرہ کے ساتھ مجرور اور سکون کے ساتھ مجزوم ہوں۔

ضمہ کے ساتھ مرفوع ہونے میں تو یہ سب اسی طرح آتی ہیں کہ جس طرح ان میں اصل ہے۔ یہ تمام ضمہ کے ساتھ مرفوع ہوتی ہیں مثال: يُسَافِرُ مُحَمَّدٌ وَالْاَصْدِقَاءُ وَالْمُؤْمِنَاتُ . يسافر فعل مضارع مرفوع کیوں کہ ناصب و جازم سے خالی ہے' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ محمد: فاعل مرفوع رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے اور یہ اسم مفرد ہے۔ اَلْاَصْدِقَاء مرفوع' کیوں کہ یہ مرفوع پر معطوف ہے' اس کے رفعہ کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ یہ جمع مکسر ہے۔ المؤمنات: مرفوع ہے کیوں کہ یہ بھی مرفوع پر معطوف ہے' اس کے رفعہ کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' یہ جمع مونث سالم ہے۔

فتحہ کے ساتھ منصوب ہونے میں جمع مؤنث سالم کے علاوہ تمام اسی طرح آتی ہیں کہ جس طرح ان میں اصل ہے' جمع مؤنث سالم منصوب ہوتی ہے کسرہ کے ساتھ جو فتحہ کا نائب ہے۔ مثال: لَنْ اُخَالِفَ مُحَمَّدًا وَالْاَصْدِقَاءَ وَالْمُؤْمِنَاتِ.

اخالف: فعل مضارع حرف لَنْ کے ساتھ منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ مُحَمَّدًا مفعول بہ منصوب' اس کے نصب کی علامت بھی فتحہ ظاہر ہے' یہ

اسم مفرد ہے۔ **الاصدقاء:** منصوب ہے کیوں کہ منصوب پر معطوف ہے' نصب کی علامت بھی فتحہ ظاہرہ ہے' یہ جمع مکسر ہے۔ **المؤمنات :** منصوب ہے کیوں کہ یہ بھی منصوب پر معطوف ہے۔ اس کے نصب کی علامت کسرہ ہے جو فتحہ کا نائب ہے کیوں کہ یہ جمع مؤنث سالم ہے۔

کسرہ کے ساتھ مجرور ہونے میں فعل مضارع اور اسم غیر منصرف کے سوا تمام اسی طرح آتے ہیں جس طرح ان میں اصل ہے۔ فعل مضارع تو بالکل ہی مجرور نہیں ہوتا' اور اسم غیر منصرف مجرور ہوتا ہے' فتحہ کے ساتھ جو کسرہ کا نائب ہے مثال: مَرَرْتُ بِمُحَمَّدٍ وَالرِّجَالِ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاَحْمَدَ. مررت فعل اور فاعل' باء: حرف جر' محمد: مجرور' اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ یہ اسم مفرد ہے' الرجال : مجرور کیوں کہ مجرور پر معطوف ہے۔ اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ یہ جمع مکسر منصرف ہے۔ المؤمنات : مجرور' کیوں کہ یہ بھی مجرور پر معطوف ہے۔ اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے' یہ جمع مؤنث سالم ہے۔ احمد: مجرور' کیوں کہ یہ بھی مجرور پر معطوف ہے' اس کے جر کی علامت فتحہ ہے جو کسرہ کا نائب ہے کیوں کہ یہ غیر منصرف ہے' منع صرف کا سبب علمیت اور وزن فعل ہے۔

سکون کے ساتھ جزم: آپ جانتے ہیں کہ جزم فعل مضارع کے ساتھ مختص ہے' مضارع اگر صحیح الآخر ہو تو سکون کے ساتھ مجزوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ جزم میں اصل بھی یہی ہے مثال: لَمْ يُسَافِرْ خَالِدٌ. لَمْ. حرف نفی و جزم اور حرف قلب (کیوں کہ یہ فعل مضارع کو فعل ماضی کے معنی میں بدل دیتا) ہے۔ **یسافر:** حرف لم کے ساتھ مجزوم ہے' اس کے جزم کی علامت سکون ہے' **خالد:** فاعل مرفوع' رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ اور اگر فعل مضارع معتل الآخر ہو تو وہ حرف علت کے حذف کے ساتھ مجزوم ہوگا۔ مثال: لَمْ يَسْعَ بَكْرٌ' وَلَمْ يَدْعُ' وَلَمْ يَقْضِ مَا عَلَيْهِ.

"یسع. یدع. یقض" تینوں حرف لَم کے ساتھ مجزوم فعل مضارع ہیں' ان کے جزم کی علامت "یسع" سے حذف الف ہے اس کے ماقبل کا فتحہ اس پر دلیل ہے اور "یدع" سے واو حذف ہے' ماقبل کا ضمہ اس پر دلیل ہے اور یقض سے یاء حذف ہے' ماقبل کا کسرہ اس پر دلیل ہے۔

جن کا اعراب حروف کے ساتھ ہوتا ہے

قَالَ : وَالَّذِیْ یُعْرَبُ بِالْحُرُوْفِ اَرْبَعَةُ اَنْوَاعٍ: اَلتَّثْنِیَةُ' وَ جَمْعُ الْمُذَکَّرِ السَّالِمُ' وَالْاَسْمَآءُ الْخَمْسَةُ' وَالْاَفْعَالُ الْخَمْسَةُ' وَهِیَ :یَفْعَلَانِ ' تَفْعَلَانِ وَ یَفْعَلُوْنَ وَ تَفْعَلُوْنَ وَ تَفْعَلِیْنَ.

جن کا اعراب حروف کے ساتھ ہوتا ہے وہ چار انواع ہیں: تثنیہ' جمع مذکر سالم' اسماء خمسہ اور افعال خمسہ وہ یہ ہیں: یَفْعَلَانِ ' تَفْعَلَانِ' یَفْعَلُوْنَ' تَفْعَلُوْنَ' تَفْعَلِیْنَ.

واقول : معربات میں سے قسم ثانی' وہ اشیاء ہیں جن کو حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے' وہ حروف جو اعراب پر علامت ہوتے ہیں' وہ چار ہیں' وہ یہ ہیں: الف' واو' یاء' نون۔ اور جن کو ان حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے وہ (بھی) چار چیزیں ہیں:

۱- تثنیہ: اس سے مراد مثنیٰ ہے' مثال: اَلْمِصْرَانِ ' اَلْمُحَمَّدَانِ' اَلْبَکْرَانِ' اَلرَّجُلَانِ.

۲- جمع مذکر سالم' مثال: اَلْمُسْلِمُوْنَ' اَلْبَکْرُوْنَ' اَلْمُحَمَّدُوْنَ.

۳- اسماء خمسہ: اَبُوْکَ' اَخُوْکَ' حَمُوْکِ' فُوْکَ' ذُوْمَالٍ.

۴- افعال خمسہ' وہ یہ ہیں: یَضْرِبَانِ ' تَکْتُبَانِ' یَفْهَمُوْنَ' تَحْفَظُوْنَ' تَسْهَرِیْنَ (رات بھر جاگتے رہنا)۔

ان میں سے ہر ایک کا تفصیلی بیان عنقریب آ رہا ہے۔

تثنیہ کا اعراب

قَالَ: فَاَمَّا التَّثْنِيَةُ فَتُرْفَعُ بِالْاَلِفِ، وَ تُنْصَبُ وَ تُخْفَضُ بِالْيَاءِ.

''تثنیہ الف کے ساتھ مرفوع، یاء کے ساتھ منصوب اور مجرور ہوتا ہے۔''

واقول: جن اشیاء کا اعراب حروف کے ساتھ ہوتا ہے ان میں سے پہلی تثنیہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ضمہ کے نائب الف کے ساتھ مرفوع اور فتحہ و کسرہ کے نائب یاء ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور کے ساتھ منصوب اور مجرور ہو، الف اور یاء کے بعد جو ''نون'' اس کے ساتھ ملایا جاتا ہے وہ اسم مفرد میں موجود تنوین کے عوض میں ہوتا ہے، اور یہ نون صرف اضافت کے وقت حذف کیا جاتا ہے۔

مثنیٰ مرفوع کی مثال: "حَضَرَ الْقَاضِيَانِ، قَالَ رَجُلَانِ: اَلْقَاضِيَانِ، رَجُلَانِ دونوں مرفوع ہیں، کیوں کہ فاعل ہیں، ان کے رفع کی علامت ضمہ کا نائب ''الف'' ہے۔ کیوں کہ یہ مثنیٰ ہے اور نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے۔

مثنیٰ منصوب کی مثال: اُحِبُّ الْمُؤَدَّبَيْنَ، اَكْرَهُ الْمُتَكَاسِلَيْنَ: المؤدبين. المتكاسلين دونوں منصوب ہیں، کیوں کہ مفعول بہ ہیں، ان کے نصب کی علامت فتحہ کی نائب ''یاء ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور'' ہے کیوں کہ یہ مثنیٰ ہے اور نون اسم مفرد والی تنوین کے عوض میں ہے۔

مثنیٰ مجرور کی مثال: ''نَظَرْتُ اِلَى الْفَارِسَيْنِ عَلَى الْفَرَسَيْنِ'' الفارسين، الفرسين. دونوں مجرور ہیں، کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے، اس کے جر کی علامت کسرہ کی نائب یاء ماقبل مفتوح اور مابعد مکسور ہے، کیوں کہ یہ مثنیٰ ہے اور نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے۔

جمع مذکر سالم کا اعراب

قَالَ: وَ اَمَّا جَمْعُ الْمُذَكَّرِ السَّالِمُ فَيُرْفَعُ بِالْوَاوِ، وَ يُنْصَبُ وَ يُخْفَضُ بِالْيَاءِ.

''جمع مذکر سالم واو کے ساتھ مرفوع' اور یاء کے ساتھ منصوب یا مجرور ہوتی ہے۔''

واقول: جن اشیاء کو حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے ان میں سے دوسری جمع مذکر سالم ہے' اس کا حکم یہ ہے کہ وہ ضمہ کی نائب واو کے ساتھ مرفوع' فتحہ اور کسرہ کے نائب یاء ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح کے ساتھ منصوب یا مجرور ہوگی' واو اور یاء کے بعد جو نون اس کے ساتھ ملایا جاتا ہے وہ اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے' اس کو مثنیٰ کے نون کی طرح اضافت کے وقت گرا دیا جاتا ہے۔

جمع مذکر سالم مرفوع کی مثال: حَضَرَ الْمُسْلِمُوْنَ، اَفْلَحَ الْآمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ: الْمُسْلِمُوْنَ، الْآمِرُوْنَ دونوں مرفوع ہیں' کیوں کہ فاعل ہیں' ان کے رفع کی علامت ضمہ کا نائب ''واو'' ہے' کیوں کہ یہ جمع مذکر سالم ہیں۔ نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے۔

جمع مذکر سالم منصوب کی مثال: رَاَيْتُ الْمُسْلِمِيْنَ، اِحْتَرَمْتُ الْآمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ: المسلمین، الآمرین منصوب ہیں' کیوں کہ مفعول بہ ہیں' ان کے نصب کی علامت یاء ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح ہے' کیوں کہ یہ جمع مذکر سالم ہیں' نون اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے۔

جمع مذکر سالم مجرور کی مثال: اِتَّصَلْتُ بِالْآمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ. رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ: الآمرین. المؤمنین مجرور ہیں' کیوں کہ ان پر حرف جر داخل ہے' جر کی علامت یاء ماقبل مکسور اور مابعد مفتوح ہے' کیوں کہ جمع مذکر سالم ہیں' نون

اسم مفرد کی تنوین کے عوض ہے۔

اسماءِ خمسہ کا اعراب

قَالَ: وَ اَمَّا الْاَسْمَآءُ الْخَمْسَةُ فَتُرْفَعُ بِالْوَاوِ، وَ تُنْصَبُ بِالْاَلِفِ، وَ تُخْفَضُ بِالْيَاءِ.

''اسماءِ خمسہ واو کے ساتھ مرفوع، الف کے ساتھ منصوب اور یاء کے ساتھ مجرور ہوتے ہیں''

واقول: جن اشیاء کا اعراب بالحروف ہے ان میں سے تیسری چیز ''اسماء خمسہ'' ہیں ان کا بیان اور ان کے اس اعراب کے ساتھ معرب ہونے کی شروط کا تذکرہ قبل ازیں ہو چکا ہے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ یہ ضمہ کے نائب واو کے ساتھ مرفوع، فتحہ کے نائب الف کے ساتھ منصوب اور کسرہ کے نائب یاء کے ساتھ مجرور ہوں گے۔

اسماءِ خمسہ مرفوعہ کی مثال: اِذَا اَمَرَكَ اَبُوْكَ فَاطِعْهُ. حَضَرَ اَخُوْكَ مِنْ سَفَرِهٖ. ابوک، اخوک مرفوع ہیں، کیوں کہ فاعل ہیں، ان کے رفع کی علامت ضمہ کا نائب واو ہے، کیوں کہ یہ اسماءِ خمسہ ہیں، کاف مضاف الیہ، مبنی علی الفتح محل جر میں ہے۔

اسماءِ خمسہ منصوبہ کی مثال: اَطِعْ اَبَاكَ۔ اَحِبَّ اَخَاكَ: اباک، اخاک منصوب ہیں کیوں کہ مفعول بہ ہیں، نصب کی علامت فتحہ کا نائب الف ہے کیوں کہ یہ اسماءِ خمسہ سے ہیں، کاف مضاف الیہ، مبنی بر فتح محل جر میں ہے۔

اسماءِ خمسہ مجرورہ کی مثال: اِسْتَمِعْ اِلٰى اَبِيْكَ، اَشْفِقْ عَلٰى اَخِيْكَ، ابیک، اخیک مجرور، کیوں کہ حرف جر داخل ہے، جر کی علامت کسرہ کا نائب یاء ہے، کیوں کہ یہ اسماءِ خمسہ سے ہیں۔ کاف: مضاف الیہ محل جر میں ہے۔

افعال خمسہ کا اعراب

قَالَ: وَ اَمَّا الْاَفْعَالُ الْخَمْسَةُ فَتُرْفَعُ بِالنُّوْنِ وَ تُنْصَبُ وَ تُجْزَمُ بِحَذْفِهَا.

افعال خمسہ نون کے ساتھ مرفوع، اور حذف نون کے ساتھ منصوب یا مجزوم ہوتے ہیں۔

واقول: جن کو حروف کے ساتھ اعراب دیا جاتا ہے، ان میں سے چوتھی چیز افعال خمسہ ہیں، آپ گزشتہ اسباق میں افعال خمسہ کی حقیقت معلوم کر چکے ہیں۔

ان کا حکم یہ ہے کہ یہ ضمہ کے نائب ثبوت نون کے ساتھ مرفوع اور فتحہ یا سکون کے نائب حذف نون کے ساتھ منصوب یا مجزوم ہوتے ہیں۔

افعال خمسہ مرفوعہ کی مثال: تَكْتُبَانِ تَفْهَمَان دونوں فعل مضارع مرفوع ہیں، کیوں کہ ناصب اور جازم سے خالی ہیں۔ ان کے رفع کی علامت ثبوت نون ہے الف تثنیہ کی ضمیر فاعل ہے، مبنی علی السکون محل رفع میں ہے۔

افعال خمسہ منصوبہ کی مثال: لَنْ تَحْزَنَا، لَنْ تَفْشَلاَ (تم بزدلی نہ کرو گے) دونوں فعل مضارع حرف لَنْ کے ساتھ منصوب، نصب کی علامت حذف نون، الف تثنیہ کی ضمیر فاعل، مبنی علی السکون محل رفع میں ہے۔

افعال خمسہ مجزومہ کی مثال: لَمْ تُذَاكِرَا، (تم نے مذاکرہ نہیں کیا) لَمْ تَفْهَمَا دونوں فعل مضارع حرف لَمْ کے ساتھ مجزوم، جزم کی علامت حذف نون، الف تثنیہ کی ضمیر فاعل، مبنی علی السکون محل رفع میں ہے۔

افعال کی اقسام

قَالَ: (بَابُ الْاَفْعَالِ) اَلْاَفْعَالُ ثَلاَثَةٌ: مَاضٍ وَ مُضَارِعٌ وَ اَمْرٌ، نَحْوُ: ضَرَبَ وَيَضْرِبُ وَ اِضْرِبْ.

افعال کا بیان، افعال تین ہیں: ماضی، مضارع اور امر جیسے: ضَرَبَ وَیَضْرِبُ وَ اِضْرِبْ۔

واقول: فعل کی تین قسمیں ہیں:

قسم اول: ماضی: وہ فعل جو زمانہ تکلم سے پہلے کسی چیز کے حصول پر دلالت کرے، جیسے: ضَرَبَ، نَصَرَ، فَتَحَ، عَلِمَ، حَسِبَ، کَرُمَ۔

قسم ثانی: مضارع: جو زمانہ تکلم میں یا اس کے بعد کسی چیز کے حصول پر دلالت کرے، جیسے: یَضْرِبُ، یَنْصُرُ، یَفْتَحُ، یَعْلَمُ، یَحْسِبُ، یَکْرُمُ۔

قسم ثالث: امر: وہ ہے جس کے ساتھ زمانہ تکلم کے بعد کسی چیز کا حصول مطلوب ہوتا ہے جیسے: اِضْرِبْ، اُنْصُرْ، اِفْتَحْ، اِعْلَمْ، اِحْسِبْ، اُکْرُمْ

ہم شروع کتاب میں اس تقسیم کا ذکر کر چکے ہیں اور ان اقسام ثلاثہ میں سے ہر ایک قسم کی علامات کا ذکر بھی کر چکے ہیں۔

فعل کے احکام

قَالَ: فَالْمَاضِیْ مَفْتُوْحُ الْاٰخِرِ اَبَدًا، وَالْاَمْرُ مَجْزُوْمٌ اَبَدًا، وَالْمُضَارِعُ مَا کَانَ فِیْ اَوَّلِهٖ اِحْدَی الزَّوَائِدِ الْاَرْبَعِ الَّتِیْ یَجْمَعُهَا قَوْلُکَ «أَنَیْتَ» وَ هُوَمَرْفُوْعٌ اَبَدًا، حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْهِ نَاصِبٌ اَوْجَازِمٌ۔

ماضی کا آخر ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے، امر ہمیشہ مجزوم ہوتا ہے، مضارع جس کے شروع میں زوائد اربعہ- أَنَیْتَ- میں سے کوئی ایک ہو، جب تک اس پر کوئی ناصب و جازم داخل نہ ہو تو وہ مرفوع ہوگا۔

واقول: مصنف جب انواع افعال کو بیان کر چکے تو اب ہر نوع کے احکام کو بیان کرنے کی ابتدا کرتے ہیں۔

فعل ماضی کا حکم یہ ہے کہ وہ مبنی علی الفتح ہے، یہ فتحہ ظاہر ہوگا یا مقدر۔

ماضی صحیح الآخر جس کے ساتھ واو جمع یا ضمیر مرفوع متحرک نہ ملی ہو تو اس میں فتح ظاہر ہوگا' جیسے: اَکْرَمَ' قَدَمَ' سَافَرَ' سَافَرَتْ زَیْنَبُ' حَضَرَتْ سُعَادُ.

اسی طرح وہ ماضی جس کا آخر حرف یاء ہو یا واو ہو تو اس میں بھی فتحہ ظاہر ہوگا۔ جیسے: رَضِیَ' شَقِیَ' سَرُوَ (سخاوت والا ہونا)' بَذُوَ (فحش گو ہونا).

فتح مقدر کی تین انواع ہیں: یا تو تعذر کی وجہ سے مقدر ہوگا' یہ وہاں ہوگا جہاں ماضی کا آخر الف ہو جیسے: دَعَا' سَعٰی یہ دونوں فعل ماضی ہیں الف پر فتح مقدر کے ساتھ مبنی ہیں' اس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔ یا مناسبت کی وجہ سے فتح مقدر ہوگا' یہ اس فعل ماضی میں ہوگا جس کے ساتھ واو جمع متصل ہو' جیسے: کَتَبُوْا' سَعِدُوْا دونوں فعل ماضی ہیں' آخر پر فتح مقدر کے ساتھ مبنی ہیں' محل کا حرکت مناسبہ کے ساتھ مشغول ہونا اس کے ظہور سے مانع ہے' ان میں واو جمع فاعل' مبنی علی السکون اور محل رفع میں ہے۔ یا چار متحرکات کے پے در پے آنے کی کراہت سے اجتناب کے لیے فتح مقدر ہوگا۔ یہ اس فعل ماضی میں ہوگا جس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک۔ تاء فاعل نون متکلم اور نون نسوہ۔ متصل ہو جیسے: کَتَبْتُ' کَتَبْتَ' کَتَبْنَا' کَتَبْنَ ان میں سے ہر ایک فعل ماضی ہے آخر پر فتح مقدر کے ساتھ مبنی ہے جس کے ظہور سے (کلمہ واحدہ کی مثل جیسے میں چار متحرکات کے پے در پے آنے کی کراہت سے اجتناب کے لیے) سکون عارض کے ساتھ (محل کا) مشغول ہونا مانع ہے' تاء۔ نا۔ اور نون فاعل ہیں' محل رفع میں مبنی علی الضم' یا مبنی علی الفتح' یا مبنی علی الکسر' یا مبنی علی السکون ہیں۔

فعل امر کا حکم: فعل مضارع کے مجزوم ہونے کے انداز پر مبنی ہونا۔

اگر اس کا مضارع صحیح الآخر ہو اور سکون کے ساتھ مجزوم ہوتا ہو تو امر مبنی علی السکون ہوگا' یہ سکون ظاہر ہوگا یا مقدر۔ سکون ظاہر کے دو مقام ہیں: ایک یہ کہ مضارع صحیح الآخر ہو اور اس کے ساتھ کوئی شی متصل نہ ہو' جیسے: اضرب' اکتب. دوسرا یہ کہ

اس کے ساتھ نون نسوہ متصل ہو جیسے: اِضْرِبْنَ' اُكْتُبْنَ یہ دونوں نون نسوہ کی طرف مسند ہیں۔ سکون مقدر کا ایک مقام ہے' وہ یہ کہ مضارع کے ساتھ نون تاکید خفیفہ یا ثقیلہ متصل ہو جیسے: اِضْرِبَنْ' اُكْتُبَنْ' اِضْرِبَنَّ' اُكْتُبَنَّ.

اگر مضارع معتل الآخر ہو تو وہ حرف علت کے حذف کے ساتھ مجزوم ہوتا ہے' لہٰذا اس سے امر بھی حذف نون پر مبنی ہوگا جیسے: اُدْعُ' اِقْضِ' اِسْعَ.

اگر اس کا مضارع افعال خمسہ سے ہو تو وہ حذف نون کے ساتھ مجزوم ہوتا ہے' لہٰذا اس سے امر بھی حذف نون پر مبنی ہوگا' جیسے: اُكْتُبَا. اُكْتُبُوْا. اُكْتُبِيْ.

فعل مضارع کی علامت یہ ہے کہ چار حروف - أ' تاء' یاء' نون — میں سے کوئی ایک حرف زائد اس کے شروع میں ہو' چاروں کے مجموعہ کو آپ "اَنَيْتُ" یا "نَأَيْتُ" یا "أَتَيْنَ" یا "نَأْتِيْ" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

ہمزہ متکلم کے لیے وہ مذکر ہو یا مؤنث' جیسے: اَفْهَمُ. نون اس متکلم (فرد واحد) کے لیے جو اپنے آپ کی تعظیم مراد رکھتا ہو' یا اس متکلم کے لیے جس کے ساتھ کوئی اور بھی ہو' جیسے: نَفْهَمُ. یاء غائب کے لیے' جیسے: يَقُوْمُ. تاء مخاطب (مذکر) کے لیے' جیسے: اَنْتَ تَفْهَمُ يَا مُحَمَّدُ وَاجِبَكَ. یاء غائبہ (مونث) کے لیے' جیسے: تَفْهَمُ زَيْنَبُ وَاجِبَهَا.

اگر یہ حروف زائد نہ ہوں بلکہ اصل فعل (مادہ) سے ہوں' جیسے: اَكَلَ' نَقَلَ' تَفَلَ' يَنَعَ (پھل کا پکنا' سرخی مائل ہونا) یا وہ حرف زائد تو ہو لیکن اس معنی پر دلالت نہ کرے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے جیسے: اَكْرَمَ' تَقَدَّمَ. تو وہ فعل ماضی ہوگا' مضارع نہ ہوگا۔

فعل مضارع کا حکم یہ ہے کہ جب تک اس کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ نہ ملے وہ معرب ہوگا۔ اگر اس کے ساتھ نون تاکید مل جائے تو وہ اس کے ساتھ مبنی علی

الفتح ہوگا جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿ لَيُسْجَنَنَّ وَ لَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِيْنَ ﴾ اور اگر اس کے ساتھ نون نسوہ مل جائے تو وہ اس کے ساتھ مبنی علی السکون ہوگا' جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿ وَ الْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ ﴾.

اور جب مضارع معرب ہو تو مرفوع ہوگا جب تک اس پر ناصب یا جازم داخل نہ ہو' جیسے: يَفْهَمُ مُحَمَّدٌ. يفهم فعل مضارع مرفوع' کیوں کہ ناصب و جازم سے خالی ہے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ' محمد: ضمہ ظاہرہ کے ساتھ فاعل مرفوع ہے۔

اگر مضارع پر حرف ناصب داخل ہو جائے تو وہ اس کو نصب دے گا جیسے: لَنْ يَخِيبَ مُجْتَهِدٌ (محنتی ہرگز ناکام نہ ہوگا): لَنْ' حرف نفی و نصب و استقبال ہے' يخيب فعل مضارع حرف لن کے ساتھ منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ' مجتهد فاعل مرفوع' رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

اور اگر مضارع پر جازم داخل ہو تو وہ اس کو جزم دے گا' جیسے: لَمْ يَجْزَعْ اِبْرَاهِيْمُ. لَمْ' حرف نفی و جزم و قلب۔ يجزع فعل مضارع پر لَمْ کے ساتھ مجزوم' اس کے جزم کی علامت سکون' ابراہیم فاعل مرفوع' رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

مضارع کے ناصب

قَالَ: فَالنَّوَاصِبُ عَشَرَةٌ وَ هِيَ: أَنْ و لَنْ و اِذَنْ و كَيْ وَ لَامُ كَيْ وَلَامُ الْجُحُوْدِ و حَتّٰى وَالْجَوَابُ بِالْفَاءِ وَالْوَاوِ' وَأَوْ.

نصب دینے والے حروف دس ہیں' وہ یہ ہیں: أَنْ' لَنْ' اِذَنْ' كَيْ' لَامُ كَيْ لَامُ جحد' حَتّٰى' فاء اور واو کے ساتھ جواب' أَوْ.

واقول: جن حروف کے بعد فعل مضارع منصوب ہوتا ہے وہ دس ہیں اور وہ تین قسموں پر ہیں: ایک قسم جو بذاتہٖ نصب دے' ایک قسم جو اپنے مابعد اَنْ مضمرہ کے ساتھ جوازاً نصب دیتی ہے اور ایک قسم وہ جو اپنے مابعد اَنْ مضمرہ کے ساتھ وجوباً

نصب دے۔

قسم اول: جو بذات خود فعل مضارع کو نصب دے وہ چار حروف ہیں: اَنْ ' لَنْ ' اِذَنْ اور کَیْ.

أن: یہ حرف مصدر و نصب و استقبال ہے مثال: ﴿اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ﴾. ﴿وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ﴾. ﴿اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ﴾. ﴿وَاَجْمَعُوْٓا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ﴾.

لَنْ: یہ حرف نفی ونصب واستقبال ہے۔ مثال: قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ﴾. ﴿لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ﴾. ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾.

اِذَنْ: حرف جواب و جزاء و نصب ہے۔ اس کے ساتھ فعل مضارع کے منصوب ہونے کی تین شرطیں ہیں۔

ا- یہ کہ اِذَنْ جملہ جواب کے صدر (شروع) میں ہو۔

۲- اس کے بعد واقع ہونے والا مضارع زمانہ استقبال پر دلالت کرنے والا ہو۔

۳- اِذَنْ اور مضارع کے درمیان قسم' یا نداء' یا لَا نافیہ کے علاوہ کوئی فاصل نہ ہو۔

سب شروط کی حامل مثال: آپ سے کوئی بھائی کہے سَاَجْتَهِدُ فِیْ دُرُوْسِیْ آپ جواب میں اسے کہیں گے: اِذَنْ تَنْجَحَ قسم کے ساتھ فاصلہ کی مثال: اِذَنْ وَاللّٰهِ تَنْجَحَ. نداء کے ساتھ فاصلہ کی مثال: اِذَنْ یَا مُحَمَّدُ تَنْجَحَ. لَا نافیہ کے ساتھ فاصلہ کی مثال: اِذَنْ لَا یَخِیْبَ سَعْیُكَ . اِذَنْ وَاللّٰهِ لَا یَذْهَبَ عَمَلُكَ ضَیَاعًا.

كَیْ: یہ حرف مصدر و نصب ہے اس کے ساتھ نصب کی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے لام تعلیل لفظا موجود ہو جیسے: ﴿لِكَیْلَا تَاْسَوْا﴾ یا تقدیرا جیسے قولہ تعالیٰ: ﴿كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةً﴾۔ جب اس سے پہلے لام لفظا یا تقدیرا موجود نہ ہو' تو

نصب ان مضمرہ کی وجہ سے ہوگا اور خود کَیْ حرف تعلیل ہوگا۔

قسم ثانی وہ لام ہے جو فعل مضارع کو اپنے بعد اَنْ مضمرہ کے واسطہ کے ساتھ جوازاً نصب دے وہ ایک حرف ہے اور وہ لام تعلیل ہے، جس کو مؤلف نے لام کَیْ کے ساتھ تعبیر کیا ہے، کیوں کہ یہ دونوں تعلیل پر دلالت کرنے میں مشترک ہیں۔

مثلاً قوله تعالىٰ: ﴿ لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ ﴾. ﴿ لِيُعَذِّبَ اللهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَ الْمُنَافِقَاتِ ﴾.

قسم ثالث جو فعل مضارع کو اپنے بعد اَنْ مضمرہ کے سبب وجوباً نصب دے وہ پانچ حروف ہیں:

۱- لام جحد: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اس سے پہلے مَا كَانَ موجود ہو جیسے: قوله تعالىٰ: ﴿ مَا كَانَ اللهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ ﴾. ﴿ وَ مَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ﴾ یا اس سے پہلے لَمْ يَكُنْ موجود ہو جیسے: قوله تعالىٰ: ﴿ لَمْ يَكُنِ اللهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلاً ﴾

۲- حَتّٰى، یہ غایت یا تعلیل کا فائدہ دیتا ہے، غایت کا یہ مطلب ہے کہ اس کا ماقبل، اس کے مابعد کے حصول کے ساتھ منقضی (اختتام پذیر) ہو جائے، جیسے: ﴿ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوْسٰى ﴾ تعلیل کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ماقبل، اس کے مابعد کے حصول کے لیے علت ہو، جیسے آپ کسی بھائی کو کہیں: ذَاكِرْ حَتّٰى تَنْجَحَ.

۳، ۴- فاء سببیہ اور واو بمعنی مع، شرط یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نفی یا طلب کے جواب میں واقع ہو، نفی کی مثال لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا. باقی رہی طلب تو وہ آٹھ اشیاء ہیں: امر، دعا، نهي، استفهام، عرض، تحضيض، تمني، رجاء. (۱) امر: کوئی اعلیٰ اپنے ادنیٰ سے کسی چیز کا مطالبہ کرے جیسے

استاذ اپنے شاگرد سے کہے: ذَاكِرْ فَتَنْجَحَ یا وَ تَنْجَحَ. (۲) دعاء: ادنیٰ اپنے سے اعلیٰ کے سامنے کوئی مطالبہ پیش کرے، جیسے: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فَاَعْمَلَ الْخَيْرَ یا وَ اَعْمَلَ الْخَيْرَ. (۳) نهی: جیسے لَا تَلْعَبْ فَيَضِيْعَ اَمَلُكَ یا وَ يَضِيْعَ اَمَلُكَ (۴) استفهام: جیسے "هَلْ حَفِظْتَ دُرُوْسَكَ فَاَسْمَعَهَا لَكَ. یا وَ اَسْمَعَهَا لَكَ (۵) عرض: نرم انداز میں کسی چیز کی طلب جیسے: اَلَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ یا وَنُكْرِمَكَ (۶) تحضیض: بے قراری یا ترغیبی انداز کے ساتھ طلب جیسے: هَلَّا اَدَّيْتَ وَاجِبَكَ فَيَشْكُرَكَ اَبُوْكَ یا وَ يَشْكُرَكَ اَبُوْكَ (۷) تمنی: محال یا مشکل الحصول چیز کی طلب، جیسے شاعر کہتا ہے:

لَيْتَ الْكَوَاكِبَ تَدْنُوْ لِيْ فَاَنْظِمَهَا
عُقُوْدَ مَدْحٍ فَمَا اَرْضٰى لَكُمْ كَلِمِیْ

کاش! ستارے قریب ہو جائیں تو میں انھیں مدح کی مالا میں پرو دوں کہ تمھارے لیے میں اپنے ان (حقیر) کلمات سے مدح کر کے راضی وخوش نہیں ہوں۔

اسی طرح کوئی دوسرا شاعر کہتا ہے:

اَلَا لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ يَوْمًا
فَاُخْبِرَهٗ بِمَا فَعَلَ الْمَشِيْبُ

کاش! جوانی کسی دن لوٹ آئے تو میں اسے بڑھاپے کے کرتوت سے باخبر کر دوں۔

ایک اور مثال: لَيْتَ لِیْ مَالًا فَاَحُجَّ مِنْهُ (۸). رجاء: قریب الحصول امر کی طلب، جیسے: لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْنِیْ فَاَزُوْرَكَ. (امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے جلد شفا دے گا تو میں آپ کی زیارت کروں گا)۔

کسی عالم نے فاء اور واو سے پہلے آنے والی ان اشیاء تسعہ کو ایک شعر میں یوں جمع کر دیا ہے:

مُرْ، وَادْعُ، وَانْـهَ، وَ سَـلْ، وَاعْرِضْ لِحَضِّهِمْ
تَـمَنَّ وَارْجُ، كَـذَاكَ الـنَّـفْـيُ، قَـدْ كَـمُلَا

مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ وہ آٹھ ہیں، کیوں کہ انھوں نے رجاء کا اعتبار نہیں کیا۔

۵- أو: اس کے لیے یہ شرط ہے کہ بمعنی اِلَّا ہو، اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کا مابعد یکبارگی ختم ہو جانے والا ہو۔ جیسے: لَاَقْتُلَنَّ الْكَافِرَ اَوْ يُسْلِمَ. یا بمعنیٰ اِلٰی ہو اس کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کا مابعد آہستہ آہستہ ختم ہونے والا ہو، جیسے شاعر کہتا ہے:

لَاَسْتَهِلَنَّ الصَّعْبَ اَوْ اُدْرِكَ الْمُنٰـى
فَـمَـا انْـقَـادَتِ الْآمَـالُ اِلَّا لِـصَـابِـرِ

میں مشکل کو آسان ہی سمجھوں گا حتی کہ اپنی مرادیں پالوں، امیدیں صابر ہی کے لیے زیر ہوا کرتی ہیں۔

مضارع کے جازم

قَالَ: وَالْجَوَازِمُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَ هِيَ: لَمْ وَ لَمَّا وَأَلَمْ وَأَلَمَّا وَ لَامُ الْاَمْرِ وَالدُّعَاءِ وَ"لَا" فِي النَّهْيِ وَالدُّعَاءِ وَإِنْ وَ مَا، وَمَهْمَا، وَ اِذْمَا، وَ اَيٌّ، وَمَتٰى، وَاَيْنَ، وَاَيَّانَ، وَ اَنّٰى، وَحَيْثُمَا، وَكَيْفَمَا، وَ اِذَا فِي الشِّعْرِ خَاصَّةً.

مضارع کے جوازم اٹھارہ ہیں، وہ یہ ہیں: لَمْ، لَمَّا، اَلَمْ، اَلَمَّا، لام امر و دعا، لا برائے نہی و دعا، اِنْ، مَا، مَهْمَا، اِذْ مَا، اَيٌّ، مَتٰى، اَيْنَ، اَيَّانَ، اَنّٰى، حَيْثُمَا، كَيْفَمَا، اِذَا صرف شعر میں۔

واقول : مضارع کو جزم دینے والے اٹھارہ کلمات ہیں اوران کی دو قسمیں ہیں۔(۱) جوایک فعل کو جزم دیتے ہیں۔(۲) جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں۔

قسم اول: وہ چھ حروف ہیں،وہ یہ ہیں: **لَمْ، لَمَّا، أَلَمْ، أَلَمَّا،لامِ امر و دعا، لانهي و دعا.** نحویوں کا اتفاق ہے کہ یہ سب حروف ہیں۔

لَمْ یہ حرف نفی و جزم وقلب ہے جیسے : **قوله تعالیٰ : ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾. ﴿قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا﴾.**

لَمَّا یہ **لَمْ** کی مثل حرف نفی و جزم وقلب ہے جیسے : **و قوله تعالیٰ :﴿بَلْ لَمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ﴾.**

اَلَمْ: یہ **لَمْ** ہی ہے، اس پر ہمزہ تقریر(بات کو پختہ کرنے کے لیے)زیادہ کیا گیا ہے۔جیسے: **وقوله تعالیٰ:﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ﴾.**

اَلَمَّا : یہ **لَمَّا** ہی ہے، اس پر ہمزہ بڑھایا گیا ہے، جیسے: **اَلَمَّا اُحْسِنْ اِلَيْكَ.**

لام :مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ یہ امر اور دعاء کے لیے ہوتا ہے۔امر اور دعا دونوں سے پختہ طور پر حصول فعل کی طلب مقصود ہوتی ہے، ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ امر اعلیٰ سے ادنیٰ کے لیے ہوتا ہے۔جیسے حدیث میں ہے: **فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ** اور دعاء ادنیٰ سے اعلیٰ کے لیے ہوتی ہے۔جیسے: **قوله تعالیٰ :﴿لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾** (تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے)۔

لاَ :مؤلف نے ذکر کیا ہے کہ یہ نہی اور دعا کے لیے ہوتا ہے، ان دونوں کے ساتھ فعل سے رکنے اوراس کے ترک کی طلب مقصود ہوتی ہے، ان کے درمیان فرق صرف یہ ہے کہ نہی اعلیٰ سے ادنیٰ کے لیے ہوتی ہے۔جیسے: **﴿لاَ تَخَفْ﴾ ﴿لاَ تَقُوْلُوْا رَاعِنَا﴾. ﴿لاَ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾** اور دعا ادنیٰ سے اعلیٰ کے لیے ہوتی

ہے۔ جیسے: ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا ﴾. ﴿ لَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا ﴾.

قسم ثانی: جو دو فعلوں کو جزم دیتے ہیں، پہلے کا نام فعل شرط اور دوسرے کا نام جواب شرط یا جزاء ہوتا ہے۔ یہ جوازم چار انواع پر ہیں: (۱) بالاتفاق حرف، (۲) بالاتفاق اسم۔ (۳) اصح موقف کے مطابق حرف۔ (۴) اصح موقف کے مطابق اسم۔

پہلی نوع: وہ صرف اِنْ ہے، جیسے: اِنْ تُذَاكِرْ تَنْجَحْ. اِنْ: حرف شرط جازم بالاتفاق دو فعلوں کو جزم دیتا ہے، پہلا فعل شرط، دوسرا جواب شرط تذاکر: فعل مضارع فعل شرط اِنْ کے ساتھ مجزوم، اس کے جزم کی علامت سکون، اس کا فاعل اس میں ضمیر مستتر وجوبا، تقدیری صورت أَنْتَ، تنجح: فعل مضارع جزاء اِنْ کے ساتھ مجزوم، اس کے جزم کی علامت سکون، فاعل اس میں ضمیر مستتر وجوبا تقدیر أنت.

دوسری نوع: یہ بالاتفاق اسم ہے اور یہ نو اسماء ہیں، وہ یہ ہیں: مَنْ، مَا، اَيٌّ، مَتٰى، اَيَّانَ، اَيْنَ، حَيْثُمَا، كَيْفَمَا، أَنّٰى.

مَنْ کی مثال: مَنْ يُكْرِمْ جَارَهُ يُحْمَدْ. مَنْ يُذَاكِرْ يَنْجَحْ. قوله تعالٰی: ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ ﴾.

مَا کی مثال: مَا تَصْنَعْ تُجْزَ بِهِ. مَا تَقْرَأْ تَسْتَفِدْ مِنْهُ. ﴿ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ ﴾.

اَيّ کی مثال: اَيَّ كِتَابٍ تَقْرَأْ تَسْتَفِدْ مِنْهُ. قوله تعالٰی ﴿ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾.

مَتٰى کی مثال: مَتٰى تَلْتَفِتْ اِلَى وَاجِبِكَ تَنَلْ رِضَا رَبِّكَ.

وقول الشاعر

اَنَـــــا ابْـــنُ جَلا وَطَلاَّ عُ الثَّــنَــايَـــا
مَتٰــی اَضَــعِ الْـعِـمَــــــــــــــــــاةَ تَعْرِفُوْنِیْ

میں شفاف نسب والا اور بڑے بڑے امور کا تجربہ کار ہوں جب میں پگڑی رکھوں گا (اتاروں گا) تم مجھے پہچان لو گے۔

اَیَّانَ کی مثال اَیَّانَ تَلْقَنِیْ اُکْرِمْکَ وَ قَوْلُ الشَّاعِرِ:

فَــاَیَّــانَ مَــــا تَـعْـدِلُ بِــهِ الــرِّیْحُ تَـنْـزِ لِ

جب بھی ہوا اس کو برابر کرے گی (فضا میں) تو اتر پڑے گا۔

اَیْـنَمَا کی مثال اَیْـنَمَا تَتَوَجَّهْ تَلْقَ صَدِیْقًا (تم جہاں بھی جاؤ کے دوست پاؤ گے) و قوله تعالیٰ: ﴿اَیْـنَمَا یُوَجِّهْهُ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ﴾. ﴿اَیْـنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُمُ الْمَوْتُ﴾.

حَیْثُمَا کی مثال۔ قول الشاعر

حَیْـثُـمَـــا تَسْتَــقِـمْ یُـقَـدِّرْ لَکَ اللهُ
نَـجَــاحًــا فِـــی غَـــابِـرِ الْاَزْمَـــانِ

جب بھی تو استقامت دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے زمانہ مستقبل میں کامیابی متعین فرما دے گا۔

کَیْفَمَا کی مثال: کَیْـفَـمَـا تَـکُنِ الْاُمَّةُ یَکُنِ الْوُلَاةُ ' کَیْفَمَا تَکُنْ نِیَّتُکَ یَکُنْ ثَوَابُ اللهِ لَکَ۔

جیسا کہ مؤلف نے کہا ہے ضرورت شعری کے لیے ان اسماء تسعہ پر اِذَا بڑھا دیا جاتا ہے۔ قول الشاعر:

اِسْتَـغْـنِ مَــا اَغْـنَــاکَ رَبُّکَ بِـالْـغِـنٰـی
وَاِذَا تُـصِبْـکَ خَـصَــاصَةٌ فَتَـجَـمَّـلِ

جب تک تیرا رب تجھے مال و دولت کے ساتھ غنی رکھے تو بے نیازی اختیار کر اور اگر تجھے فقر د حاجت پہنچ جائے تو خوب صورت بن (ذلت ظاہر نہ ہونے دے)۔

تیسری نوع: جس کے اسم یا حرف ہونے میں اگر چہ اختلاف ہے اور زیادہ صحیح موقف کے مطابق حرف ہے وہ ایک ہی کلمہ ہے: اِذْمَا. قَوْلُ الشَّاعِرِ:

وَاِنَّکَ اِذْ مَـا تَـأْتِ مَـا أَنْـتَ آمِـرٌ

بِــهٖ تُــلْفِ مَــنْ اِیَّــاهُ تَــأْمُــرُ آتِیَــا

جب آپ اپنی کہی ہوئی بات پر خود عمل کریں گے تو جس کو آپ حکم دیتے ہیں اس کو بھی عمل کرنے والا پائیں گے۔

چوتھی نوع: جس کے اسم یا حرف ہونے میں اگر چہ اختلاف ہے، لیکن زیادہ صحیح ہے بات یہ ہے کہ وہ اسم ہے، وہ ایک کلمہ مَهْمَا ہے۔ مثال قولہ تعالیٰ: ﴿ وَ قَالُوْا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ﴾ .

و قول الشاعر:

وَاِنَّکَ مَهْــمَــا تُـعْـطِ بَـطْـنَـکَ سُـؤْلَـهٗ

وَ فَـرْجَـکَ نَـالَا مُـنْـتَهَـی الـذَّمِ اَجْـمَـعَا

جب بھی تو اپنے پیٹ اور شرم گاہ کو ان کی التجا کے مطابق دیتا رہے گا تو وہ دونوں برائی کی انتہائی حدود کو پہنچ جائیں گے۔

مرفوعات کی تعداد مع امثلہ

قَالَ : (بَـابُ مَـرْفُـوْعَـاتِ الْاَسْمَاءِ) اَلْمَرْفُوْعَاتُ سَبْعَةٌ وَ هِیَ: اَلْـفَاعِلُ، وَالْمَفْعُوْلُ الَّذِیْ لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ، وَ الْمُبْتَدَأُ وَ خَبَرُہٗ، وَ اسْمُ کَانَ وَ اَخَـوَاتِهَـا، وَخَبَـرُ اِنَّ وَ اَخَـوَاتِهَـا، وَالتَّـابِـعُ لِلْمَرْفُوْعِ، وَهُوَ اَرْبَعَةُ اَشْیَاءَ: اَلنَّعْتُ وَالْعَطْفُ وَالتَّوْکِیْدُ وَالْبَدَلُ.

مرفوعات کا بیان' مرفوعات سات ہیں: وہ یہ ہیں: فاعل 'مفعول 'مالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ 'متبدا' اسکی خبر' کَانَ اوراس کے اخوات کا اسم' اِنَّ اوراس کے اخوات کی خبر' مرفوع کا تابع' یہ چار اشیاء ہیں: نعت' عطف ' تاکید' بدل۔

واُقول : گزشتہ صفحات میں آپ کو معلوم ہو چکا کہ معرب کے تین مواقع ہیں: (۱) رفع' (۲) نصب (۳) جر۔ان میں سے ہر ایک موقع کے عوامل ہیں جو اس کا تقاضا کرتے ہیں۔ مؤلف نے اسی چیز کو بالتفصیل بیان کرنے کی ابتداء کی ہے' سب سے پہلے مرفوعات کو ذکر کیا ہے کیوں کہ یہ سب سے اشرف (اعلیٰ) ہے۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ اسم سات مواضع میں مرفوع ہوتا ہے۔

۱- جب فاعل ہو' جیسے: حَضَرَ عَلِیٌّ. میں علی۔ سَافَرَ مُحَمَّد. میں محمد۔

۲- نائب فاعل ہو' جس کا نام مؤلف نے مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ رکھا ہے جیسے: قُطِعَ الْغُصْنُ. میں الغصن. سُرِقَ الْمَتَاعُ میں المتاع.

۳'۴- مبتداء اور خبر جیسے: مُحَمَّدٌ مُسَافِرٌ. عَلِیٌّ مُجْتَھِدٌ.

۵- کان و اخواتھا کا اسم جیسے: کَانَ اِبْرَاھِیْمُ مُجْتَھِدًا میں ابراھیم. اَصْبَحَ الْبَرْدُ شَدِیْدًا میں البرد.

۶- اِنَّ وَاَخَوَاتُھَا کی خبر' جیسے: اِنَّ مُحَمَّدَ الفَاضِلٌ میں فاضل۔ ﴿اِنَّ اللهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ میں قدیر.

۷- مرفوع کا تابع' تابع کی چار انواع ہیں:

(۱)۔نعت: جیسے: زَارَنِیْ مُحَمَّدٌ الْفَاضِلُ میں الفاضل. قَابَلَنِیْ رَجُلٌ کَرِیْمٌ میں کریم. (۲)۔عطف: اس کی دو قسمیں ہیں: عطف بیان: جیسے: سَافَرَ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ اور عطف نسق جیسے: تَشَارَکَ مُحَمَّدٌ وَّ خَالِدٌ میں خالد (۳)۔تاکید جیسے: زَارَنِی الْاَمِیْرُ نَفْسُہٗ' میں نفسہ' (۴)۔بدل' جیسے: حَضَرَ

عَلِيٌّ اَخُوْكَ میں اخوک.

جب کبھی یہ توابع' تمام یا بعض کسی کلام میں جمع ہو جائیں تو آپ نعت کو مقدم رکھیں' پھر عطف بیان' پھر تاکید' پھر بدل' پھر عطف نسق۔ مثلاً : جَاءَ الرَّجُلُ الْكَرِيْمُ عَلِيٌّ نَفْسُه' صَدِيْقُكَ وَاَخُوْهُ.

تدریب (ترکیبی مشق)

۱۔ اِبْرَاهِيْمُ مُخْلِصٌ.

اِبْــرَاهِيْــمُ: مبتدا' عامل معنوی ابتداء کے ساتھ مرفوع' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' مُـخْـلِصٌ: مبتدا کی خبر کے ساتھ مرفوع ہے' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

۲۔ ﴿وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾

كَانَ: فعل ناقص ماضی' اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے' رب: کان کا اسم مرفوع' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ رب مضاف' کاف ضمیر مخاطب مضاف الیہ' مبنی بر فتح محلاً مجرور' قَــدِيْــرًا : كَــان کی خبر منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔

۳۔ ﴿اِنَّ اللهَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ﴾

اِنَّ: حرف تاکید ونصب' اللهَ : اِنَّ کا اسم اس کے ساتھ منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے' سَمِيْعُ: اِنَّ کی خبر اس کے ساتھ مرفوع' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' سَمِيْع مضاف' دُعَاء: مضاف الیہ' اضافت کے ساتھ مجرور' اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔

فاعل کا بیان

قَالَ :(بَابُ الْفَاعِلِ) اَلْفَاعِلُ هُوَ الْاِسْمُ الْمَرْفُوْعُ' الْمَذْكُوْرُ

قَبْلَه، فِعْلُه،.

(فاعل کا بیان) فاعل وہ اسم مرفوع ہے کہ جس سے پہلے اس کا فعل مذکور ہو۔

واُقول: فاعل کے دو معنی ہیں: ایک لغوی۔ دوسرا اصطلاحی۔

فاعل کا لغوی معنی: جو فعل کو وجود میں لائے۔

اصطلاحی معنی: وہ اسم مرفوع جس سے پہلے اس کا فعل مذکور ہو' جیسا کہ مؤلف نے فرمایا۔

"اسم" یہ لفظ فعل اور حرف کو شامل نہیں ہوتا' لہٰذا ان میں سے کوئی ایک بھی فاعل نہیں واقع ہو سکتا۔ اور یہ لفظ اسم صریح اور اسم مؤوّل بالصریح دونوں کو شامل ہوگا۔ اسم صریح جیسے: قولہ تعالیٰ: ﴿قَالَ نُوحٌ﴾ میں لفظ نوح ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ﴾ میں ابراھیم اور مؤوّل بالصریح جیسے ﴿أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا﴾ أنَّ: حرف تاکید ونصب۔ "نَا" إنَّ کا اسم محل نصب میں مبنی علی السکون۔ اَنْزَلْنَا: فعل ماضی اور فاعل' یہ جملہ محل رفع میں اَنَّ کی خبر ہے۔ اَنَّ اور اس کا مدخول بتاویل مصدر یَكْفِی کا فاعل ہے' تقدیری صورت یوں ہوگی: اَوَ لَمْ یَكْفِهِمْ اِنْزَالُنَا دوسری مثال: یَسُرُّنِیْ اَنْ تَتَمَسَّکَ تیسری مثال: اَعْجَبَنِیْ مَا صَنَعْتَ ان مثالوں میں تقدیری عبارت یوں ہوگی: یَسُرُّنِیْ تَمَسُّکُکَ، اَعْجَبَنِیْ صُنْعُکَ۔

المرفوع: یہ قید منصوب اور مجرور کو خارج کر دیتی ہے' لہٰذا یہ فاعل نہیں ہو سکتے۔

المذکور قبلہ فعلہ "اس سے پہلے اس کا فعل مذکور ہو" یہ قید مبتدا اور اِنَّ واخواتھا کے اسم کو خارج کر دیتی ہے' کیوں کہ ان سے پہلے فعل بالکل نہیں ہوتا' اسی طرح یہ قید کَانَ و اخواتھا اور کَادَ و اخواتھا کے اسم کو بھی نکال دیتی

ہے۔ان دونوں سے قبل اگرچہ فعل ہوتا ہے لیکن یہ فعل ان میں سے کسی کا بھی نہیں ہوتا اور فعل سے مراد یہ ہے کہ وہ شبہ فعل کو بھی شامل ہو جیسے اسم فعل مثلاً: هَيْهَاتَ الْعَقِيقُ، شَتَّانَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو .اور اسم فاعل مثلاً: اَقَادِمٌ اَبُوْكَ .ان جملوں میں العقیق اور زید مع معطوف اور اَبُوْكَ فاعل ہیں۔

فاعل کی اقسام اور فاعل ظاہر کی انواع

قَالَ : وَ هُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ : ظَاهِرٌ وَ مُضْمَرٌ : فَالظَّاهِرُ نَحْوُ قَوْلِكَ :قَامَ زَيْدٌ، وَ يَقُوْمُ زَيْدٌ وَ قَامَ الزَّيْدَانِ، وَ يَقُوْمُ الزَّيْدَانِ، وَقَامَ الزَّيْدُوْنَ، وَيَقُوْمُ الزَّيْدُوْنَ وَ قَامَ الرِّجَالُ وَ يَقُوْمُ الرِّجَالُ وَ قَامَتْ هِنْدٌ وَ تَقُوْمُ هِنْدٌ وَ قَامَتِ الْهِنْدَانِ وَتَقُوْمُ الْهِنْدَانِ وَ قَامَتِ الْهِنْدَاتُ، وَتَقُوْمُ الْهِنْدَاتُ وَ تَقُوْمُ الْهُنُوْدُ، وَقَامَ اَخُوْكَ وَ يَقُوْمُ اَخُوْكَ وَ قَامَ غُلَامِيْ، وَ يَقُوْمُ غُلَامِيْ، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ.

فاعل دو قسم پر ہے: ظاہر اور مضمر، ظاہر کی مثال :قَامَ زَيْدٌ، وَ يَقُوْمُ زَيْدٌ. وَ قَامَ الزَّيْدَانِ، وَ يَقُوْمُ الزَّيْدَانِ، وَقَامَ الزَّيْدُوْنَ، وَيَقُوْمُ الزَّيْدُوْنَ وَ قَامَ الرِّجَالُ وَ يَقُوْمُ الرِّجَالُ وَ قَامَتْ هِنْدٌ وَ تَقُوْمُ هِنْدٌ وَ قَامَتِ الْهِنْدَانِ وَتَقُوْمُ الْهِنْدَانِ وَ قَامَتِ الْهِنْدَاتُ، وَتَقُوْمُ الْهِنْدَاتُ وَ تَقُوْمُ الْهُنُوْدُ، وَقَامَ اَخُوْكَ وَ يَقُوْمُ اَخُوْكَ وَ قَامَ غُلَامِيْ، وَ يَقُوْمُ غُلَامِيْ.

واقول :فاعل دو قسموں کی طرف منقسم ہوتا ہے'(۱) ظاہر (۲) مضمر۔ظاہر سے مراد وہ ہے جو اپنے معنی پر بلا احتیاج قرینہ دلالت کرے' مضمر وہ ہے جو کسی قرینہ۔ تکلم' خطاب' غیبت۔ کے بغیر اپنے معنی و مراد پر دلالت نہ کر سکے۔

فاعل ظاہر کی چند انواع ہیں: اس لیے کہ یا تو وہ مفرد ہوگا یا مثنیٰ یا جمع سالم یا جمع مکسر۔اور پھر ان چاروں انواع میں سے ہر ایک مذکر ہوگا یا مؤنث' یہ آٹھ انواع

ہوئیں۔ ایسے ہی اس کا اعراب ضمہ ظاہرہ کے ساتھ ہوگا یا مقدرہ کے ساتھ اور پھر یا اس کا اعراب ضمہ کی جانب سے نیابت کے طور پر حروف کے ساتھ ہوگا' ان سب احوال کے ساتھ ساتھ فعل ماضی ہوگا یا مضارع۔

فاعل مفرد مذکر کی فعل ماضی کے ساتھ مثال: سَافَرَ مُحَمَّدٌ' حَضَرَ خَالِدٌ اور فعل مضارع کے ساتھ مثال: يُسَافِرُ مُحَمَّدٌ' يَحْضُرُ خَالِدٌ.

فاعل مثنیٰ مذکر کی فعل ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَ الصَّدِيْقَانِ' سَافَرَ الْاَخَوَانِ اور فعل مضارع کے ساتھ: يَحْضُرُ الصَّدِيْقَانِ' وَ يُسَافِرُ الْاَخَوَانِ.

فاعل جمع سالم مذکر فعل ماضی کے ساتھ: حَضَرَ الْمُحَمَّدُوْنَ' حَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ اور مضارع کے ساتھ: يَحْضُرُ الْمُحَمَّدُوْنَ' يَحُجُّ الْمُسْلِمُوْنَ.

فاعل جمع مکسر مذکر کی ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَ الْاَصْدِقَاءُ' سَافَرَ الزُّعَمَآءُ (سرداروں نے سفر کیا) اور مضارع کے ساتھ: يَحْضُرُ الْاَصْدِقَاءُ وَ يُسَافِرُ الزُّعَمَآءُ.

فاعل مفرد مؤنث کی ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَتْ هِنْدٌ' سَافَرَتْ سُعَادُ. مضارع کے ساتھ تَحْضُرُ هِنْدٌ' تُسَافِرُ سُعَادُ.

فاعل مثنیٰ مؤنث کی ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَتِ الْهِنْدَانِ' سَافَرَتِ الزَّيْنَبَانِ اور مضارع کے ساتھ تَحْضُرُ الْهِنْدَانِ' تُسَافِرُ الزَّيْنَبَانِ.

فاعل جمع سالم مؤنث کی ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَتِ الْهِنْدَاتُ' سَافَرَتِ الزَّيْنَبَاتُ اور مضارع کے ساتھ: تَحْضُرُ الْهِنْدَاتُ' تُسَافِرُ الزَّيْنَبَاتُ.

فاعل جمع مکسر مونث کی ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَتِ الْهُنُوْدُ' سَافَرَتِ الزَّيَانِبُ اور مضارع کے ساتھ تَحْضُرُ الْهُنُوْدُ' وَ تُسَافِرُ الزَّيَانِبُ.

جس فاعل کا اعراب ضمہ ظاہرہ کے ساتھ ہوتا ہے اس کی مثال مثنی مذکر و مؤنث اور جمع مذکر سالم کے علاوہ تمام سابقہ مذکورہ متقدمہ مثالیں اسی کی ہیں۔

جس فاعل کا اعراب ضمہ مقدرہ کے ساتھ ہوتا ہے، فعل ماضی کے ساتھ مثال: حَضَرَ الْفَتٰی، سَافَرَ الْقَاضِیْ، اَقْبَلَ صَدِیْقِیْ، اور مضارع کے ساتھ یَحْضُرُ الْفَتٰی، یُسَافِرُ الْقَاضِیْ، یُقْبِلُ صَدِیْقِیْ۔

جس فاعل کا اعراب ضمہ کے نائب حروف کے ساتھ ہوتا ہے اس کی مثال، فاعل تثنیہ مذکر و مؤنث اور جمع سالم مذکر کی تمام متقدمہ مثالیں اسی کی ہیں۔ ماضی کے ساتھ اس کی مثال: حَضَرَ اَبُوْکَ، سَافَرَ اَخُوْکَ، اور مضارع کے ساتھ یَحْضُرُ اَبُوْکَ، یُسَافِرُ اَخُوْکَ۔

فاعل مضمر کی انواع

قَالَ: وَالْمُضْمَرُ اِثْنَا عَشَرَ، نَحْوُ قَوْلِکَ: ضَرَبْتُ وَ ضَرَبْنَا، وَ ضَرَبْتَ وَ ضَرَبْتِ، وَ ضَرَبْتُمَا، وَضَرَبْتُمْ وَ ضَرَبْتُنَّ، وَضَرَبَ وَ ضَرَبَتْ وَ ضَرَبَا وَ ضَرَبُوْا وَ ضَرَبْنَ۔

فاعل مضمر بارہ ہیں مثال: ضَرَبْتُ وَ ضَرَبْنَا، وَ ضَرَبْتَ وَ ضَرَبْتِ، وَ ضَرَبْتُمَا، وَضَرَبْتُمْ وَ ضَرَبْتُنَّ، وَضَرَبَ وَ ضَرَبَتْ وَ ضَرَبَا وَ ضَرَبُوْا وَ ضَرَبْنَ۔

واقول: آپ مضمر کا معنی و مراد پہچان چکے، اب یہ بھی معلوم رہے کہ مضمر (ضمیر) کی بارہ انواع ہیں۔ وجہ یہ کہ یا تو وہ (ضمیر) متکلم پر دلالت کرے گی، یا مخاطب پر۔ یا غائب پر جو ضمیر متکلم پر دلالت کرتی ہے اس کی دو انواع ہیں، کیوں کہ متکلم واحد ہوگا یا واحد سے زیادہ۔ اور جو ضمیر مخاطب یا غائب پر دلالت کرتی ہے ان میں سے ہر ایک کی پانچ انواع بنتی ہیں کیوں کہ یا تو وہ مفرد مذکر پر دلالت کرے گی یا

مفرد مؤنث پر، یا مثنٰی مطلق پر، یا جمع مذکر پر، یا جمع مؤنث پر، تو کل بارہ انواع ہو جائیں گی۔

ضمیر متکلم واحد مذکر ومؤنث کی مثال: ضَرَبْتُ، حَفِظْتُ، اِجْتَهَدْتُ۔

ضمیر متکلم متعدد (جمع) یا واحد جو اپنے آپ کی تعظیم مراد رکھے یا وہ اپنے آپ کو جماعت کے مرتبہ پر پیش کرے مثال: ضَرَبْنَا، حَفِظْنَا، اِجْتَهَدْنَا۔

ضمیر مخاطب واحد مذکر کی مثال: ضَرَبْتَ، حَفِظْتَ، اِجْتَهَدْتَ۔

ضمیر مخاطب واحد مؤنث کی مثال: ضَرَبْتِ، حَفِظْتِ، اِجْتَهَدْتِ۔

ضمیر مخاطب تثنیہ مذکر یا مؤنث کی مثال: ضَرَبْتُمَا، حَفِظْتُمَا، اِجْتَهَدْتُمَا۔

ضمیر مخاطب جمع مذکر کی مثال: ضَرَبْتُمْ، حَفِظْتُمْ، اِجْتَهَدْتُمْ۔

ضمیر مخاطب جمع مؤنث کی مثال: ضَرَبْتُنَّ، حَفِظْتُنَّ، اِجْتَهَدْتُنَّ۔

ضمیر واحد مذکر غائب کی مثال: مُحَمَّدٌ ضَرَبَ اَخَاهُ میں ضَرَبَ۔ اِبْرَاهِيْمُ حَفِظَ دَرْسَهٗ میں حَفِظَ۔ خَالِدٌ اِجْتَهَدَ فِيْ عَمَلِهٖ میں اِجْتَهَدَ۔

ضمیر واحد مؤنث غائب کی مثال: هِنْدٌ ضَرَبَتْ اُخْتَهَا میں ضَرَبَتْ۔ سُعَادُ حَفِظَتْ دَرْسَهَا میں حَفِظَتْ۔ زَيْنَبُ اِجْتَهَدَتْ فِيْ عَمَلِهَا میں اِجْتَهَدَتْ۔

ضمیر تثنیہ مذکر یا مؤنث غائب کی مثال: اَلْمُحَمَّدَانِ حَفِظَا دَرْسَهُمَا میں حَفِظَا۔ اَلْهِنْدَانِ ضَرَبَتَا عَامِرًا میں ضَرَبَتَا۔ اَلْمُحَمَّدَانِ ضَرَبَا بَكْرًا میں ضَرَبَا۔ اَلْهِنْدَانِ حَفِظَتَا دَرْسَهُمَا میں حَفِظَتَا۔ اَلْبَكْرَانِ اِجْتَهَدَا میں اِجْتَهَدَا۔ اَلزَّيْنَبَانِ اِجْتَهَدَتَا میں اِجْتَهَدَتَا۔ اَلْمُحَمَّدَانِ قَامَا بِوَاجِبِهِمَا میں قَامَا۔ اَلْهِنْدَانِ قَامَتَا بِوَاجِبِهِمَا میں قَامَتَا۔

ضمیر جمع مذکر غائب کی مثال: اَلرِّجَالُ ضَرَبُوْا اَعْدَاءَ هُمْ میں ضَرَبُوْا۔ اَلتَّلَامِیْذُ حَفِظُوْا دُرُوْسَهُمْ میں حَفِظُوْا۔ اَلتَّلَامِیْذُ اجْتَهَدُوْا میں اِجْتَهَدُوْا۔

ضمیر جمع مؤنث غائب کی مثال: اَلْفَتَیَاتُ ضَرَبْنَ عَدُوَّهُنَّ میں ضَرَبْنَ۔ اَلنِّسَآءُ حَفِظْنَ اَمَانَاتِهِنَّ میں حَفِظْنَ۔ اَلْبَنَاتُ اجْتَهَدْنَ میں اِجْتَهَدْنَ۔

ان بارہ انواع سابقہ میں سے ہر ایک ضمیر کو "ضمیر متصل" کہا جاتا ہے۔

ضمیر متصل کی تعریف: جو نہ تو کلام میں مبتدا بنے اور نہ اختیاری حالت میں اِلَّا کے بعد واقع ہو۔

اس ضمیر کی ایک اور نوع ہے جس کو "ضمیر منفصل" کہتے ہیں۔

ضمیر منفصل کی تعریف: جو مبتدا بن سکے اور بلا کراہت اِلَّا کے بعد واقع ہو۔

مثال: مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنَا۔ ما ضرب الا نحن۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنْتَ مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنْتِ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنْتُمَا۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنْتُمْ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا اَنْتُنَّ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا هُوَ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا هِيَ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا هُمَا۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا هُمْ۔ مَا ضَرَبَ اِلَّا هُنَّ۔ یہ سب قیاس کے مطابق ہے۔ ضمیر منفصل کی انواع کے متعلق اس اشارہ کے بعد مبتدا اور خبر کے باب میں مزید تفصیل کے ساتھ اس کا بیان آ رہا ہے۔

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں:

حَضَرَ مُحَمَّدٌ۔ سَافَرَ الْمُرْتَضٰى۔ سَیَزُوْرُنَا الْقَاضِیْ۔ اَقْبَلَ اَخِیْ۔

الجواب

۱ ـ حَضَرَ مُحَمَّدٌ: حَضَرَ فعل ماضی مبنی بر فتح، اس کا اعراب کے لحاظ سے کوئی

محل نہیں۔ مُحَمَّدٌ فاعل مرفوع' اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔

۲- سَافَرَ الْمُرْتَضٰی: سَافَرَ فعل ماضی مبنی بر فتح' اس کا اعرابی لحاظ سے کوئی محل نہیں۔ اَلْمُرْتَضٰی فاعل مرفوع' رفع کی علامت' الف پر ضمہ مقدرہ ہے' جس کے ظہور سے تعذر مانع ہے۔

۳- سَیَزُوْرُنَا الْقَاضِیْ: سین تنفیس (مہلت) پر دلالت کرنے والا حرف' یَزُوْرُ فعل مضارع مرفوع کیوں کہ ناصب و جازم سے خالی ہے' رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ نَا ضمیر مفعول بہ ہے محل نصب میں مبنی بر سکون ہے' اَلْقَاضِیْ فاعل مرفوع' اس کے رفع کی علامت یاء پر ضمہ مقدرہ جس کے ظہور سے ثقل مانع ہے۔

۴- اَقْبَلَ أَخِیْ: اَقْبَلَ فعل ماضی مبنی علی الفتح' اس کا اعراب میں کوئی محل نہیں' أَخٌ فاعل مرفوع' رفع کی علامت اس کے آخر پر ضمہ مقدرہ جس کے ظہور سے محل کا حرکت مناسبہ کے ساتھ مشغول ہونا مانع ہے' نیز أَخٌ مضاف اور یاء متکلم کی ضمیر مضاف الیہ مبنی علی السکون ہے اور محل جر میں ہے۔

نائب فاعل

قَالَ . (بَابُ الْمَفْعُوْلِ الَّذِیْ لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ) وَهُوَ: الْاِسْمُ الْمَرْفُوْعُ الَّذِیْ لَمْ یُذْکَرْ مَعَهٗ فَاعِلُهٗ.

مفعول مالم یسم فاعله کا بیان' وہ اسم مرفوع جس کے ساتھ اس کا فاعل مذکور نہ ہو۔

واقُولُ: اکثر کلام تین چیزوں۔ فعل' فاعل' مفعول بہ۔ سے مرکب ہوتی ہے۔ مثلاً: قَطَعَ مَحْمُوْدٌ الْغُصْنَ. حَفِظَ خَلِیْلٌ الدَّرْسَ. یَقْطَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْغُصْنَ. یَحْفَظُ عَلِیٌّ الدَّرْسَ. لیکن کبھی متکلم اس کلام سے فاعل کو حذف کر دیتا

ہے اور فعل و مفعول کے ذکر پر اکتفا کرتا ہے۔ اس وقت متکلم پر لازم آتا ہے کہ فعل کے ساتھ ساتھ مفعول کی صورت میں بھی تبدیلی لائے۔ صورت فعل کی تبدیلی پر بحث عنقریب آ رہی ہے۔ صورت مفعول کی تبدیلی' تو وہ پہلے چونکہ منصوب تھا اب اس کو مرفوع بنا دے اور اس کو فاعل کے احکام عطا کر دے: اس طرح کہ اس کو فعل سے ضرور مؤخر رکھے اور اگر وہ (نائب فاعل) مؤنث ہے تو اس کے لیے فعل بھی مؤنث لائے' اسی طرح دیگر احکام۔ ایسی صورت میں اس (مفعول) کو نائب فاعل یا مفعول ما لم یسم فاعله کا نام دیا جاتا ہے۔

حذف فاعل کے بعد فعل میں تبدیلی

قَالَ: فَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَاضِيًا ضُمَّ اَوَّلُه' وَ كُسِرَ مَا قَبْلَ آخِرِه وَ اِنْ كَانَ مُضَارِعًا ضُمَّ اَوَّلُه' وَ فُتِحَ مَا قَبْلَ آخِرِه.

"اگر فعل ماضی ہو تو اس کے اول کو ضمہ اور آخری حرف سے پہلے کو کسرہ دے دیا جائے گا اور اگر مضارع ہو تو اس کے اول کو ضمہ اور آخر سے پہلے کو فتحہ دے دیا جائے گا۔"

واقول: مصنف ان عبارات میں ان تبدیلیوں کا ذکر کر رہے ہیں جو حذف فاعل کے بعد اور مفعول کی طرف (فعل کی) اسناد کے بعد فعل میں رونما ہوتی ہیں' وہ اس طرح کہ جب فعل ماضی ہو تو اس کے اول کو مضموم اور ماقبل آخر کو مکسور کر دیا جائے مثال: قُطِعَ الْغُصْنُ. حُفِظَ الدَّرْسُ اور اگر فعل مضارع ہو تو اس کے اول کو مضموم اور ماقبل آخر کو مفتوح کر دیا جائے مثال: يُقْطَعُ الْغُصْنُ. يُحْفَظُ الدَّرْسُ.

نائب فاعل کی اقسام

قَالَ: وَ هُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ: ظَاهِرٌ وَ مُضْمَرٌ فَالظَّاهِرُ نَحْوُ قَوْلِكَ

«ضُرِبَ زَيْدٌ» و «يُضْرَبُ زَيْدٌ» و «أُكْرِمَ عَمْرٌو» و «يُكْرَمُ عَمْرٌو».
وَالْمُضْمَرُ اِثْنَا عَشَرَ، نَحْوُ قَوْلِكَ «ضُرِبْتُ، وضُرِبْنَا، وَ ضُرِبْتَ، وَ ضُرِبْتِ، وَضُرِبْتُمَا، وَ ضُرِبْتُمْ، وَ ضُرِبْتُنَّ، وَ ضُرِبَ وَ ضُرِبَتْ، وَ ضُرِبَا وَضُرِبُوْا، وَ ضُرِبْنَ».

نائب فاعل دو قسم پر ہے: ظاہر اور مضمر۔ ظاہر جیسے: «ضُرِبَ زَيْدٌ» و «يُضْرَبُ زَيْدٌ» و «أُكْرِمَ عَمْرٌو» و «يُكْرَمُ عَمْرٌو». اور مضمر بارہ ہیں جیسے: «ضُرِبْتُ، وضُرِبْنَا، وَ ضُرِبْتَ، وَ ضُرِبْتِ، وَضُرِبْتُمَا، وَ ضُرِبْتُمْ، وَ ضُرِبْتُنَّ، وَ ضُرِبَ وَ ضُرِبَتْ، وَ ضُرِبَا وَضُرِبُوْا، وَ ضُرِبْنَ».

واقول: فاعل کی طرح نائب فاعل کی بھی دو قسمیں ہیں: ظاہر اور مضمر اور مضمر کی پھر دو قسمیں بنتی ہیں: متصل اور منفصل۔

ہر قسم کی ضمیر کی انواع بارہ ہیں: دو متکلم کے لیے، پانچ مخاطب کے لیے، پانچ غائب کے لیے، اس کی ساری تفصیل باب الفاعل میں ہم بیان کر چکے ہیں لہٰذا یہاں اس کے تکرار کی کوئی حاجت نہیں۔

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کیجیے:

يُحْتَرَمُ الْعَالِمُ. (عالم کا احترام کیا جاتا ہے)۔ اُهِيْنَ الْجَاهِلُ (بے علم کی رسوائی ہوئی)۔

الجواب

۱- يُحْتَرَمُ فعل مضارع مجہول کا صیغہ، ناصب و جازم سے عاری ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ۔ الْعَالِمُ نائب فاعل مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

۲- اُهِيْــــــنَ فعل ماضی مجہول کا صیغہ مبنی بر فتح' اس کا اعراب میں کوئی محل نہیں
الْجَاهِلُ نائب فاعل مرفوع' رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

مبتدا اور خبر

قال :(باب المبتدأ والخبر) اَلْمُبْتَدَأُ :هُوَ الْاِسْمُ الْمَرْفُوْعُ الْعَارِیْ عَنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِيَّةِ' وَ الْخبرُ: هُوَ الْاِسْمُ الْمَرْفُوْعُ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ نحو قولک: ‹‹ زَيْدٌ قَائِمٌ›› و ‹‹ الزَّيْدانِ قائمَانِ›› و‹‹ اَلزَّيْدُوْنَ قَائِمُوْنَ››.

مبتدا اور خبر کا بیان' مبتدا: وہ اسم مرفوع جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو' خبر: وہ اسم مرفوع جو مبتدا کی طرف مسند ہو' مثال: ‹‹ زَيْدٌ قَائِمٌ›› ' ‹‹ الزَّيْدَانِ قَائِمَانِ ›› ' ‹‹ اَلزَّيْدُوْنَ قَائِمُوْنَ››.

واقــول: مبتدا تین امور کے مجموعہ کا نام ہے' اول: وہ اسم ہو' اس قید سے فعل اور حرف خارج ہو گئے' ثانی: وہ مرفوع ہو' اس قید کے ساتھ منصوب اور حرف جر اصلی کے ساتھ مجرور خارج ہوئے' ثالث: وہ عوامل لفظیہ سے خالی ہو' مطلب یہ کہ وہ فعل اور کَـــانَ واخــواتھا جیسے عوامل لفظیہ سے خالی ہو' کیوں کہ فعل کے بعد واقع ہونے والا اسم' فاعل ہوتا ہے یا نائب فاعل' جیسا کہ پہلے ذکر ہوا' اسی طرح کَـــانَ واخواتھا کے بعد واقع ہونے والے اسم کا نام ''کَانَ کا اسم'' ہوتا ہے' اس کا نام مبتدا نہیں ہوتا۔

ان امور ثلاثہ کی جامع مثال: مُحَمَّدٌ حَاضِرٌ میں محمد' یہ اسم مرفوع ہے' جس سے پہلے کوئی لفظی عامل نہیں ہے۔

خبر: وہ اسم مرفوع جو مبتدا کی طرف مسند (منسوب) ہو اور اسی پر محمول ہو' اس کے ساتھ مل کر کلام مکمل ہوتی ہے۔ مثال: مُحَمَّدٌ حَاضِرٌ میں حَاضِرٌ۔

مبتدا اور خبر کا حکم: یہ مرفوع ہوتے ہیں' جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا' اور یہ

رفع یا تو ضمہ ظاہرہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے: اَللّٰہُ رَبُّنَا. مُحَمَّدٌ نَبِیُّنَا. یا تعذر کی وجہ سے ضمہ مقدرہ کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں، جیسے: مُوْسٰی مُصْطَفَی مِنَ اللّٰہِ، لَیْلٰی فُضْلَی الْبَنَاتِ. یا ضمہ مقدرہ کے ساتھ جس کے ظہور سے ثقل مانع ہوتا ہے جیسے: اَلْقَاضِیْ هُوَ الْاٰتِیْ. یا ضمہ کے نائب حروف میں سے کسی حرف کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں۔ جیسے: اَلْمُجْتَهِدَانِ فَائِزَانِ.

مبتدا اور خبر کے لیے ضروری ہے کہ وہ باہم مطابق ہوں، مفرد ہونے میں جیسے: مُحَمَّدٌ قَائِمٌ. تثنیہ ہونے میں جیسے: اَلْمُحَمَّدَانِ قَائِمَان اور جمع ہونے میں جیسے: اَلْمُحَمَّدُوْنَ قَائِمُوْنَ. اور تذکیر میں جیسے مذکورہ مثالیں، اور تانیث میں جیسے: هِنْدٌ قَائِمَةٌ. اَلْهِنْدَانِ قَائِمَتَانِ. اَلْهِنْدَاتُ قَائِمَاتٌ.

مبتدا کی دو قسمیں: ظاہر اور مضمر

قَالَ: وَالْمُبْتَدَأُ قِسْمَانِ: ظَاهِرٌ وَّ مُضْمَرٌ، فَالظَّاهِرُ مَا تَقَدَّمَ ذِکْرُهُ، وَالْمُضْمَرُ اِثْنَا عَشَرَ وَ هِيَ: أَنَا، وَ نَحْنُ، وَ أَنْتَ، وَأَنْتِ، وَ أَنْتُمَا، وَ أَنْتُمْ، وَأَنْتُنَّ، وَهُوَ، وَ هِيَ، وَ هُمَا، وَ هُمْ، وَ هُنَّ، نَحْوُ قَوْلِکَ «أَنَا قَائِمٌ» و «نَحْنُ قَائِمُوْنَ» وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِکَ.

مبتدا کی دو قسمیں ہیں: ظاہر اور مضمر۔ ظاہر وہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا، مضمر بارہ ہیں، وہ یہ ہیں: أَنَا، وَ نَحْنُ، وَ أَنْتَ، وَأَنْتِ، وَ أَنْتُمَا، وَ أَنْتُمْ، وَأَنْتُنَّ، وَهُوَ، وَ هِيَ، وَ هُمَا، وَ هُمْ، وَ هُنَّ، مثال: «أَنَا قَائِمٌ» و «نَحْنُ قَائِمُوْنَ». اس کے مشابہ دیگر الفاظ کی مثال اسی طرح سمجھیں۔

وَاَقُوْلُ: مبتداء کی دو قسمیں مبنی ہیں: اول ظاہر، ثانی: مضمر۔ ظاہر اور مضمر کی تعریف باب الفاعل میں گزر چکی ہے۔

مبتداء ظاہر کی مثال: مُحمد رسُوْلُ اللّٰهِ. عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ.

مبتداء مضمر بارہ ہیں:

۱- أَنَا واحد متکلم کے لیے' مثال: أَنَا عَبْدُاللّٰهِ.

۲- نَحْنُ جمع متکلم کے لیے یا اس فرد واحد کے لیے جو اپنی عظمت ظاہر کرے مثال: نَحْنُ قَائِمُوْنَ.

۳- أَنْتَ واحد مذکر مخاطب کے لیے مثال: أَنْتَ فَاهِمٌ.

۴- أَنْتِ واحد مؤنث مخاطب کے لیے مثال: أَنْتِ مُطِيْعَةٌ.

۵- أَنْتُمَا تثنیہ مذکر یا مؤنث مخاطب کے لیے مثال: «أَنْتُمَا قَائِمَانِ». «أَنْتُمَا قَائِمَتَانِ».

۶- أَنْتُمْ جمع مذکر مخاطب کے لیے مثال: أَنْتُمْ قَائِمُوْنَ.

۷- أَنْتُنَّ جمع مؤنث مخاطب کے لیے مثال: أَنْتُنَّ قَائِمَاتٌ.

۸- هُوَ واحد مذکر غائب کے لیے مثال: هُوَ قَائِمٌ بِوَاجِبِهِ.

۹- هِيَ واحد مؤنث غائب کے لیے مثال: هِيَ مُسَافِرَةٌ.

۱۰- هُمَا تثنیہ مذکر یا مؤنث غائب کے لیے۔ مثال: هُمَا قَائِمَانِ. هُمَا قَائِمَتَانِ.

۱۱- هُمْ جمع مذکر غائب کے لیے' مثال. هُمْ قَائِمُوْنَ.

۱۲- جمع مؤنث غائب کے لیے' مثال: هُنَّ قَائِمَاتٌ.

جب مبتدا ضمیر ہو تو وہ ضمیر بارز منفصل ہوگی جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

خبر کی اقسام

قَالَ: وَالْخَبَرُ قِسْمَانِ: مُفْرَدٌ' وَغَيْرُ مُفْرَدٍ. فَالْمُفْرَدُ نَحْوُ «زَيْدٌ قَائِمٌ» وَغَيْرُ الْمُفْرَدِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ: اَلْجَارُّ وَالْمَجْرُوْرُ وَالظَّرْفُ وَالْفِعْلُ مَعَ فَاعِلِهِ وَالْمُبْتَدَأُ مَعَ خَبَرِهِ' نَحْوُ قَوْلِكَ: «زَيْدٌ فِي الدَّارِ' وَزَيْدٌ عِنْدَكَ'

وزَيْدٌ قَامَ اَبُوْهُ ' وَزَيْدٌ جَارِيَتُهٗ ذَاهِبَةٌ "۔

خبر کی دو قسمیں ہیں: مفرد اور غیر مفرد' مفرد کی مثال: زَیْدٌ قَائِمٌ. غیر مفرد چار اشیاء ہیں: جار و مجرور' ظرف' فعل مع فاعل' مبتدا مع خبر' مثال: زَیْدٌ فِی الدَّارِ' وَزَیْدٌ عِنْدَکَ' وزَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ' وَزَیْدٌ جَارِیَتُہٗ ذَاھِبَۃٌ .

واقول: خبر کی دو قسمیں بنتی ہیں: اول: خبر مفرد' ثانی: خبر غیر مفرد۔

یہاں مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ نہ جملہ ہو اور نہ جملہ کے مشابہ جیسے: مُحَمَّدٌ قَائِمٌ میں قَائِمٌ.

غیر مفرد کی دو قسمیں ہیں: جملہ اور شبہ جملہ۔

جملہ دو قسم کا ہوتا ہے: جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ۔

جملہ اسمیہ: جو مبتدا اور خبر کے ساتھ مل کر بنا ہو' جیسے: مُحَمَّدٌ اَبُوْہُ کَرِیْمٌ میں اَبُوْہُ کَرِیْمٌ۔

جملہ فعلیہ: جو فعل و فاعل یا نائب فاعل سے مرکب ہو جیسے: مُحَمَّدٌ سَافَرَ اَبُوْہُ میں سَافَرَ اَبُوْہُ اسی طرح خَالِدٌ یُضْرَبُ غُلَامُہٗ' میں یُضْرَبُ غُلَامُہٗ'.

اگر خبر جملہ ہو تو اس کے لیے رابطہ کا ہونا لازمی ہے جو اس کو مبتداء کے ساتھ مربوط رکھے یا اس میں مبتداء کی طرف عائد ضمیر ہو' جیسا کہ آپ نے مثالوں میں دیکھ لیا' یا اسم اشارہ ہو جیسے: مُحَمَّدٌ ھٰذَا رَجُلٌ کَرِیْمٌ

شبہ جملہ کی بھی دو قسمیں: اول جار و مجرور جیسے: عَلِیٌّ فِی الْمَسْجِدِ میں فِی الْمَسْجِدِ' ثانی ظرف جیسے: اَلطَّائِرُ فَوْقَ الْغُصْنِ میں فَوْقَ الْغُصْنِ.

اس تفصیل کے مطابق آپ کو معلوم ہوا کہ خبر کی پانچ انواع ہیں: مفرد' جملہ فعلیہ' جملہ اسمیہ' جار و مجرور اور ظرف۔

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

مُحَمَّدٌ قَائِمٌ. مُحَمَّدٌ حَضَرَ اَبُوْهُ. مُحَمَّدٌ اَبُوْهُ مُسَافِرٌ. محمدٌ فِي الدَّارِ. مُحَمَّدٌ عِنْدَکَ.

الجواب

۱- مُحَمَّدٌ قَائِمٌ: مُحَمَّدٌ مبتدا (عامل معنوی) ابتدا کی بنا پر مرفوع، رفع کی علامت اس کے آخر میں ضمہ ظاہرہ۔ قَائِمٌ مبتدا کی خبر، عامل مبتدا کی بنا پر مرفوع، رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔

۲- مُحَمَّدٌ حَضَرَ اَبُوْهُ: مُحَمَّدٌ مبتدا حَضَرَ فعل مبنی بر فتح، اعرابی محل کوئی نہیں، اَبُو: حَضَرَ کا فاعل، ضمہ کی نائب واؤ کے ساتھ مرفوع کیوں کہ یہ اسماء خمسہ سے ہے نیز اَبُو مضاف ہاء مضاف الیہ محل جر میں مبنی علی الضم، فعل اور فاعل جملہ ہو کر محل رفع میں مبتدا کی خبر۔ مبتدا اور خبر کے درمیان رابط ضمیر ((ہٗ)) جو اَبُوْهُ میں مضاف الیہ واقع ہو رہی ہے۔

۳- مُحَمَّدٌ اَبُوْهُ مُسَافِرٌ: مُحَمَّدٌ مبتدا اول، ضمہ ظاہرہ کے ساتھ مرفوع، اَبُوْ مبتدا ثانی، ضمہ سے نائب واؤ کے ساتھ مرفوع کیوں کہ یہ اسماء خمسہ سے ہے، اَبُوْ مضاف ہاء مضاف الیہ مُسَافِرٌ مبتدا ثانی کی خبر، مبتدا ثانی اور اس کی خبر جملہ ہو کر محل رفع میں مبتدا اول کی خبر، مبتدا اول اور جملہ کے درمیان رابط ضمیر وہ جو اَبُوْهُ میں ہے۔

۴- محمدٌ فِي الدَّارِ: محمدٌ مبتدا۔ فِي الدَّارِ جار اور مجرور (فعل ثَبَتَ یا شبہ فعل ثَابِتٌ) محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر مبتدا کی خبر ہوئے۔

۵- مُحَمَّدٌ عِنْدَکَ: مُحَمَّدٌ مبتدا عِنْدَ ظرف مکان محذوف کے ساتھ متعلق ہو کر مبتدا کی خبر، عِنْدَ مضاف کاف ضمیر مخاطب مضاف الیہ مبنی بر فتح محلاً مجرور۔

مبتدا اور خبر کے نواسخ

قَالَ: (بَابُ الْعَوَامِلِ الدَّاخِلَةِ عَلَى الْمُبْتَدَأ وَالْخَبَرِ) وَهِيَ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ: كَانَ وَاَخَوَاتُهَا وَاِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا وَظَنَنْتُ وَ اَخَوَاتُهَا.

مبتدا اور خبر پر داخل ہونے والے عوامل کا بیان' یہ تین اشیاء ہیں: كَانَ وَاَخَوَاتُهَا' وَاِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا' وَظَنَنْتُ وَ اَخَوَاتُهَا.

واقول: آپ کو معلوم ہے کہ مبتدا اور خبر مرفوع ہوتے ہیں' اب یہ بھی معلوم رہے کہ ان دونوں پر بعض اوقات عوامل لفظیہ میں سے کوئی ایک عامل داخل ہو جاتا ہے اور وہ ان کے اعراب کو تبدیل کر دیتا ہے' کلام عرب میں باوثوق تتبع کے بعد معلوم ہوا ہے کہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر ان کے اعراب میں تبدیلی لانے والے عوامل تین اقسام پر ہیں۔

قسم اول: جو مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں' وہ كَانَ اور اس کے نظائر ہیں' یہ قسم سب افعال ہیں جیسے: كَانَ الْجَوُّ صَافِيًا.

قسم ثانی: جو۔قسم اول کے برعکس۔مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں' وہ اِنَّ اور اس کے مشابہات ہیں' یہ قسم سب حروف ہیں جیسے: ﴿اِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾.

قسم ثالث: جو مبتدا اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں' یہ ظَنَنْتُ اور اس کے امثال ہیں' یہ قسم سب افعال ہیں' جیسے: ظَنَنْتُ الصَّدِيقَ أَخًا.

ان عوامل کو نواسخ کا نام دیا جاتا ہے کیوں کہ یہ عوامل مبتدا اور خبر کے حکم۔رفع۔کو منسوخ (تبدیل) کر دیتے ہیں یعنی اس حکم کو بدل کر ان کے لیے حکم اول کے بدلے نیا حکم عطا کرتے ہیں۔

كَانَ اور اس کے نظائر

قَالَ: فَأَمَّا كَانَ وَ اَخَوَاتُهَا ' فَإِنَّهَا تَرْفَعُ الْإِسْمَ ' وَ تَنْصِبُ الْخَبَرَ ' وَهِيَ: كَانَ ' وَ اَمْسٰى ' وَأَصْبَحَ ' وَاَضْحٰى ' وَظَلَّ ' وَ بَاتَ ' وَ صَارَ ' وَلَيْسَ ' وَ مَا زَالَ ' وَ مَا انْفَكَّ ' وَ مَا فَتِيءَ وَ مَا بَرِحَ ' وَ مَا دَامَ ' وَ مَاتَصَرَّفَ مِنْهَا نَحْوُ: كَانَ ' وَيَكُوْنُ وَ كُنْ ' وَ اَصْبَحَ ' وَيُصْبِحُ ' وَاَصْبِحْ ' تَقُوْلُ: «كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا ' وَ لَيْسَ عَمْرٌو شَاخِصًا» وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ.

كَانَ اور اس کے مثل دوسرے الفاظ' یہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ وہ یہ ہیں: كَانَ ' اَمْسٰى ' وَأَصْبَحَ ' اَضْحٰى ' وَظَلَّ ' بَاتَ ' صَارَ ' وَلَيْسَ ' مَا زَالَ ' مَا انْفَكَّ ' مَا فَتِيءَ مَا بَرِحَ ' مَا دَامَ ' ۔ان کے مشتقات کا بھی یہی عمل ہے جیسے: كَانَ ' يَكُوْنُ ' كُنْ ' اَصْبَحَ ' يُصْبِحُ ' اَصْبِحْ مثال: كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا ' لَيْسَ عَمْرٌو شَاخِصًا ان کے مشابہات کی اسی طرح مثالیں ہیں۔

واقول: مبتدا اور خبر کے نواسخ کی قسم اول كَانَ وَاَخَوَاتُهَا یعنی جو عمل میں كَانَ کے مشابہ ہیں۔

یہ قسم مبتدا پر داخل ہو کر اس کے پہلے رفع کو زائل کر کے اس کے لیے جدید رفع پیدا کر دیتی ہے' مبتدا کو اس کا اسم کہا جاتا ہے' اور خبر پر داخل ہو کر اس کو نصب دیتی ہے اور اس کا نام خبر رکھا جاتا ہے۔

یہ قسم تیرہ فعل ہیں:

۱- كَانَ: یہ اسم کے زمانہ ماضی میں خبر کے ساتھ متصف ہونے کا فائدہ دیتا ہے یا مع الانقطاع (یعنی اب خبر ساتھ نہیں ہے) جیسے كَانَ مُحَمَّدٌ مُجْتَهِدًا یا بطور استمرار جیسے: ﴿ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا﴾۔

۲- اَمْسٰى: یہ شام کے وقت اسم کے خبر کے ساتھ متصف ہونے کا فائدہ دیتا

ہے جیسے: اَمْسَى الْجَوُّ بَارِدًا. (شام کو فضا ٹھنڈی ہوگئی)۔

۳- اصبح : یہ صبح کے وقت مبتدا کے خبر کے ساتھ موصوف ہونے کا فائدہ دیتا ہے جیسے: اَصْبَحَ الْجَوُّ مُكْفَهِرًّا (صبح کے وقت فضا مٹیالے رنگ والی ہوگئی)۔

۴- اَضْحٰى: بوقت ضحیٰ (چاشت) مبتدا کے خبر کے ساتھ موصوف ہونے کی خبر دیتا ہے جیسے: اَضْحَى الطَّالِبُ نَشِيْطًا (طالب علم چاشت کے وقت ہشاش بشاش ہوگیا۔)

۵- ظَلَّ: اسم کے سارا دن خبر کے ساتھ متصف رہنے کی خبر دیتا ہے جیسے: ﴿ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا﴾.

۶- بَاتَ: رات کے وقت اسم کے خبر کے ساتھ متصف ہونے کی خبر دیتا ہے جیسے: بَاتَ مُحَمَّدٌ مَسْرُوْرًا.

۷- صَارَ: فائدہ دیتا ہے کہ اسم اپنی حالت سے دوسری اس حالت میں منتقل ہو گیا کہ جس پر خبر دلالت کرتی ہے جیسے: صَارَ الطِّيْنُ اِبْرِيْقًا (مٹی ٹھیکرا / جگ بن گئی)

۸- لَيْسَ: زمانہ حال میں اسم سے خبر کی نفی کا بتاتا ہے جیسے: لَيْسَ مُحَمَّدٌ فَاهِمًا.

۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲- مَازَالَ، مَا انْفَكَّ، مَا فَتِيءَ، مَابَرِحَ : فائدہ: یہ چاروں افعال ناقصہ موقع مناسبت کے تقاضا کے مطابق اسم کے لیے خبر کی ملازمت پر دلالت کرتے ہیں، جیسے: مَا زَالَ اِبْرَاهِيْمُ مُنْكِرًا. مَا بَرِحَ عَلِيٌّ صَدِيْقًا مُخْلِصًا.

۱۳- مَا دَامَ : فائدہ: یہ بھی خبر کی اسم کے ساتھ ملازمت (مداومت) پر دلالت

کرتا ہے جیسے: لَا اَعْذِلُ خَالِدًا مَا دُمْتُ حَیًّا. (میں جب تک زندہ رہا خالد کو ملامت نہیں کروں گا)۔

یہ افعال عمل کے اعتبار سے تین قسموں کی طرف منقسم ہوتے ہیں:

قسم اول: وہ ہے جو اس شرط کے ساتھ یہ عمل۔ اسم کو رفع اور خبر کو نصب۔ کرتے ہیں کہ ان پر ما مصدریہ ظرفیہ مقدم ہو وہ ایک فعل۔ دَامَ۔ ہے۔

قسم ثانی: وہ ہے جو اس شرط کے ساتھ یہ عمل کرتے ہیں کہ ان پر نفی یا استفہام یا نہی مقدم ہو وہ چار افعال۔ زَالَ، اِنْفَکَّ، فَتِیءَ، بَرِحَ۔ ہیں۔

قسم ثالث: وہ ہے جن کا یہ عمل کسی شرط کے بغیر ہوتا ہے اور وہ باقی آٹھ افعال ہیں:

یہ افعال تصرف (گردان) کے اعتبار سے تین اقسام کی طرف منقسم ہوتے ہیں:

قسم اول: جن کی فعل میں مکمل گردان ہوتی ہے، مطلب یہ کہ ان سے ماضی، مضارع اور امر آتا ہے وہ سات افعال ہیں: کَانَ، امسی، اصبح، اضحی، ظل، بات، صار.

قسم ثانی: وہ جو فعلیت میں ناقص تصرف (گردان) رکھتے ہیں، مطلب یہ کہ ان سے ماضی اور مضارع کے علاوہ کچھ نہیں آتا، وہ چار افعال ہیں: فتیء. انفک. برح. زال.

قسم ثالث: وہ جن کی بالکل گردان نہیں ہوتی، وہ دو فعل ہیں: ایک بالاتفاق لَیْسَ ہے۔ اور دوسرا زیادہ صحیح موقف کے مطابق دَامَ ہے۔

ان افعال میں سے جو ماضی کے علاوہ ہیں وہ بھی ماضی والا عمل کرتے ہیں، جیسے: قوله تعالی: ﴿وَ لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ﴾. ﴿لَنْ نَبْرَحَ عَاکِفِیْنَ﴾. ﴿تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْکُرُ یُوْسُفَ﴾.

اِنَّ واخواتها

قَالَ : وَاَمَّا اِنَّ وَ اَخَوَاتُهَا فَاِنَّهَا تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَ تَرْفَعُ الْخَبَرَ' وَهِيَ : اِنَّ' وَاَنَّ ' وَلٰكِنَّ ' وَكَاَنَّ' وَلَيْتَ' وَلَعَلَّ' تَقُوْلُ' اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ' وَ لَيْتَ عَمْرًا شَاخِصٌ' وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ ' وَ مَعْنٰى اِنَّ وَ اَنَّ التَّوْكِيْدُ وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ ' وَكَاَنَّ لِلتَّشْبِيْهِ' وَ لَيْتَ لِلتَّمَنِّيْ' وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّيْ وَ التَّوَقُّعِ.

اِنَّ اوراس کے نظائر' یہ اسم کونصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں' وہ یہ ہیں: اِنَّ وَاَنَّ ' وَلٰكِنَّ ' وَكَاَنَّ' وَلَيْتَ' وَلَعَلَّ' تَقُوْلُ' اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ' وَ لَيْتَ عَمْرًا شَاخِصٌ اسی طرح دیگر کی مثالیں: اِنَّ اور اَنَّ کا معنی تاکید ہے۔ لٰكِنَّ استدراک کے لیے ہے۔ كَاَنَّ تشبیہ کے لیے' لَيْتَ برائے تمنیٰ' لَعَلَّ برائے ترجی اور توقع ہے۔

واقول: مبتدا اور خبر کے نواسخ میں سے دوسری قسم اِنَّ واخواتها یعنی عمل میں اس کے مشابہ ہیں۔ یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتدا کو نصب دیتے ہیں۔ مبتدا کو اِنَّ کا اسم کہا جاتا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں' مطلب یہ کہ خبر کو اس کے پہلے رفع کے بدلے نیا رفع دیتے ہیں' وہ اِنَّ کی خبر کہلاتی ہے' یہ تمام الفاظ حروف ہیں اور وہ چھ ہیں۔

۱- اِنَّ: ہمزہ مکسورہ کے ساتھ۔

۲- اَنَّ : ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ۔

یہ دونوں تاکید پر دلالت کرتے ہیں' تاکید کا معنی مبتدا کے لیے خبر کی نسبت کو مضبوط کرنا' جیسے: اِنَّ اَبَاكَ حَاضِرٌ. عَلِمْتُ اَنَّ اَبَاكَ مُسَافِرٌ.

۳- لٰكِنَّ: اس کا معنی استدراک ہے۔ استدراک یہ ہے کہ (کلام سابق سے) جس چیز کے ثبوت کا وہم پڑتا تھا اس کی نفی کے لیے یا جس چیز کی نفی کا وہم پڑتا تھا اس کے اثبات کے لیے بعد میں نیا کلام لانا۔ جیسے: مُحَمَّدٌ شُجَاعٌ لٰكِنَّ صَدِيْقَهُ' جَبَانٌ.

۴- کَأَنَّ: یہ مبتدا کی خبر کے ساتھ تشبیہ پر دلالت کرتا ہے، جیسے: کَأَنَّ الْجَارِیَةَ بَدْرٌ.

۵- لَیْتَ: اس کا معنی تمنی ہے۔ محال یا دشوار گزار چیز کی طلب و آرزو کو تمنی کہتے ہیں جیسے: لَیْتَ الشَّبَابَ عَائِدٌ . لَیْتَ الْبَلِیْدَ یَنْجَحُ.

۶- لَعَلَّ: یہ ترجی یا توقع پر دلالت کرتا ہے۔ ترجی کا معنی محبوب امر (چیز) کی طلب، یہ ممکن میں ہی ہوتا ہے، جیسے: لَعَلَّ اللہَ یَرْحَمُنِیْ. توقع کا معنی: بذاتہ مکروہ امر کے وقوع کا انتظار، جیسے: لَعَلَّ الْعَدُوَّ قَرِیْبٌ مِنَّا.

ظَنَّ وَ اَخَوَاتُهَا

قَالَ: وَاَمَّا ظَنَنْتُ وَ اَخَوَاتُهَا فَاِنَّهَا تَنْصِبُ الْمُبْتَدَأَ وَالْخَبَرَ عَلٰی اَنَّهُمَا مَفْعُوْلَانِ لَهَا، وَ هِیَ: ظَنَنْتُ، وَحَسِبْتُ، وَخِلْتُ، وَزَعَمْتُ، وَرَأَیْتُ، وَ عَلِمْتُ، وَوَجَدْتُ، وَاتَّخَذْتُ، وَجَعَلْتُ، وَسَمِعْتُ، تَقُوْلُ: ظَنَنْتُ زَیْدًا قَائِمًا، وَرَأَیْتَ عَمْرًا شَاخِصًا، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِکَ.

ظَنَنْتُ اور اس کے مشابہات، یہ مبتدا اور خبر کو اس بناء پر نصب دیتے ہیں کہ وہ دونوں ان کے مفعول ہیں اور وہ یہ ہیں: ظَنَنْتُ، وَحَسِبْتُ، وَخِلْتُ، وَزَعَمْتُ، وَرَأَیْتُ، وَ عَلِمْتُ، وَوَجَدْتُ، وَاتَّخَذْتُ، وَجَعَلْتُ، وَسَمِعْتُ، تَقُوْلُ: ظَنَنْتُ زَیْدًا قَائِمًا، وَرَأَیْتَ عَمْرًا شَاخِصًا. اسی طرح باقی مثالیں۔

وَاَقُوْلُ: مبتدا اور خبر کے نواسخ کی تیسری قسم ظَنَنْتُ اور اس کے اخوات یعنی جو عمل میں اس کے مشابہ ہیں، یہ مبتدا اور خبر پر داخل ہو کر دونوں کو نصب دیتے ہیں، مبتدا کو مفعول اول اور خبر کو مفعول ثانی کہا جاتا ہے۔ یہ قسم دس افعال ہیں:

۱- ظَنَنْتُ، مثال: ظَنَنْتُ مُحَمَّدًا صَدِیْقًا.

۲- حَسِبْتُ، مثال: حَسِبْتُ الْمَالَ نَافِعًا.

۳- خِلْتُ ' مثال: خِلْتُ الْحَدِيْقَةَ مُثْمِرَةً.

۴- زَعَمْتُ ' مثال: زَعَمْتُ بَكْرًا جَرِيْئًا.

۵- رَاَيْتُ ' مثال: رَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ مُفْلِحًا.

٦- عَلِمْتُ ' مثال: عَلِمْتُ الصِّدْقَ مُنْجِيًا.

۷- وَجَدْتُ ' مثال: وَجَدْتُ الصَّلَاحَ بَابَ الْخَيْرِ.

۸- اِتَّخَذْتُ ' مثال: اِتَّخَذْتُ محمدًا صَدِيْقًا.

۹- جَعَلْتُ ' مثال: جَعَلْتُ الذَّهَبَ خَاتَمًا.

۱۰- سَمِعْتُ ' مثال: سَمِعْتُ خَلِيْلًا يَقْرَأُ.

ان افعال کی چار قسمیں بنتی ہیں:

پہلی قسم وہ ہے جو خبر کے وقوع کو ترجیح دیتے ہیں' وہ چار افعال یہ ہیں:
ظَنَنْتُ' حَسِبْتُ' خِلْتُ' زَعَمْتُ.

دوسری قسم: جو یقین اور وقوع خبر کی تحقیق کا فائدہ دیتے ہیں' وہ تین افعال یہ ہیں: رَاَيْتُ. عَلِمْتُ. وَجَدْتُ.

تیسری قسم: وہ جو تصییر و انتقال کا فائدہ دیں' وہ دو فعل ہیں: اِتَّخَذْتُ. جَعَلْتُ.

چوتھی قسم: جو سماعت میں نسبت کا فائدہ دے' وہ ایک فعل سَمِعْتُ ہے۔

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں:

(۱) اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً (۲) كَاَنَّ الْقَمَرَ مِصْبَاحٌ (۳) حَسِبْتُ الْمَالَ نَافِعًا (۴) مَازَالَ الْكِتَابُ رَفِيْقِيْ.

الجواب

۱۔ اِنَّ: حرف تاکید اور نصب، اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے۔ اِبْرَاهِيْمَ : اِنَّ کا اسم منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے، كَانَ: فعل ناقص ماضی، اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے، اس کا اسم ضمیر مستتر ھُوَ جو اِبْرَاهِيْمَ کی طرف عائد (راجع) ہے، اُمَّةً : كَانَ کی خبر منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے، كَانَ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ محل رفع میں اِنَّ کی خبر ہے۔

۲۔ كَاَنَّ: حرف تشبیہ و نصب، اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتا ہے، اَلْقَمَرَ: كَاَنَّ کا اسم منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ، مِصْبَاحٌ: كَاَنَّ کی خبر مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔

۳۔ حَسِبْتُ : فعل ماضی آخر فتح مقدر پر مبنی جس کے ظہور سے محل کا عارضی سکون کے ساتھ مشغول ہونا مانع ہے، وہ (سکون) کلمہ واحدہ کی مانند میں پے در پے چار حرکات کی کراہت کو دور کرنے کے لیے ہے، تاء: متکلم کی ضمیر حَسِبَ کا فاعل، محل رفع میں مبنی علی الضم، اَلْمَالَ : حسب کا مفعول اول منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ، نَافِعًا: حسب کا مفعول ثانی منصوب، نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔

۴۔ مَا: حرف نفی، مبنی علی السکون، اس کا اعراب سے کوئی محل نہیں، زَالَ: فعل ناقص ماضی، اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے، اَلْكِتَابُ . زال کا اسم مرفوع، رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے، رَفِيْقِيْ :زال کی خبر منصوب، اس کے نصب کی علامت آخر میں فتحہ مقدرہ ہے جس کے ظہور سے محل کا یاء متکلم کی مناسب حرکت کے ساتھ مشغول ہونا مانع ہے، رفیق مضاف اور یاء متکلم مضاف الیہ محل جر میں مبنی علی السکون ہے۔

نعت

قالَ: (بَابُ النَّعْتِ) اَلنَّعْتُ تَابِعٌ لِلْمَنْعُوْتِ فِيْ رَفْعِهٖ وَنَصْبِهٖ وَ خَفْضِهٖ، وَ تَعْرِيْفِهٖ وَ تَنْكِيْرِهٖ، قَامَ زَيْدٌ الْعَاقِلُ، وَرَاَيْتُ زَيْدًا الْعَاقِلَ، وَمَرَرْتُ بِزَيْدِ الْعَاقِلِ.

نعت کا بیان: نعت، جو رفع، نصب، جر اور تعریف و تنکیر میں منعوت کے تابع ہو، جیسے: قَامَ زَيْدٌ العاقلُ، رايت زيدًا العاقلَ، مَرَرْتُ بزيدِ العاقلِ.

واقول: لغت میں نعت کا معنی وصف ہے، نحویوں کی اصطلاح میں وہ تابع جو مشتق ہو یا مشتق کی تاویل میں ہو، معارف میں اپنے متبوع کی توضیح کرتا ہے اور نکرات میں اپنے متبوع کی تخصیص کرتا ہے۔

نعت کی دو قسمیں ہیں: اول: نعت حقیقی۔ ثانی: نعت سببی۔

نعت حقیقی وہ ہے جو منعوت کی طرف راجع ضمیر مستتر کو رفع دے، جیسے: جَاءَ مُحَمَّدٌ الْعَاقِلُ. العاقل، محمد کی نعت ہے اور محمد کی طرف راجع اپنی ضمیر مستتر کی رافع ہے۔

نعت سببی وہ ہے جو منعوت کی طرف راجع ضمیر کے ساتھ متصل اسم ظاہر کو رفع دے، جیسے: جَاءَ محمدٌ الفاضِلُ اَبُوْهُ. الفاضل: محمد کی نعت، ابوہ: فاضل کا فاعل ضمہ کی نائب واو کے ساتھ مرفوع ہے کیوں کہ یہ اسماء خمسہ سے ہے اور یہ ہُ. ضمیر غائب کی طرف مضاف ہے، جو محمد کی طرف راجع ہے۔

نعت کا حکم: نعت حقیقی ہو یا سببی، وہ اپنے اعراب اور تعریف و تنکیر میں منعوت کے تابع ہوگی۔

یعنی اگر منعوت مرفوع ہو تو نعت بھی مرفوع ہوگی، جیسے: حَضَرَ مُحَمَّدٌ الفاضلُ. حَضَرَ محمدٌ الفاضلُ اَبُوْهُ. اگر منعوت منصوب ہو تو نعت بھی منصوب ہوگی، جیسے: رَاَيْتُ مُحَمَّدًا الفاضِلَ. رأيت محمدا الفاضِلَ اَبُوْهُ. اور اگر

منعوت مجرور ہو تو نعت بھی مجرور ہوگی' جیسے: نَظَرتُ اِلٰی محمدٍ الفاضلِ. نظرتُ الی محمدِ الفاضلِ ابوہ اگر منعوت معرفہ ہو تو نعت بھی معرفہ ہوگی' جیسا کہ سابقہ مثالوں میں آپ دیکھ رہے ہیں۔اور اگر منعوت نکرہ ہو تو نعت بھی نکرہ ہوگی' جیسے: رَاَیْتُ رَجُلاً عَاقِلاً. رَاَیت رجلا عَاقلاً ابوہ.

نعت حقیقی کے متعلق ایک زائد بات یہ ہے کہ وہ اپنے منعوت کی تذکیر و تانیث میں اور افراد' تثنیہ' جمع میں بھی تابع ہوگی۔

اگر منعوت مذکر ہو تو نعت بھی مذکر ہوگی' جیسے: رَاَیْتُ مُحَمَّدًا العَاقلَ. اگر منعوت مؤنث ہو تو نعت بھی مؤنث ہوگی' جیسے: رَأَیتَ فَاطمةَ المُهَذَّبَةَ اور اگر منعوت مفرد ہو تو نعت بھی مفرد ہوگی جیسا کہ آپ نے ان دونوں مثالوں میں دیکھ لیا اور اگر منعوث مثنیٰ ہو تو نعت بھی مثنیٰ ہوگی' جیسے: رَاَیتُ مُحَمَّدَیْنِ العَاقِلَیْنِ اور اگر منعوت جمع ہو تو نعت بھی جمع ہوگی' جیسے: رَاَیتُ الرِّجَالَ العُقَلاءَ.

نعت سببی ہمیشہ مفرد ہوگی اگر چہ اس کا منعوت تثنیہ ہو یا جمع جیسے: رَاَیتُ الوَلَدَینِ العاقلَ ابوهما . رایت الاَوْلادَ العَاقِلَ ابوھم. نعت سببی تذکیر و تانیث میں اپنے مابعد کے تابع ہوگی' جیسے: رأیتُ البناتِ العاقِلَ اَبُوهُنَّ. رأیت الأولادَ العاقلةَ اُمُّهُم.

اس توضیح و تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ نعت حقیقی دس میں سے چار اشیاء میں اپنے منعوت کی تابع ہوگی۔

افراد تثنیہ اور جمع میں سے ایک' رفع' نصب اور جر میں سے ایک تذکیر و تانیث میں سے ایک۔اور تعریف و تنکیر میں سے ایک۔

نعت سببی پانچ اشیاء میں سے دو میں اپنے منعوت کے تابع ہوگی۔ رفع' نصب' اور جر میں سے ایک۔ تعریف و تنکیر میں سے ایک۔ اور نعت سببی اپنے بعد

والے مرفوع (معمول) کی دو۔ تذکیر و تانیث۔ میں سے ایک میں موافق ہوگی اور افراد، تثنیہ، جمع میں سے کسی چیز کے موافق نہ ہوگی بلکہ یہ ہمیشہ مفرد رہے گی (منعوت تثنیہ ہو یا جمع) وَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ عِلْمُہٗ اَتَمُّ۔

معرفہ اوراس کی اقسام

قَالَ: وَالْمَعْرِفَةُ خَمْسَةُ اَشْيَاءَ: اَلِاسْمُ الْمُضْمَرُ نَحْوُ: اَنَا وَ اَنْتَ وَالْاِسْمُ الْعَلَمُ نَحْوُ: زَيْدٌ وَمَكَّةُ، وَالْاِسْمُ الْمُبْهَمُ نَحْوُ: هٰذَا وهٰذِهِ وَ هٰؤُلَاءِ وَالْاِسْمُ الَّذِىْ فِيْهِ الالِف وَاللَّامُ نَحْوُ: الرَّجُلُ وَالْغُلَامُ، وَمَا اُضِيْفَ اِلٰى وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةِ.

''معرفہ پانچ اشیاء ہیں: اسم مضمر جیسے: اَنَا وَ اَنْتَ۔ اسم علم جیسے: زید اور مکۃ. اسم مبہم جیسے: ھذا، ھذہ، ھؤلاء. وہ اسم جس میں الف ولام ہو جیسے: الرجل و الغلام۔ اور جوان چاروں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔''

واقول: اسم کی دو قسمیں ہیں: اول: نکرہ، جس کا بیان عنقریب آ رہا ہے۔

ثانی: معرفہ، وہ لفظ جو معین چیز پر دلالت کرے، اس کی پانچ اقسام ہیں:

ا۔ مضمر یا ضمیر۔ وہ جو متکلم پر دلالت کرتی ہے، جیسے: اَنَا یا مخاطب پر جیسے: انت یا غائب پر جیسے: ھُوَ اس سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ ضمیر کی تین انواع ہیں:

نوع اول: جو متکلم پر دلالت کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے اور وہ دو کلمات ہیں، ایک اَنَا جو واحد متکلم کے لیے، دوسرا نَحْنُ جو اس متکلم کے لیے ہے جو اپنے آپ کی تعظیم مراد رکھے یا اس کے لیے جس کے ساتھ کوئی اور بھی ہو۔

نوع ثانی: جو مخاطب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کی گئی ہے اور وہ پانچ الفاظ ہیں جو یہ ہیں: أَنْتَ: تاء مفتوحہ کے ساتھ واحد مذکر مخاطب کے لیے، أَنْتِ تاء مکسورہ کے ساتھ واحد مؤنث مخاطب کے لیے، اَنْتُمَا: تثنیہ مذکر یا مؤنث مخاطب

ے لیے' اَنْتُمْ: جمع مذکر مخاطب کے لیے' اَنْتُنَّ: جمع مؤنث مخاطب کے لیے۔

نوع ثالث: جو غائب پر دلالت کرنے کے لیے وضع کی گئی ہو' وہ بھی پانچ الفاظ ہیں: هُوَ: واحد مذکر غائب کے لیے' هِيَ: واحد مؤنث غائب کے لیے۔ هُمَا مطلق تثنیہ غائب کے لیے مذکر ہو یا مؤنث۔ هُمْ جمع مذکر غائب کے لیے۔ هُنَّ جمع مؤنث غائب کے لیے۔

فاعل اور مبتداء و خبر کی بحث میں ضمیر کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

۲-علم' جو تکلم یا خطاب وغیرہ قرینہ کی حاجت کے بغیر معین چیز پر دلالت کرے' اس کی دو انواع ہیں' (ا) مذکر' جیسے: محمد' ابراهیم' جبل. اور (۲) مؤنث جیسے: فاطمة' زينب' مكة.

۳-اسم مبہم: اس کی دو انواع ہیں: اسم اشارہ اور اسم موصول۔

اسم اشارہ: وہ جو حسی یا معنوی اشارہ کے واسطہ کے ساتھ معین چیز پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہو' اس کے لیے معین الفاظ ہیں' وہ یہ ہیں: هٰذَا: مفرد مذکر کے لیے۔ هٰذِهٖ: مفرد مؤنث کے لیے۔ هٰذَانِ (رفعی حالت) اور هٰذَيْنِ (نصبی و جری حالت) تثنیہ مذکر کے لیے' هَاتَانِ یا هَاتَيْنِ: تثنیہ مؤنث کے لیے هٰؤُلَاءِ: مطلق طور پر جمع کے لیے۔

اسم موصول: جو اپنے بعد لازمی طور پر مذکور جملہ یا شبہ جملہ-یعنی صلہ- کے واسطہ کے ساتھ معین چیز پر دلالت کرے' صلہ ایسی ضمیر پر مشتمل ہو جو موصول کے مطابق ہو' اس ضمیر کو "عائد" کا نام دیا جاتا ہے۔ اسم موصول کے لیے بھی معین الفاظ ہیں' وہ یہ ہیں: اَلَّذِيْ: مفرد مذکر کے لیے. اَلَّتِيْ: مفرد مؤنث کے لیے۔ اَللَّذَانِ (رفعی حالت) اَللَّذَيْنِ (نصبی و جری حالت) تثنیہ مذکر کے لیے' اَللَّتَانِ یا اَللَّتَيْنِ: تثنیہ مؤنث کے لیے' اَلَّذِيْنَ جمع مذکر لیے اَللَّائِيْ: جمع مونث کے لیے۔

۴- جو الف ولام کے ساتھ آراستہ ہو یعنی معرف باللام: وہ اسم جس کے ساتھ ''الْ'' ملا ہوا ہو اور وہ اس کو تعریف کا فائدہ دے جیسے: الـرجـل، الکتاب، الغلام، الجارية.

۵- وہ اسم جو ان مذکورہ چاروں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو کر مضاف الیہ سے تعریف حاصل کرے جیسے: غُلَامُکَ، غُلَامُ مُـحَمَّدٍ، غلام هٰذَا الرَّجُلِ، غلامُ الَّذِیْ زَارَنَا اَمْسِ، غُلَامُ الْاُسْتَاذِ.

لفظ ''اللہ'' کے بعد اعرف المعارف ضمیر ہے، پھر علم، پھر اسم اشارہ، پھر اسم موصول، پھر معرف باللام اور پھر جو ان کی طرف مضاف ہو۔

مضاف، مضاف الیہ کے رتبہ میں ہوتا ہے سوائے اس کے جو ضمیر کی طرف مضاف ہو کہ وہ علم کے مرتبہ میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نکرہ

قَالَ: وَالنَّكِرَةُ: كُلُّ اسْمٍ شَائِعٍ فِيْ جِنْسِهٖ لَا يَخْتَصُّ بِهٖ وَاحِدٌ دُوْنَ آخَرَ وَتَقْرِيْبُهٗ: كُلُّ مَا صَلَحَ دُخُوْلُ الْاَلِفِ وَاللَّامِ عَلَيْهِ، نَحْوُ الرَّجُلِ وَالْفَرَسِ.

نکرہ ہر وہ اسم جو اپنے ہم جنسوں میں عام ہو ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مختص نہ ہو اس کی تقریبی تعریف (جس کے ساتھ اس کا مفہوم ذہن کے قریب ہو) ہر وہ لفظ جس پر الف ولام کا داخل ہونا درست ہو جیسے: الرجل. الفرس.

واقول: نکرہ وہ اسم ہے جو اپنے افرادِ جنس میں سے کسی خاص معین کے لیے وضع نہ کیا گیا ہو بلکہ علی سبیل البدلیت اس کا اطلاق ہر ایک پر درست ہو جیسے: رجل، امرأة. پہلے لفظ کا اطلاق ابناء آدم (علیہ السلام) میں سے ہر مذکر بالغ پر درست ہے۔ دوسرے لفظ کا اطلاق اولاد آدم (علیہ السلام) میں سے ہر مؤنث بالغہ پر

درست ہے۔

نکرہ کی علامت یہ ہے کہ اس پر أل داخل ہو کر اس میں تع[ریف پیدا] کرے جیسے: رجلٌ اس پر أل کا داخل ہونا درست ہے اور وہ اس میں تعریف ... بھی پیدا کر رہا ہے اسی طرح غلام، جارية، صبي، فتاة، معلم. آپ کہہ سکتے ہیں: الغلام، الجارية، الصبي، الفتاة، المعلم.

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں۔

(۱) الكتابُ جليسٌ مُمتِعٌ (کتاب مفید ہمنشیں ہے) (۲) اَلطَّالبُ المجتهدُ يُحِبُّه استاذُه (۳) الفتياتُ المهذَّباتُ يَخدُمنَ بِلادَهُنَّ (۴) شربتُ مِنَ الْمَاءِ العذبِ.

الجواب

۱- الكتابُ: مبتدا عامل معنوی ابتداء کے ساتھ مرفوع، اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔ جَلِيسٌ: مبتدا کی خبر، مبتدا کے ساتھ مرفوع، اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ۔ ممتع: جَلِيسٌ کی نعت (صفت)، مرفوع کی نعت مرفوع ہوتی ہے، اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔

۲- الطالب: مبتدا عامل ابتدا کے ساتھ مرفوع، رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ۔ اَلْمُجتَهِد: طالب کی نعت، مرفوع کی نعت مرفوع ہوتی ہے، رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔ يُحِبُّ: فعل مضارع ناصب اور جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع، اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہر ہے۔ ها: غائب کی ضمیر مفعول بہ، مبنی علی الضم محل نصب میں ہے۔ استاذ: يُحِبُّ کا فاعل مرفوع، رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے۔ استاذ مضاف، هاء مضاف الیہ، محل جر میں مبنی علی الضم، فعل اور فاعل مل کر محل رفع میں مبتدا (الطالب) کی خبر، مبتدا اور جملہ خبر کے

درمیان رابط يُحِبُّهُ، میں ضمیر منصوب ہے۔

۳۔ الفتيات: مبتدا عامل ابتدا کی وجہ سے مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ۔ المهذبات: فتیات کی نعت، مرفوع کی نعت مرفوع ہوتی ہے، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، يخدم: فعل مضارع مبنی علی السکون کیوں کہ نون نسوہ کے ساتھ متصل ہے۔ نون نسوہ فاعل، مبنی علی الفتح، محل رفع میں ہے۔ بلاد: يخدمُ کا مفعول بہ، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ بلاد مضاف، هن: جمع مؤنث غائب کی ضمیر مضاف الیہ، مبنی علی الفتح، محل جر میں ہے، فعل اور فاعل سے مل کر جملہ محل رفع میں الفتيات مبتدا کی خبر ہے۔ مبتدا اور جملہ خبر کے درمیان رابط يَخْدُمْنَ میں نون نسوہ ہے۔

۴۔ شرب: فعل ماضی، تاء ضمیر متکلم فاعل، مبنی علی الضم، محل رفع میں ہے، منْ حرف جر مبنی علی السکون، اس کا کوئی محل اعراب نہیں ہے، الماءِ: مِنْ کے ساتھ مجرور، اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے، جار اور مجرور شرب کے متعلق ہیں۔ العذب: مَاء کی صفت، مجرور کی صفت مجرور ہوتی ہے، اس کے جر کی علامت آخر میں کسرہ ظاہرہ ہے۔

حروف عطف

قال: (باب العطف) و حُرُوْفُ الْعَطْفِ عَشَرَةٌ وَ هِيَ: الوَاوُ وَالْفَاءُ، وَثُمَّ، وَ أَوْ، وَأَمْ، وَ بَلْ، وَ لاَ، وَ لَكِنْ، وَحَتّٰى فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ.

عطف کا بیان: حروف عطف دس ہیں، وہ یہ ہیں: واو، فاء، ثم، او، أم، بل، لا، لکن، حتی بعض مواضع میں۔

واقول: عطف کا لغوی معنی: اَلْمَيْلُ (مائل ہونا) مثلاً آپ کہتے ہیں: عَطَفَ فُلَانٌ عَلٰى فُلَانٍ يَعْطِفُ عَطْفًا: آپ کی مراد یہ ہے کہ وہ اس کی طرف

مائل ہوا اور اس پر مشفق و مہربان ہوا۔

اصطلاح میں عطف کی دو قسمیں ہیں: (۱) عطف بیان (۲) عطف نسق۔

عطف بیان: وہ جامد تابع جو معارف میں اپنے متبوع کا موضح اور نکرات میں اپنے متبوع کا مخصص ہوتا ہے' معارف میں عطف بیان کی مثال: جَاءَ نِیْ مُحَمَّدٌ اَبُوْکَ. ابوک: محمد کا عطف بیان' اور یہ دونوں معرفہ ہیں' دوسرا مثال میں اول کا موضح ہے۔ نکرات میں عطف بیان کی مثال: ﴿مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ﴾. صَدِیْدٍ: ماء کا عطف بیان' دونوں نکرہ ہیں' دوسرا مثال میں اول کا مخصص ہے۔

عطف نسق: وہ تابع ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عشرہ میں سے کوئی حرف عطف ہو' وہ حروف یہ ہیں:

۱- واو: یہ مطلق (دو چیزوں کو ایک حکم میں) جمع کرنے کے لیے ہے' اس کے ساتھ متقاربان (قریب الوصف) کا عطف جائز ہے' جیسے۔ جَاءَ مُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ جب دونوں ایک ساتھ آئے ہوں' اس کے ساتھ سابق کو متاخر پر معطوف کیا جاسکتا ہے' جیسے: جَاءَ عَلِیٌّ وَ مَحمودٌ. جب محمود کا آنا علی کے آنے سے پہلے ہو۔ اسی طرح اس کے ساتھ متاخر کو سابق پر معطوف کیا جاسکتا ہے' جیسے: جَاءَنِیْ عَلِیٌّ وَ محمَدٌ جب محمد کا آنا علی کے آنے سے متاخر ہو۔

۲- فاء: یہ ترتیب اور تعقیب کے لیے ہے. ترتیب کا یہ معنی ہے کہ ثانی' اول کے بعد ہے: تعقیب کا معنی یہ ہے کہ ثانی بلا مہلت (تاخیر) اول کے پیچھے ہے' جیسے: قَدِمَ الْفُرْسَانُ فَالْمُشَاةُ. جب گھوڑ سوار سابق ہوں اور فریقین کے آنے کے درمیان کوئی مہلت نہ ہو۔

۳- ثُمَّ: یہ ترتیب مع التراخی کے لیے ہے۔ ترتیب کا معنی بیان ہو چکا۔ تراخی کا معنی یہ ہے کہ اول اور ثانی کے درمیان مہلت (وقفہ) ہے' جیسے: اَرْسَلَ اللّٰہُ

مُوْسٰی ثُمَّ عِیْسٰی ثُمَّ مُحَمَّدًا عَلَیْهِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

۴- أوْ: تخییر یا اباحت کے لیے ہے' دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ تخییر کے ساتھ جمع (اکٹھا ہونا) ناجائز ہے اور اباحت کے ساتھ جمع جائز ہے۔ تخییر کی مثال: تَزَوَّجْ هِنْدًا أوْ أخْتَهَا. اباحت کی مثال: اُدْرُسِ الْفِقْهَ اَوِ النَّحْوَ آپ جانتے ہیں کہ شرعی لحاظ سے ہند اور اسکی بہن کا ایک آدمی کی زوجیت میں جمع ہونا ناجائز ہے اور اس بارے میں بھی آپ کو یقین ہے کہ فقہ اور نحو تعلیم میں جمع ہو سکتے ہیں۔

۵- أمْ: یہ حرف عطف ہمزہ استفہام کے بعد تعیین کی طلب کے لیے ہے' جیسے: اَدَرَسْتَ الْفِقْهَ اَمِ النَّحْوَ؟

۶- إمَّا: اس شرط کے ساتھ کہ اس سے پہلے اس کی مثل ایک اور اِمَّا موجود ہو' یہ دونوں معنوں میں اَوْ کی مثل ہے' جیسے: قوله تعالیٰ: ﴿فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ إِمَّا فِدَاءً﴾. تَزَوَّجْ إِمَّا هِنْدًا وَ إِمَّا أُخْتَهَا.

۷- بَلْ: یہ اضراب کے لیے ہے' مطلب یہ کہ ماقبل (معطوف علیہ) کو مسکوت عنہ کے حکم میں کر دیتا ہے' جیسے: مَا جَاءَ مُحَمَّدٌ بَلْ بَكْرٌ. اس کے ساتھ عطف کے لیے دو شرطیں ہیں۔ اول: یہ کہ اس کے ساتھ جو معطوف ہے وہ مفرد ہو جملہ نہ ہو' ثانی: یہ کہ اس سے پہلے استفہام نہ آئے۔

۸- لاَ: یہ مابعد (معطوف) سے اس نفس حکم کی نفی کر دیتا ہے' جو ماقبل کے لیے ثابت ہے' جیسے: جَاءَ بَكْرٌ لاَ خَالِدٌ.

۹- لٰكِنْ: یہ حرف عطف ماقبل کے حکم کی تثبیت پر دلالت کرتا ہے اور اس حکم کی ضد کو مابعد (معطوف) کے لیے ثابت کرتا ہے' جیسے: لاَ أُحِبُّ الْكَسَالٰى لٰكِنِ الْمُجْتَهِدِيْنَ. اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی یا نہی ضرور

آئے اور یہ کہ اس کے ساتھ معطوف مفرد ہو اور یہ کہ اس سے پہلے واؤ نہ ہو۔

۱۰- حَتّٰی یہ تدریج اور غایت کے لیے ہے: اَلتَّدْرِیْجُ :هُوَ الدَّلَالَـةُ عَلٰی انْقِضَاءِ الْحُكْمِ شَيْئًا فَشَيْئًا: یعنی آہستہ آہستہ انقضاء حکم پر دلالت کرنا‘ جیسے: يَمُوْتُ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ.

حتیٰ کبھی ابتدائیہ غیر عاطفہ ہوتا ہے‘ یہ اس وقت جب اس کے بعد جملہ ہو‘ جیسے: جَاءَ اَصْحَابُنَا حَتّٰی خَالِدٌ حَاضِرٌ. اور کبھی جارہ ہوتا ہے‘ جیسے: ﴿حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ اسی لیے مؤلف نے فرمایا: وَ حَتّٰی فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ یعنی حتیٰ بعض مقامات میں عاطفہ ہوتا ہے۔

حروف عطف کا حکم

قَالَ: فَاِنْ عَطَفْتَ عَلٰی مَرْفُوْعٍ رَفَعْتَ‘ اَوْ عَلٰی مَنْصُوْبٍ نَصَبْتَ‘ اَوْعَلٰی مَخْفُوْضٍ خَفَضْتَ‘ اَوْ عَلٰی مَجْزُوْمٍ جَزَمْتَ‘ تَقُوْلُ :قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو‘ وَرَاَيْتُ زَيْدًا وَعَمْرًا‘ وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَ عَمْرٍو‘ وَزَيْدٌ لَمْ يَقُمْ وَ لَمْ يَقْعُدْ.

اگر آپ مرفوع پر عطف ڈالیں گے تو (معطوف کو) رفع دیں گے یا منصوب پر تو نصب دیں گے‘ یا مخفوض (مجرور) پر تو جر دیں گے‘ یا مجزوم پر تو جزم دیں گے۔ جیسے: قَامَ زَيْدٌ و عَمْرٌو. وَرَاَيْتُ زَيْدًا وَعَمْرًا. وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَ عَمْرٍو. زيد لَمْ يَقُمْ وَ لَمْ يَقْعُدْ.

وَاَقُوْلُ :یہ دس حروف عاطفہ اپنے مابعد کو اپنے اعرابی حکم میں ماقبل کا تابع بنا دیتے ہیں‘ لہٰذا اگر متبوع مرفوع ہو تو تابع بھی مرفوع ہوگا۔ جیسے: قَابَلَنِيْ محمدٌ و خالدٌ. خالد‘ محمد پر معطوف ہے‘ مرفوع پر معطوف مرفوع ہوتا ہے‘ اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے اور اگر متبوع منصوب ہو تو تابع بھی منصوب ہوگا‘ جیسے :

قابلت محمدًا و خالدًا ۔ خالد' محمد پر معطوف ہے اور منصوب پر معطوف بھی منصوب ہوتا ہے' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ اگر متبوع مجرور ہو تو تابع بھی اسی طرح مجرور ہوگا' جیسے: مَرَرْتُ بمحمدٍ و خالدٍ ۔ خالد' محمد پر معطوف' مجرور پر معطوف بھی مجرور ہوتا ہے' اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے۔ اور اگر متبوع مجزوم ہو تو تابع بھی مجزوم ہوگا جیسے: لَمْ يَحْضُرْ خَالِدٌ اَوْ يُرْسِلْ رَسُوْلاً ۔ يرسل' يحضر پر معطوف ہے مجزوم پر معطوف بھی مجزوم ہوتا ہے' اس کے جزم کی علامت سکون ہے۔

ان امثلہ سے آپ پہچان گئے ہوں گے کہ اسم' اسم پر معطوف ہوتا ہے اور فعل' فعل پر معطوف ہوتا ہے۔

تدریب

۱۔ مَا رَأَيْتُ مُحَمَّدًا لٰكِنْ وَكِيْلَهُ'

مـــا : حرف نفی' مبنی علی السکون' اس کے لیے اعراب سے کوئی محل نہیں' رَأَيْـــتُ سے رَأَى فعل ماضی' مبنی بر فتح مقدر' جس کے ظہور سے مانع محل کا سکون کے ساتھ مشغول ہونا ہے' التاء: متکلم کی ضمیر فاعل' مبنی بر ضم محل رفع میں ہے' محمدا : مفعول بہ منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے' لـــكِنْ : حرف عطف' وكيل : محمد پر معطوف ہے' منصوب پر معطوف منصوب ہوتا ہے' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے' وکیل مضاف' ھاء ضمیر غائب مضاف الیہ' مبنی بر ضم محل جر میں ہے۔

۲۔ زَارَنَا اَخُوْكَ وَ صَدِيْقُهُ'

زَار: فعل ماضی مبنی بر فتح' اس کا محل اعراب کچھ نہیں' نـــا : مفعول بہ مبنی بر سکون محلاً منصوب ہے' أخــو : فاعل مرفوع' اس کے رفع کی علامت ضمہ سے نائب واؤ ہے کیوں کہ یہ اسماء خمسہ سے ہے' اخــو : مضاف کاف ضمیر مخاطب مضاف الیہ مبنی

بر فتح محلاً مجرور ہے' واؤ حرف عطف' صدیق :أخو پر معطوف' مرفوع پر معطوف مرفوع ہوتا ہے' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' صدیق : مضاف' ھاء ضمیر غائب مضاف الیہ' مبنی بر ضم محلاً مجرور ہے۔

۳۔ أخي یأکل و یشربُ کثیرًا.

أخ: مبتدا ابتدا کے ساتھ مرفوع' اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ مقدرہ اس کے ظہور سے محل کا حرکت مناسبہ کے ساتھ مشغول ہونا مانع ہے' اخ: مضاف یاء ضمیر متکلم مضاف الیہ' مبنی بر سکون محلاً مجرور' یأکل: فعل مضارع ناصب و جازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' اس میں ضمیر مستتر ھُوَ جو أخي کی طرف عائد ہے' فعل اور فاعل سے مل کر جملہ محل رفع میں مبتدا کی خبر ہے' جملہ خبر اور مبتدا کے درمیان رابط یأکل میں ھُوَ ضمیر مستتر ہے' واؤ حرف عطف ہے' یشرب: فعل مضارع یأکل پر معطوف' مرفوع پر مطعوف مرفوع ہوتا ہے' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے۔ کثیرا : یأکل کا مفعول بہ منصوب' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔

تاکید' اس کی انواع اور حکم

قَالَ: (باب التوکید) اَلتَّوْکِیْدُ: تَـابِعٌ لِلْمُؤَكَّدِ فِيْ رَفْعِهٖ وَ نَصْبِهٖ وَ خَفْضِهٖ وَ تَعْرِيْفِهٖ.

تاکید کا بیان: تاکید ایسا تابع ہے جو رفع' نصب' جر اور تعریف (معرفہ ہونے) میں اپنے مؤکَّد کا تابع ہو۔

وَاَقُوْلُ: تاکید- یا توکید- لغت میں اس کا معنی اَلتَّقْوِیَۃُ مضبوط کرنا۔ آپ کہتے ہیں: اَکَّدْتُ الشَّیْءَ یَا وَکَّدْتُهٗ اَیْضًا :اِذَا قَوَّیْتَهٗ: یعنی کسی چیز کی تقویت اور مضبوطی کے لیے اس لفظ کا استعمال ہوتا ہے' کبھی مہموز اور کبھی مثال واوی۔

نحویوں کی اصطلاح میں اس کی دو نوع ہیں: اول: تاکید لفظی۔ ثانی: تاکید معنوی۔

تاکید لفظی وہ جو تکرار لفظ اور بعینہٖ اس لفظ یا اس کے مترادف لفظ کے ساتھ ہو، برابر ہے کہ وہ اسم ہو، جیسے: جَاءَ مُحَمَّدٌ محمَّدٌ. یا فعل ہو، جیسے: جَاءَ جَاءَ مُحَمَّدٌ یا حرف ہو، جیسے: نَعَمْ نَعَمْ جَاءَ مُحمدٌ. جَاءَ حَضَرَ اَبُوْبَکرٍ. نَعَمْ جَیْرِ جَاءَ مُحَمَّدٌ۔

تاکید معنوی: وہ تابع ہے جو سہو یا توسع فی المتبوع کے احتمال کو رفع کرے اس کی توضیح یہ ہے کہ اگر آپ نے کہا: جَاءَ الْاَمِیْرُ احتمال ہے کہ آپ سے سہو ہو گیا ہو یا آپ نے کلام میں توسع سے کام لیا ہو، اور آپ کی غرض یہ ہو کہ امیر کا قاصد آیا، لیکن جب آپ یوں کہیں گے: جَاءَ الْاَمِیْرُ نفسُہ، یا یوں کہیں: جَاءَ الامِیْرُ عَیْنُہ، تو احتمال ختم ہو گیا اور سامع کو پختہ یقین ہو گیا کہ آپ کی مراد واقعی خود امیر کا آنا ہی تھا۔

اس تابع (تاکید) کا حکم یہ ہے کہ یہ اعراب میں اپنے متبوع کا موافق ہو گا اس طرح کہ اگر متبوع مرفوع ہو گا تو تابع بھی مرفوع ہو گا، جیسے: حَضَرَ خَالِدٌ نَفْسُہ، اگر متبوع منصوب ہو گا تو تابع بھی اس کی مثل منصوب ہو گا، جیسے: حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ کُلَّہ، اور اگر متبوع مجرور ہو گا تو تابع بھی اسی طرح مجرور ہو گا، جیسے: تَدَبَّرْتُ فِی الْکِتَابِ کُلِّہٖ. اسی طرح یہ تابع (تاکید) متبوع کی تعریف (معرفہ ہونے) میں بھی اس کی پیروی کرے گا، جیسا کہ آپ نے ان تمام امثلہ میں ملاحظہ کیا۔

تاکید معنوی کے الفاظ

قَالَ: وَیَکُوْنُ بِاَلْفَاظٍ مَعْلُوْمَةٍ، هِیَ: اَلنَّفْسُ، وَالْعَیْنُ، وَکُلٌّ وَ

أَجْمَعُ، وَ تَوَابِعُ أَجْمَعَ، وَ هِيَ أَكْتَعُ، وَأَبْتَعُ، وَأَبْصَعُ، تَقُوْلُ: قَامَ زَيْدٌ نَفْسُه، وَ رَأَيْتُ الْقَوْمَ كُلَّهُمْ، وَ مَرَرْتُ بِالْقَوْمِ أَجْمَعِيْنَ.

توکید معلوم و متعین الفاظ کے ساتھ ہوتی ہے، وہ یہ ہیں: نَفْسٌ، عَيْنٌ، كُلٌّ أَجْمَعُ، اور أَجْمَعُ کے توابع وہ یہ ہیں: أَكْتَعُ، ابتعُ، ابصعُ مثال: قَامَ زَيْدٌ نَفْسُه، رَأَيْتُ الْقَوْمَ كلّهم. مررت بالقومِ اجمعين.

واقول: تاکید معنوی کے لیے معین الفاظ ہیں، جن کو نحویوں نے کلام عرب میں تتبع کے ذریعہ معلوم کیا ہے، ان الفاظ میں سے نَفْسٌ اور عَيْنٌ: ان دونوں میں سے ہر ایک کا مؤکد کی جانب راجع ضمیر کی طرف مضاف ہونا واجب ہے، اگر مؤکد مفرد ہو تو ضمیر بھی مفرد ہوگی اور لفظ تاکید بھی مفرد ہوگا جیسے: جَاءَ عَلِيٌّ نَفْسُه، حَضَرَ بَكْرٌ عَيْنُه، اگر مؤکد جمع ہو تو وہ ضمیر بھی جمع ہوگی اور لفظ تاکید بھی جمع ہوگا، جیسے: جَاءَ الرِّجَالُ أَنْفُسُهُمْ. حَضَرَ الْكِتَابُ أَعْيُنُهُمْ. اور اگر مؤکد مثنیٰ ہو تو افصح یہ ہے کہ ضمیر مثنیٰ ہو اور لفظ تاکید جمع ہو، جیسے: حَضَرَ الرجلانِ أَنْفُسُهُمَا. جاء الكاتبان أَعْيُنُهُمَا.

الفاظ تاکید میں سے أَجْمَعُ: غالب (اکثر) طور پر اس لفظ کے ساتھ كُلٌّ کے بعد تاکید لائی جاتی ہے، غالب کی مثال قوله تعالى: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ﴾ اور غیر غالب کی مثال رجز پڑھنے والے کا قول:

إذا ظَلِلْتُ الدَّهْرَ أَبْكِيْ أَجْمَعَا

جس وقت کہ میں ہوں زمانہ بھر رونے والا۔

بسا اوقات زیادہ تاکید و تقویت کی ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت أَجْمَعُ کے بعد دوسرے الفاظ کو لایا جاتا ہے، وہ یہ ہیں: أكتع، أبتع، أبصع. یہ الفاظ بالاستقلال تاکید کے لیے مستعمل نہیں ہوتے، جیسے: جَاءَ الْقَوْمُ أَجْمَعُوْنَ،

أَكْتَعُوْنَ، أَبْتَعُوْنَ، أَبْصَعُوْنَ . واللہ اعلم۔

تدریب

۱۔ قَرأتُ الکتابَ کُلَّہ۔

قَـــرَأ: فعل ماضی، آخر میں فتح تقدیری پر مبنی جس کے ظہور سے کلمہ واحدہ جیسے کلمہ میں پے درپے چار حرکات کی کراہت کو دور کرنے کے لیے عارضی سکون کے ساتھ محل کا مشغول ہونا مانع ہے۔ التـــاء: متکلم کی ضمیر، فاعل ہے، مبنی علی الضم اور محلاً مرفوع ہے۔ اَلْکِتَاب: مفعول بہ منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔ کُـــلَّ: کتاب کی تاکید ہے، مصنوب کی تاکید بھی منصوب ہوتی ہے، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے، کـلّ: مضاف، الھـاء: غائب کی ضمیر مضاف الیہ ہے، مبنی بر ضم، محلاً مجرور ہے۔

۲۔ زَارَنَا الْوَزِیْرُ نَفْسُہ۔

زَار: فعل ماضی، مبنی بر فتح، اعراب میں اس کا کوئی محل نہیں، نَـــا: مفعول بہ، مبنی بر سکون محلاً منصوب ہے، الـوزیر: زار کا فاعل مرفوع ہے، اسکے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، نفس: وزیر کی تاکید ہے، مرفوع کی تاکید بھی مرفوع ہوتی ہے، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے، نفس مضاف، ھــاء غائب کی ضمیر مضاف الیہ ہے، مبنی برضمہ اور محلاً مجرور ہے۔

۳۔ سَلَّمْتُ عَلٰی أَخِیْکَ عَیْنِہٖ۔

سَلَّمْتُ: فعل اور فاعل، عَلٰی: حرف جر، مبنی علی السکون، اعراب میں اس کا کوئی محل نہیں، أخـی: عـلـی کے ساتھ مجرور، اس کے جر کی علامت ''یاء'' ہے جو کسرہ سے نائب ہے کیوں کہ یہ اسماء خمسہ سے ہے، أخــــی: مضاف، کاف ضمیر مخاطب مضاف الیہ، مبنی بر فتح، محلاً مجرور، عین: أخـی کی تاکید، مجرور کی تاکید مجرور ہوتی ہے اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے عین مضاف، ھا: ضمیر غائب مضاف الیہ، مبنی

بر کسر' محلاً مجرور۔

۴۔ جَآءَ رِجَالُ الْجَيْشِ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ.

جَآءَ: فعل ماضی' مبنی بر فتح' اعراب سے اس کا کوئی محل نہیں' رِجَالُ: فاعل مرفوع' اس کے رفع کی علامت آخر میں ضمہ ظاہرہ ہے' رجـــــــال مضاف' الجيش: مضاف الیہ مجرور اس کے جر کی علامت کسرہ ظاہرہ ہے' کل: رجال کی تاکید' مرفوع کی تاکید بھی مرفوع ہوتی ہے' اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ ہے' کُلَّ: مضاف' هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ مبنی بر سکون' محلاً مجرور' أجمعون: تاکید ثانی مرفوع' اس کے رفع کی علامت واؤ ہے جو ضمہ کی نائب ہے کیوں کہ یہ جمع مذکر سالم ہے۔

بدل اور اس کا حکم

قَالَ: اِذَا اُبْدِلَ اِسْمٌ مِنَ اسْمٍ اَوْ فِعْلٌ مِنْ فِعْلٍ تَبِعَه' فِيْ جَمِيْعِ اِعْرَابِه.

جب کوئی اسم کسی اسم کا بدل ہو' یا فعل کسی فعل کا بدل ہو تو وہ (بدل) اپنے تمام اعراب (کی حالتوں) میں اس (مبدل منہ) کا تابع ہوگا۔

وَاَقُوْلُ: بدل کا لغوی معنی عوض ہے۔ مثلاً آپ کہتے ہیں: اِسْتَبْدَلْتُ كَذَا بِكَذَا وَ اَبْدَلْتُ كَذَا مِنْ كَذَا' تُرِيْدُ اَنَّكَ اِسْتَعَضْتَه' مِنْهُ "میں نے فلاں چیز اس کے بدلے میں لی" یا "میں نے فلاں چیز اس کے بدلے میں دی" مراد یہی ہے کہ وہ چیز آپ نے اس سے کسی چیز کے عوض لی۔

نحویوں کی اصطلاح میں بدل: اَلتَّابِعُ الْمَقْصُوْدُ بِالْحُكْمِ بِلاَ وَاسِطَةٍ "وہ تابع جو بلا واسطہ حکم کے ساتھ مقصود ہوتا ہے۔"

اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اعراب میں مبدل منہ کا تابع ہوتا ہے۔ مطلب

یہ کہ اگر مبدل منہ مرفوع ہے تو بدل بھی مرفوع ہوگا' جیسے: حَضَرَ اِبْرَاهِيْمُ اَبُوْكَ. اگر مبدل منہ منصوب ہوگا تو بدل بھی منصوب ہوگا' جیسے: قَابَلْتُ اِبْرَاهِيْمَ اَخَاكَ. اگر مبدل منہ مجرور ہوگا تو بدل بھی مجرور ہوگا جیسے: اَعْجَبَنِيْ اَخْلَاقُ مُحَمَّدٍ خَالِكَ. اور اگر مبدل منہ مجزوم ہوگا تو بدل بھی مجزوم ہوگا' جیسے: مَنْ يَّشْكُرْ رَبَّه' يَسْجُدْ لَه' يَفُزْ.

بدل کی انواع

قَالَ: وَ هُوَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ: بَدَلُ الشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ' وَبَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْكُلِّ' وَ بَدَلُ الْاِشْتِمَالِ' وَبَدَلُ الْغَلَطِ' نَحْوُ قَوْلِكَ: قَامَ زَيْدٌ اَخُوْكَ' وَ اَكَلْتُ الرَّغِيْفَ ثُلُثَه'. وَ نَفَعَنِيْ زَيْدٌ عِلْمُه'. وَ رَاَيْتُ زَيْدًا الْفَرَسَ. اَرَدْتَ اَنْ تَقُوْلَ الْفَرَسَ فَغَلِطْتَ فَاَبْدَلْتَ زَيْدًا مِنْهُ.

بدل کی چار اقسام ہیں: بَدَلُ الشَّيْءِ' بَدَلُ الْبَعْضِ' وَبَدَلُ الْغَلَطِ جیسے: قَامَ زَيْدٌ اَخُوْكَ. وَ اَكَلْتُ الرَّغِيْفَ ثُلُثَه. وَ نَفَعَنِيْ زَيْدٌ عِلْمُه'. وَ رَاَيْتُ زَيْدًا الْفَرَسَ. ارادہ آپ کا الفرس کہنے کا تھا مگر آپ نے غلطی سے اس کے بدلے 'زَيْدًا' کہہ دیا۔

وَ اَقُوْلُ: بدل کی چار انواع ہیں:

۱۔ بدل کل: اس کا نام بدل المطابق بھی رکھا جاتا ہے' اس کا ضابطہ یہ ہے کہ بدل' مبدل منہ کا عین ہو' جیسے: زَارَنِيْ مُحَمَّدٌ عَمُّكَ.

۲۔ بدل بعض' اس کا ضابطہ یہ ہے کہ بدل' مبدل منہ کا جزء ہو خواہ وہ باقی سے قلیل ہو یا مساوی' یا اس سے اکثر ہو' جیسے: حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ ثُلُثَه'. یا نِصْفَه'. یا ثُلُثَيْهِ.

اس نوع میں واجب ہے کہ بدل' مبدل منہ کی طرف عائد ضمیر کی طرف

مضاف ہو جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

۳- بدل اشتمال: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ بدل اور مبدل منہ کے درمیان ایسا رابطہ و تعلق ہو جو کلیت اور جزئیت کا نہ ہو اس نوع میں بھی ضروری ہے کہ بدل کی اضافت ایسی ضمیر کی طرف ہو جو مبدل منہ کی طرف عائد ہو جیسے: اَعْجَبَتْنِی الْجَارِیَۃُ حَدِیْثُھَا. نَفَعَنِی الْاُسْتَاذُ حُسْنُ اَخْلَاقِہٖ.

۴- بدل الغلط اس نوع کی تین قسمیں ہیں:

(۱)۔۔۔ بدل البداء: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے مقصد کے مطابق کسی چیز کے متعلق کچھ کہہ دیا پھر آپ کے سامنے ظاہر ہوا کہ دوسری (صفت) اس سے افضل ہے تو آپ اس کی طرف مائل ہو کر وہ کہہ دیں مثلاً آپ نے کہا: ھٰذِہِ الْجَارِیَۃُ بَدْرٌ. پھر آپ نے اس کے بعد کہہ دیا: شَمْسٌ.

(۲)۔۔۔ بدل النسیان: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ پہلے آپ اپنی کلام کی بنیاد ظن پر رکھتے ہیں پھر آپ کو اس کی خطا کا علم ہو جاتا ہے تو آپ اس سے عدول (اعراض) کر جاتے ہیں مثلاً: آپ نے دور سے کسی چیز کا وجود دیکھا تو آپ نے اسے انسان گمان کیا اور آپ نے کہا: رَاَیْتُ انسانًا. پھر وہ چیز آپ کے قریب ہوئی تو آپ نے اسے گھوڑا پایا تو آپ نے کہہ دیا: فَرَسًا.

(۳)۔۔۔ بدل الغلط: اس کا ضابطہ یہ ہے کہ آپ کوئی کلام کرنا چاہتے ہیں سبقت لسانی سے آپ کچھ اور ہی کہہ گئے اس کے نطق (بولنے) کے بعد آپ اسی کلام کی طرف مائل ہو گئے جو پہلے آپ کہنا چاہتے تھے جیسے: رَاَیْتُ محمدًا الفَرَسَ.

منصوبات مع امثلہ

قَالَ: (مَنْصُوْبَاتُ الْاَسْمَآءِ) اَلْمَنْصُوْبَاتُ خَمْسَۃَ عَشَرَ، وَھِیَ:

اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ، وَالْمَصْدَرُ، وَظَرْفُ الزَّمَانِ، وَظَرْفُ الْمَكَانِ، وَالْحَالُ، وَالتَّمْيِيْزُ، وَالْمُسْتَثْنٰی، وَاِسْمُ لَا، وَالْمُنَادٰی، وَالْمَفْعُوْلُ مِنْ اَجْلِهٖ، وَالْمَفْعُوْلُ مَعَهٗ، وَخَبَرُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَ اسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَالتَّابِعُ لِلْمَنْصُوْبِ، وَهُوَ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ: النعت وَالْعَطْفُ وَالتَّوْكِيْدُ وَالْبَدَلُ.

اسماء منصوبات، منصوبات پندرہ ہیں، وہ یہ ہیں: مفعول بہٖ مصدر (یعنی مفعول مطلق)، ظرف زمان اور ظرف مکان (یعنی مفعول فیہ)، حال، تمییز، مستثنٰی، لا (نفی جنس) کا اسم، منادیٰ، مفعول لہٗ، مفعول معہٗ، کان اور اس کے نظائر کی خبر، اِنَّ و اخواتھا کا اسم، منصوب کا تابع، یہ چار اشیاء ہیں: نعت، عطف، تاکید، بدل۔

وَاَقُوْلُ: اسم پندرہ مواقع میں منصوب واقع ہوتا ہے، ہم ہر ایک پر تفصیلی کلام اس کے خاص باب میں ہی پیش کریں گے، جس طرح مرفوعات کے ابواب میں ہم نے یہی انداز اختیار کیا تھا۔ توضیح کی خاطر یہاں ہم تمام منصوبات کی مثالیں بیان کر رہے ہیں:

۱- جب (اسم) مفعول بہ واقع ہو۔ مثال: ﴿اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا﴾ میں نُوْحًا۔

۲- جب مصدر (یعنی مفعول مطلق) واقع ہو مثال: جَذِلَ مُحَمَّدٌ جَذَلاً (محمد خوش ہوا خوش ہونا) میں جَذَلاً۔

۳- ظرف مکان یا ظرف زمان (یعنی مفعول فیہ) واقع ہو مثال: جَلَسْتُ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ میں اَمَامَ الْاُسْتَاذِ ظرف مکان۔ حَضَرَ اَبِیْ یَوْمَ الْخَمِیْسِ میں یَوْمَ الْخَمِیْسِ ظرف زمان۔

۴- یہ کہ وہ تمییز واقع ہو، مثال: تَصَبَّبَ زَیْدٌ عَرَقًا میں عَرَقًا۔ (زید بہہ گیا از روئے پسینے کے)۔

۵- حال واقع ہو، مثال: ﴿فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا﴾ میں ضَاحِكًا۔

٦۔ مستثنیٰ واقع ہو، مثال حَضَرَ الْقَوْمُ اِلَّا محمدًا میں محمدًا۔

٧۔ لائے نفی جنس کا اسم واقع ہو، مثال: لَا طَالِبَ عِلْمٍ مَذْمُوْمٌ میں طَالِبَ عِلْمٍ۔

٨۔ منادیٰ واقع ہو، مثال: یَاعَبْدَ اللّٰہِ میں عَبْدَ اللّٰہِ۔

٩۔ مفعول لہ واقع ہو، مثال: عَنَّفَ الْاُسْتَاذُ التِّلْمِیْذَ تَاْدِیْبًا (استاد نے شاگرد کو سختی سے جھڑک دیا ادب سکھانے کے لیے) میں تَاْدِیْبًا۔

١٠۔ مفعول معہ واقع ہو، مثال: ذَاکَرْتُ وَالْمِصْبَاحَ (میں نے چراغ کے ساتھ مذاکرہ کیا) میں الْمِصْبَاحَ۔

١١۔ کَانَ اور اس کے نظائر میں سے کسی ایک کی خبر یا اِنَّ وَاَخَواتھا میں سے کسی ایک کا اسم واقع ہو، مثال: کَانَ اِبْرَاھِیْمُ صَدِیْقًا لِعَلِیٍّ میں صَدِیْقًا، کَانَ کی خبر۔ لیت مُحَمَّدًا یَزُوْرُنَا میں محمدًا لیت کا اسم۔

١٢۔ منصوب کی نعت (یعنی صفت) واقع ہو، مثال: صَاحَبْتُ محمدًا الفَاضِلَ۔ میں اَلْفَاضِلَ۔

١٣۔ منصوب پر معطوف واقع ہو، مثال: ضَرَبَ خَالِدٌ عَمْرًا وَ بَکْرًا میں بَکْرًا۔

١٤۔ منصوب کی تاکید واقع ہو، مثال: حَفِظْتُ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ میں کُلَّهٗ۔

١٥۔ منصوب سے بدل واقع ہو، مثال: ﴿قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ، نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا﴾ میں نِصْفَهٗ۔

مفعول بہ

قَالَ: (باب المفعول به) وَهُوَ: الْاِسْمُ الْمَنْصُوْبُ الَّذِیْ یَقَعُ عَلَیْهِ الْفِعْلُ، نَحْوُ قَوْلِکَ ضَرَبْتُ زَیْدًا، وَ رَکِبْتُ الْفَرَسَ۔

وہ اسم منصوب کہ جس پر فعل واقع ہو، جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا، رَکِبْتُ الْفَرَسَ۔

واقول: نحویوں کے نزدیک مفعول بہ کا اطلاق اس (لفظ) پر ہوتا ہے جو تین امور کا جامع ہو۔

اول: وہ اسم ہو فعل اور حرف مفعول بہ نہیں ہو سکتا۔

ثانی: وہ منصوب ہو مرفوع اور مجرور مفعول بہ نہیں ہو سکتے۔

ثالث: اس پر فاعل کا فعل واقع ہو اس پر فعل کے وقوع کا مطلب یہ ہے کہ فعل کا اس کے ساتھ تعلق ہو خواہ وہ تعلق بطور ثبوت ہو جیسے: فَهِمْتُ الدَّرْسَ یا بطور نفی ہو جیسے: لَمْ اَفْهَمِ الدَّرْسَ۔

مفعول بہ کی اقسام

قَالَ: وَهُوَ قِسْمَانِ: ظَاهِرٌ وَ مُضْمَرٌ: فَالظَّاهِرُ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ، وَالْمُضْمَرُ قِسْمَانِ: مُتَّصِلٌ وَ مُنْفَصِلٌ فَالْمُتَّصِلُ اِثْنَا عَشَرَ وَ هِيَ: ضَرَبَنِيْ وَضَرَبَنَا وَضَرَبَكَ وَضَرَبَكِ وَضَرَبَكُمَا وَضَرَبَكُمْ وَ ضَرَبَكُنَّ وَضَرَبَهُ وَضَرَبَهَا وَضَرَبَهُمَا وَضَرَبَهُمْ وَ ضَرَبَهُنَّ. وَالْمُنْفَصِلُ اِثْنَا عَشَرَ وَ هِيَ: إِيَّايَ، وَ إِيَّانَا وَ إِيَّاكَ وَ إِيَّاكِ، وَإِيَّاكُمَا وَ إِيَّاكُمْ وَ إِيَّاكُنَّ وَ إِيَّاهُ وَإِيَّاهَا وَإِيَّاهُمَا وَإِيَّاهُمْ وَإِيَّاهُنَّ.

مفعول بہ کی دو قسمیں ہیں: ظاہر اور مضمر؛ ظاہر وہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا، مضمر کی دو قسمیں ہیں، متصل اور منفصل، متصل بارہ ہیں۔ وہ یہ ہیں: ضَرَبَنِيْ وَضَرَبَنَا وَضَرَبَكَ وَضَرَبَكِ وَضَرَبَكُمَا وَضَرَبَكُمْ وَ ضَرَبَكُنَّ وَضَرَبَهُ وَضَرَبَهَا وَضَرَبَهُمَا وَضَرَبَهُمْ وَ ضَرَبَهُنَّ اور منفصل بھی بارہ ہیں، وہ یہ ہیں: إِيَّايَ، وَ إِيَّانَا وَ إِيَّاكَ وَ إِيَّاكِ، وَإِيَّاكُمَا وَ إِيَّاكُمْ وَ إِيَّاكُنَّ وَ إِيَّاهُ وَإِيَّاهَا وَإِيَّاهُمَا وَإِيَّاهُمْ وَإِيَّاهُنَّ:

واقول: مفعول بہ کی دو قسمیں بنتی ہیں: اول: ظاہر، ثانی: مضمر۔

آپ کو معلوم ہو چکا کہ ظاہر وہ ہے جو کسی قرینہ تکلم یا خطاب یا غائب کی حاجت کے بغیر اپنے معنی پر دلالت کرے اور مضمر وہ ہے جو ان قرائن ثلاثہ کے بغیر اپنے معنی پر دلالت نہ کر سکے۔ ظاہر کی مثال: ضَرَبَ مُحَمَّدٌ بَكْرًا. يَضْرِبُ خَالِدٌ عَمْرًا. قطف اسماعيلُ زَهْرَةً (اسماعیل نے شگوفہ توڑ لیا). يَقْطِفُ إِسْمَاعِيلُ زَهْرَةً.

مضمر منصوب کی دو قسمیں بنتی ہیں: متصل اور منفصل۔

متصل: وہ ہے جو کلام میں مبتدا نہ بنے اور اختیاری حالت میں اس کا إلَّا کے بعد واقع ہونا صحیح نہ ہو۔

منفصل: وہ ہے جو کلام میں مبتداء واقع ہو سکے اور اختیاری حالت میں إلَّا کے بعد اس کا وقوع درست ہو۔

متصل بارہ الفاظ ہیں:

١- اليــاء: یہ واحد متکلم کے لیے ہے اس کے اور فعل کے درمیان نون فاصل لانا واجب ہے جس کو نون وقایہ کہا جاتا ہے جیسے: أطَاعَنِي مُحَمَّدٌ. يطيعني بكرٌ. أطِعْنِي يابكرُ.

٢- نَا: یہ متکلم مع الغیر کے لیے یا اس کے لیے جو اپنی تعظیم مراد رکھے جیسے: أطَاعَنَا أبْنَاءُ نَا.

٣- کاف مفتوحہ: یہ واحد مذکر مخاطب کے لیے ہے جیسے: أطَاعَكَ ابْنُكَ.

٤- کاف مکسورہ: یہ واحد مؤنث مخاطب کے لیے ہے جیسے: أطَاعَكِ ابْنُكِ.

٥- وہ کاف جس کے ساتھ میم اور الف متصل ہو یہ تثنیہ مخاطب کے لیے ہے جیسے: أطَاعَكُمَا.

٦- وہ کاف جس کے ساتھ اکیلی میم متصل ہو یہ جمع مذکر مخاطب کے لیے

ہے: اَطَاعَکُمْ.

۷- وہ کاف جس کے ساتھ نون مشدد متصل ہو' یہ جمع مؤنث مخاطب کے لیے ہے' جیسے: اَطَاعَکُنَّ.

۸- ھاء مضمومہ' یہ واحد مذکر غائب کے لیے ہے' جیسے: اَطَاعَهٗ.

۹- ھاء جس کے ساتھ الف متصل ہو' یہ واحد مؤنث غائب کے لیے ہے' جیسے: اَطَاعَهَا.

۱۰- ھاء جس کے ساتھ میم اور الف متصل ہو' یہ مطلق طور پر مثنیٰ غائب کے لیے ہے' جیسے: اَطَاعَهُمَا.

۱۱- ھاء جس کے ساتھ اکیلی میم متصل ہو' یہ جمع مذکر غائب کے لیے ہے' جیسے: اَطَاعَهُمْ.

۱۲- ھاء جس کے ساتھ نون مشدد متصل ہو' یہ جمع مؤنث غائب کے لیے ہے: جیسے اَطَاعَهُنَّ.

منفصل کے لیے بھی بارہ الفاظ ہیں' وہ یہ ہیں (۱)۔ اِیَّـا: اس کے ساتھ یاء ملائی ہوئی ہو تو واحد متکلم کے لیے۔ (۲)۔ نَـا: ملایا ہو تو جمع متکلم کے لیے' یا ایک کے لیے جب کہ مراد اپنی تعظیم ہو۔ (۳)۔ کاف مفتوحہ ملا ہو تو واحد مذکر مخاطب کے لیے' (۴)۔ کاف مکسورہ ملا ہو تو واحد مؤنث مخاطب کے لیے' باقی کی پہچان آپ پر مخفی نہ رہے گی۔ ان شاء اللہ۔

صحیح بات یہی ہے کہ ضمیر صرف ''اِیَّـــا'' ہے اور جو اس کے بعد ہے وہ لواحق (ملحقات) ہیں جو تکلم یا خطاب یا غیبت پر دلالت کرتے ہیں' جیسے: اِیَّایَ أَطَاعَ التَّلَامِيْذُ. مَا أَطَاعَ التَّلَامِيْذُ اِلَّا اِيَّایَ. ﴿اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ﴾. ﴿أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ﴾.

مصدر

قَالَ : (بابُ المصدر) اَلْمَصْدَرُ هُوَ الْإِسْمُ ' الْمَنْصُوْبُ 'الَّذِیْ يَجِيْیءُ ثَالِثًا فِیْ تَصْرِيْفِ الْفِعْلِ ' نحو :ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا.

مصدر کا بیان' مصدر وہ اسم منصوب جو فعل کی گردان میں تیسری جگہ واقع ہو۔ جیسے :ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا.

واقول :مؤلف نے مصدر کی یوں تعریف کی ہے کہ وہ "جو فعل کی گردان میں تیسرے نمبر پر آئے" اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ کو کوئی کہے کہ ضَرَبَ کی گردان کیجیے' تو آپ پہلے ماضی ذکر کریں گے' پھر مضارع لائیں گے اور پھر مصدر' مثلاً ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَرْبًا.

یہاں مصدر لذاتہ کی تعریف مراد نہیں بلکہ مفعول مطلق کی تعریف مقصود ہے وہ بھی مصدر ہی ہوتا ہے۔ جس کو آپ یوں تعبیر کر سکتے ہیں: مَا لَيْسَ خَبَرًا مِمَّا دَلَّ عَلٰى تَاكِيْدِ عَامِلِهٖ أَو نَوْعِهٖ أَوْ عَدَدِهٖ. جو خبر نہ ہو بلکہ اپنے عامل کی تاکید نوعیت وکیفیت یا تعداد پر دلالت کرے۔

لَيْسَ خَبَرًا کی قید نے ان مصادر کو نکال دیا جو خبر واقع ہوں جیسے: فَهْمُكَ فَهْمٌ دَقِيْقٌ.

مِمَّا دَلَّ ... یہ قول بتا رہا کہ مفعول مطلق کی تین انواع ہیں۔

اول: جو اپنے عامل کی تاکید کرتا ہے' جیسے: حَفِظْتُ الدَّرْسَ حِفْظًا. فَرِحْتُ بِقُدُوْمِكَ جَذْلاً. (میں تیری آمد پر خوش ہوں خوش ہونا)۔

ثانی: جو اپنے عامل کی نوعیت وکیفیت کو بیان کرتا ہے' جیسے: اَحْبَبْتُ اُسْتَاذِیْ حُبَّ الْوَلَدِ أَبَاهُ. وَقَفْتُ لِلْاُسْتَاذِ وُقُوْفَ الْمُؤَدَّبِ (میں استاذ کے لیے کھڑا ہوا ادب واخلاق سکھائے ہوئے کے کھڑا ہونے کی مانند)۔

ثالث: جو اپنے عامل کی تعداد کو بیان کرتا ہے' جیسے: ضَرَبْتُ الْكَسُوْلَ ضَرْبَتَيْنِ. وَ ضَرَبْتُهُ' ثَلَاثَ ضَرَبَاتٍ.

مفعول مطلق کی انواع

قَالَ: وَهُوَ قِسْمَانِ: لَفْظِيٌّ وَ مَعْنَوِيٌّ' فَإِنْ وَافَقَ لَفْظُهُ' لَفْظَ فِعْلِهِ فَهُوَ لَفْظِيٌّ' نَحْوُ: قَتَلْتُهُ' قَتْلاً' وَ إِنْ وَافَقَ مَعْنَى فِعْلِهِ دُوْنَ لَفْظِهِ فَهُوَ مَعْنَوِيٌّ' نَحْوُ: جَلَسْتُ قُعُوْدًا' قُمْتُ وُقُوْفًا' وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

مصدر کی دو قسمیں: لفظی اور معنوی' اگر مصدر کے الفاظ اس کے فعل کے الفاظ کے موافق ہوں تو وہ (مصدر) لفظی ہے جیسے: قَتَلْتُهُ' قَتْلاً اگر مصدر الفاظ کی بجائے اپنے فعل کے معنی کے موافق ہو تو وہ معنوی ہے' جیسے: جَلَسْتُ قُعُوْدًا' قُمْتُ وُقُوْفًا اس کے مشابہ کو اسی طرح سمجھ لو۔

واقول: مصدر جو مفعول مطلق ہونے کی بنیاد پر منصوب ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

قسم اول: جو اپنے ناصب فعل کی اس کے لفظوں میں موافقت کرے اس طرح کہ وہ فعل کے حروف پر مشتمل ہو' اسی طرح اس کے معنی میں بھی موافق ہو کہ جو فعل کا معنی و مراد ہے' وہی مصدر کا معنی مراد ہو' جیسے: قَعَدْتُ قُعُوْدًا. ضَرَبْتُهُ' ضَرْبًا. ذَهَبْتُ ذَهَابًا. اسی طرح دیگر مثالیں۔

قسم ثانی: جو اپنے ناصب فعل کی اس کے معنی میں موافقت کرے' اس کے حروف میں اس کی موافقت نہ کرے' اس طرح کہ حروف مصدر' حروف فعل کے علاوہ ہوں' جیسے: جَلَسْتُ قُعُوْدًا جو جَلَسَ کا معنی ہے وہی قُعُوْدًا کا معنی ہے' جب کہ دونوں کلمات کے حروف ایک جیسے نہیں ہیں۔ اسی کی مثل یہ مثالیں: فَرِحْتُ جَذَلاً. ضَرَبْتُهُ' لَكْمًا (میں نے اسے مارا گھونسہ مارنا). أَهَنْتُهُ' إِحْتِقَارًا (میں نے اسے

حقیر جانا حقیر جانتا)۔ قُمْتُ وُقُوْفًا۔ اسی طرح دیگر مثالیں: وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ أَعْلَمُ۔

ظرف زمان اور ظرف مکان

قَالَ: (باب ظرف الزمان وظرف المکان) ظَرْفُ الزَّمَانِ هُوَ: اِسْمُ الزَّمَانِ الْمَنْصُوْبُ بِتَقْدِیْرِ "فِیْ" نَحْوُ الْیَوْمَ وَاللَّیْلَةَ وَغُدْوَةً وَبُکْرَةً وَسَحَرًا وَ غَدًا وَعَتَمَةً وَ صَبَاحًا وَ مَسَاءً وَاَبَدًا وَاَمَدًا وَ حِیْنًا وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِکَ۔

ظرف زمان اور ظرف مکان کا بیان' ظرف زمان وہ اسم زمان جو "فی" کو مقدر ماننے کے ساتھ منصوب ہوتا ہے' جیسے: اَلْیَوْمَ وَاللَّیْلَةَ وَغُدْوَةً وَبُکْرَةً وَسَحَرًا وَ غَدًا وَعَتَمَةً وَ صَبَاحًا وَ مَسَاءً وَاَبَدًا وَاَمَدًا وَ حِیْنًا"

واقول: ظرف کا لغوی معنی: اَلْوِعَاءُ برتن۔ نحاۃ کے عرف میں اس سے مراد مفعول فیہ ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں: اول ظرف زمان۔ ثانی: ظرف مکان۔

ظرف زمان: وہ اسم ہے جو زمان پر دلالت کرے اور ایسے لفظ کے ساتھ منصوب ہو جو اس معنی پر دلالت کرے جو اس زمان میں واقع ہونے والا معنی ہو' اس کے ساتھ ظرفیت پر دلالت کرنے والے "فی" کے معنی کا بھی وہاں لحاظ ہوتا ہے۔ جیسے: صُمْتُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ۔ یوم الاثنین ظرف زمان مفعول فیہ۔ یہ صُمْتُ کی وجہ سے منصوب ہے' یہ عامل معنی صیام پر دلالت کرنے والا ہے' یہاں "فی" کے معنی کا لحاظ کر کے مطلب یہ ہوا کہ "روزے کا وجود یوم الاثنین میں ظاہر ہوا۔" بخلاف اس کے یَخَافُ الْکَسُوْلُ یَوْمَ الْاِمْتِحَانِ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ نفس یوم الامتحان سے ڈرتا ہے' اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ اس دن میں واقع ہونے والی چیز سے ڈرتا ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ زمان کی دو قسمیں ہیں: اول: مختص۔ ثانی: مبہم

مختص: وہ ہے جو زمان کی محدود و معین مقدار پر دلالت کرے۔

مبہم: وہ ہے جو زمان کی غیر محدود و غیر معین مقدار پر دلالت کرے۔

مختص کی مثال: الشهر' السنة' اليوم' العام' الاسبوع.

مبہم کی مثال: اللحظة' الوقت' الزمان' الحين.

ان دونوں قسموں کا مفعول فیہ ہونے کی بنیاد پر منصوب ہونا جائز ہے۔

مؤلف نے زمان پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے بارہ الفاظ کا ذکر کیا ہے:

۱- الیوم: یہ لفظ طلوع فجر سے غروب شمس تک کے وقت کے لیے ہے جیسے:
صُمْتُ الْيَوْمَ . صُمْتُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ. صُمْتُ يَوْمًا طَوِيْلاً.

۲- اَللَّيْلَةَ: یہ غروب شمس سے طلوع فجر تک کے وقت کے لیے ہے' جیسے اِعْتَكَفْتُ اللَّيْلَةَ الْبَارِحَةَ. اِعْتَكَفْتُ لَيْلَةً . اِعْتَكَفْتُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ.

۳- غُدْوَةً: یہ لفظ صلاۃ فجر اور طلوع شمس کے درمیانی وقت کے لیے ہے' جیسے:
زَارَنِيْ صَدِيْقِيْ غُدْوَةَ الاَحَدِ. یا زَارَنِيْ غُدْوَةً.

۴- بُكْرَةً: یہ دن کے اول وقت کے لیے ہے جیسے: اَزُوْرُكَ بُكْرَةَ السَّبْتِ.
اَزُوْرُكَ بُكْرَةً.

۵- سَحَرًا: یہ فجر سے تھوڑا پہلے رات کے آخری وقت کے لیے ہے: ذَاكَرْتُ دَرْسِيْ سَحَرًا.

۶- غَدًا: یہ لفظ جس دن میں آپ ہیں اس کے بعد والے دن کا نام ہے' جیسے:
اِذَا جِئْتَنِيْ غَدًا اَكْرَمْتُكَ.

۷- عَتَمَةً: یہ رات کے ثلث اول کا نام ہے' جیسے: سَاَزُوْرُكَ عَتَمَةً.

۸- صَبَاحًا: یہ رات کے نصف ثانی کے اول سے شروع ہو کر زوال تک جانے والے وقت کا نام ہے، جیسے: سَافَرَ اَخِیْ صَبَاحًا.

۹- مَسَاءً: یہ زوال سے شروع ہو کر نصف شب تک ممتد وقت کا نام ہے، جیسے: وَصَلَ الْقِطَارُ بِنَا مَسَاءً.

۱۰، ۱۱- اَبَدًا. اَمَدًا: یہ اس زمان مستقبل کے نام ہیں کہ جن کی انتہاء کی کوئی حد نہیں، جیسے: لاَ اَصْحَبُ الْاَشْرَارَ اَبَدًا. لاَ اَقْتَرِفُ الشَّرَّ اَمَدًا. (میں برائی کا ارتکاب کبھی نہ کروں گا)۔

۱۲- حِیْنًا: یہ اس زمان مبہم کا نام ہے کہ جس کی ابتداء اور انتہاء غیر معلوم ہے، جیسے: صَاحَبْتُ عَلِیًّا حِیْنًا مِّنَ الدَّهْرِ.

ان کے مشابہ زمان پر دلالت کرنے والا ہر اسم انھیں کے ساتھ ملحق ہوگا، اگر چہ وہ مختص ہو، جیسے: ضَحْوَةٌ، ضُحًی یا مبہم ہو، جیسے: وقت، لحظة، زمان، بُرْهَةً یہ اور ان کے مماثل دیگر الفاظ ان سب کو مفعول فیہ کی بنیاد پر نصب دینا جائز ہے۔

ظرفِ مکان

قَالَ: وَ ظَرْفُ الْمَكَانِ هُوَ: اِسْمُ الْمَكَانِ الْمَنْصُوْبُ بِتَقْدِيْرِ "فِیْ" نَحْوُ: اَمَامَ، وَ خَلْفَ، وَ قُدَّامَ، وَ وَرَاءَ، وَ فَوْقَ، وَ تَحْتَ، وَعِنْدَ، وَ إِزَاءَ، وَ حِذَاءَ، وَ تِلْقَاءَ، وَ ثَمَّ، وَ هُنَا، وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ.

ظرف مکان وہ اسم مکان ہے جو "فی" کو مقدر ماننے کے ساتھ منصوب ہو، جیسے: اَمَامَ، وَ خَلْفَ، وَ قُدَّامَ، وَ وَرَاءَ، وَ فَوْقَ، وَ تَحْتَ، وَعِنْدَ، وَ إِزَاءَ، وَ حِذَاءَ، وَ تِلْقَاءَ، وَ ثَمَّ، وَ هُنَا.

وَاَقُوْلُ: آپ گزشتہ سبق میں ظرف زمان اور اس کی دونوں قسموں۔ مختص اور مبہم۔ کی پہچان کر چکے، اسی طرح مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے دونوں کے منصوب

ہونے کے جواز کو معلوم کر چکے ہیں۔

اب یہاں یہ بھی سمجھ لیجیے کہ ظرف مکان اس اسم کا نام ہے جو مکان پر دلالت کرنے والا ہو اور اس لفظ کے ساتھ منصوب ہو جو اس معنی پر دلالت کرنے والا ہو جو اس مکان میں واقع ہونے والا معنی ہو اس کے ساتھ ساتھ ظرفیت پر دلالت کرنے والے ''فی'' کے معنی کا بھی وہاں لحاظ ہوتا ہے۔

یہ بھی دو قسموں -مختص اور مبہم- کی طرف منقسم ہوتا ہے:

مختص: مَالَهُ صُوْرَةٌ وَحُدُوْدٌ مَحْصُوْرَةٌ : جس کی کوئی شکل وصورت ہو اور محدود حدود ہوں۔ جیسے: الدار ' المسجد' الحديقة' البستان.

مبہم: وہ جس کی نہ کوئی صورت ہو اور نہ ہی حدود محدود ہوں جیسے: وراء . أمام.

ان دونوں قسموں میں سے صرف دوسری قسم -مبہم- کا مفعول فیہ کی بنیاد پر منصوب ہونا جائز ہوتا ہے' لیکن پہلی قسم -مختص- تو اس کو مراد پر دلالت کرنے والے حرف جر کے ساتھ جر دینا واجب ہوتا ہے' جیسے: اعتكفت في المَسْجِدِ' زُرْتُ عَلِيًّا فِيْ دَارِهِ.

مؤلف نے مکان پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے تیرہ لفظوں کا ذکر کیا ہے:

۱- امامَ' مثال: جَلَسْتُ اَمَامَ الأستاذِ مُؤَدَّبًا.

۲- خَلْفَ' مثال: سَارَ الْمُشَاةُ خَلْفَ الرُّكْبَانِ.

۳- قُدَّامَ' مثال: مَشَى الشُّرْطِيُّ قُدَّامَ الاَمِيْرِ.

۴- وَرَاءَ' مثال: وَقَفَ الْمُصَلُّوْنَ بَعْضُهُمْ وَرَاءَ بَعْضٍ.

۵- فَوْقَ' مثال: جَلَسْتُ فَوْقَ الْكُرْسِيِّ.

۶- تَحْتَ' مثال: وَقف القِطُّ تَحْتَ الْمَائِدَةِ.

۷- عِنْدَ' مثال: لِمُحَمَّدٍ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ الاستاذِ.

۸- مَعَ' مثال: سَارَ مَعَ سُلَيْمَانَ اَخوهُ.

۹- اِزاءَ' مثال: لَنَا دَارٌ اِزَاءَ النِّيلِ.

۱۰- حِذَاءَ' مثال: جَلَسَ اَخِيْ حِذَاءَ اَخِيكَ.

۱۱- تِلْقَاءَ' مثال: جلس أخي تِلْقَاءَ دَارِ أخيك.

۱۲- ثَمَّ' مثال: قوله تعالىٰ: ﴿وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ﴾

۱۳- هُنَا' مثال: جَلَسَ محمدٌ هُنَا لَحْظَةً.

مکان مبہم پر دلالت کرنے والا ہر لفظ انھیں کی مثل ہے' جیسے: يَـمِيْـنٌ. شِمَالٌ.

حال

قَالَ: (باب الحال) اَلْحَالُ هُوَ: الاِسْمُ' اَلْمَنْصُوْبُ' اَلْمُفَسِّرُ لما انْبَهَمَ مِنَ الْهَيْئَاتِ' نَحْوُ قَوْلِكَ: «جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا» و «رَكِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا» و «لَقِيْتُ عَبْدَاللهِ رَاكِبًا» وَ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ.

حال کا بیان' حال وہ اسم منصوب ہے جو مبہم اشیاء کی ہیئت (حالت) کو وضاحت سے بیان کرے' جیسے: «جَاءَ زَيْدٌ رَاكِبًا» و «رَكِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا» و «لَقِيْتُ عَبْدَاللهِ رَاكِبًا» اسی طرح دیگر مثالیں۔

واقول: حال کا لغوی مفہوم: مَا عَلَيْهِ الْاِنْسَانُ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ: وہ اچھی یا بری حالت جس پر انسان قائم ہو۔

اصطلاحی مفہوم: اِلاسْمُ' الْفَضْلَةُ' المنصوبُ' الْمُفَسِّرُ لِمَا انْبَهَمَ مِنَ الْهَيْئَاتِ: وہ اسم منصوب جو کلام میں فضلہ (زائد) واقع ہو کر مبہم اشیاء کی ہیئت (صفت) کو کھول کر بیان کرے۔

الاسم یہ قید اسم صریح کو شامل ہے' جیسے: جَاءَ مُحَمَّدٌ ضَاحِکًا میں ضَاحِکًا ۔ اسی طرح مؤول بالصریح کو بھی شامل ہے جیسے: جَاءَ مُحَمَّدٌ یَضْحَکُ میں یَضْحَکُ یہ ضَاحِکًا کی تاویل میں ہے۔ اسی طرح جَاءَ مُحَمَّد مَعَهُ' اَخُوْهُ یہ مُصَاحِبًا لأَخِیْهِ کی تاویل میں ہے۔

''الفضلة'' اس کا معنی یہ ہے کہ وہ کلام کا (مستقل) جزء نہیں ہوتا' اس قید کے ساتھ خبر خارج ہوگئی (کہ وہ کلام میں مستقل جزء ہوتی ہے)۔

''المنصوب'' اس قید کے ساتھ مرفوع اور مجرور اسم خارج ہوگیا۔

حال' فعل یا شبہ فعل- اسم فاعل' مصدر' ظرف' اسم اشارہ- کے ساتھ منصوب ہوتا ہے۔

اَلْمُفَسِّرُ لِمَا انْبَهَمَ مِنَ الْهَیْئَاتِ: اس کا معنی ومقصد یہ ہے کہ حال ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کی مخفی اور غیر واضح صفات کو وضاحت سے بیان کرتا ہے۔

حال کبھی فاعل کی صفت کا بیان ہوتا ہے' جیسے: جَاءَ عَبْدُاللهِ رَاکِبًا یا مفعول بہ کی صفت کا بیان ہوتا ہے جیسے: رَکِبْتُ الْفَرَسَ مُسْرَجًا اور کبھی ایک ساتھ دونوں کی صفت کو بیان کرنے کا احتمال رکھتا ہے' جیسے: لَقِیْتُ عَبْدَاللهِ رَاکِبًا.

جس طرح فاعل اور مفعول بہ سے حال آتا ہے۔ اسی طرح خبر سے بھی آجاتا ہے' جیسے: اَنْتَ صَدِیْقِی مُخْلِصًا. اسی طرح مجرور سے بھی آتا ہے' جیسے: مَرَرْتُ بِهِنْدٍ رَاکِبَةً اور اضافت کے باعث مجرور سے بھی آجاتا ہے' جیسے: اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا. حَنِیْفًا ابراہیم سے حال' ابراہیم: کسرہ کے نائب فتحہ کے ساتھ مجرور ہے کیوں کہ ملة اس کی طرف مضاف ہے۔

حال اور ذوالحال کی شروط

قَالَ: وَلَا یَکُوْنُ اِلَّا نَکِرَةً' وَلَا یَکُوْنُ اِلَّا بَعْدَ تَمَامِ الْکَلَامِ' وَ لَا

يَكُوْنُ صَاحِبُهَا اِلَّا مَعْرِفَةً .

"حال نکرہ ہی ہوتا ہے اور کلام کے کامل ہونے کے بعد ہوتا ہے اور ذوالحال معرفہ ہی ہوتا ہے۔"

واقـــول: حال کے بارے میں واجب ہے کہ وہ نکرہ ہو'اس کا معرفہ ہونا ناجائز ہے' جب کوئی ایسی ترکیب سامنے آئے کہ جس میں ظاہری طور پر حال معرفہ ہو' تو اس معرفہ کی نکرہ کے ساتھ تاویل ضروری ہے۔ جیسے: جَـــاءَ الْاَمِيـــرُ وَحـــدَهٗ' میں وَحـدَہٗ: الامیر سے حال ہے اور وہ ضمیر کی طرف اضافت کی وجہ سے معرفہ ہے' لیکن یہ نکرہ کی تاویل میں ہے یعنی: مُنْـفَـرِدًا گویا کہ آپ نے کہا: جَـاءَ الْاَمِيْرُ منفردًا. اسی جیسی مثال: اَرْسَـلَهَـا العِرَاکَ أی مُعْتَرِکَةً (اس نے ان کو اکٹھے چھوڑ دیا). جَاؤُوا الاوّلَ فَالأوَّلَ. أیْ : مُتَرَتِّبِيْنَ .

حال میں اصل یہ ہے کہ کلام مکمل ہونے کے بعد آئے' کلام کے مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فعل اپنے فاعل کو' اور مبتدا اپنی خبر کو اختیار کر لیں۔

بسا اوقات حال کو تمام اجزاء کلام پر مقدم کرنا واجب ہو جاتا ہے جیسا کہ جب حال' اسم استفہام ہو جیسے: کَيْفَ قَدِمَ عَلِیٌّ ' کَيْفَ اسم استفہام' مبنی علی الفتح' علیّ سے حال کی وجہ سے محل نصب میں ہے' اسم استفہام کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

ذوالحال میں یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ معرفہ ہو' لہٰذا مسوغ (مجوز قرینہ) کے بغیر اس کا نکرہ ہونا جائز نہیں ہے' اس صورت میں ذوالحال کا نکرہ آنا جائز ہو جاتا ہے کہ حال اس پر مقدم ہو جیسے شاعر کا قول:

لِـمَيَّةَ مُـوْحِشًــا طَـلَـلٌ يَـلُـوْحُ كَـأَنَّـهٗ خِـلَـلٌ

میہ کا خوفناک ٹیلہ ایسے ظاہر ہو رہا ہے جیسے دانتوں کے درمیان کھانے کے بقیہ ریزے۔

موحشا: طلل سے حال‘ طلل نکرہ ہے‘ وجہ جواز یہ ہے کہ حال ذوالحال سے مقدم ہے۔

اسی طرح جب نکرہ کی‘ اضافت یا وصف کے ساتھ تخصیص کر دی جائے تو اس سے ذوالحال آنا جائز ہو جاتا ہے جیسے قولہ تعالی: ﴿فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً﴾. سواء یہ اربعة نکرہ سے حال ہے‘ نکرہ سے ذوالحال اس لیے جائز ہوا کہ وہ مضاف ہے۔ وصف کی مثال شاعر کا قول:

نَجَّيْتَ يَارَبِّ نُوحًا وَاسْتَجَبْتَ لَهُ
فِي فُلُكٍ مَاخِرٍ فِي الْيَمِّ مَشْحُونًا

اے میرے رب! آپ نے نوح علیہ السلام کو نجات دی اور ان کی دعا قبول فرمائی دریا میں پانی کو چیرنے والی کشتی میں اس حال میں کہ وہ بھری ہوئی تھی۔

تدریب

مندرجہ ذیل دونوں جملوں کی ترکیب کیجیے۔

لَقِيَتْنِي هِنْدٌ بَاكِيَةً. لَبِسْتُ الثَّوْبَ جَدِيْدًا

الجواب

۱۔ لَقِيَ: فعل ماضی مبنی بر فتح‘ محلاً کچھ بھی نہیں واقع ہو رہا‘ تاء تانیث کی علامت‘ نون وقایہ کا‘ یاء: ضمیر متکلم مفعول بہ مبنی بر فتح‘ محلاً منصوب‘ هِنْدٌ: لَقِيَ کا فاعل مرفوع‘ اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ‘ بَاكِيَةً: حال جو فاعل کی ہیئت کو بیان کر رہا ہے‘ فتحہ ظاہرہ کے ساتھ منصوب ہے۔

۲۔ لَبِسَ: فعل ماضی‘ آخر میں فتح مقدر پر مبنی‘ جس کے ظہور سے کلمہ واحدہ میں پے در پے چار حرکات کی کراہت کو دور کرنے کے لیے لائے گئے سکون کے ساتھ محل کا مشغول ہونا مانع ہے۔ تاء: ضمیر متکلم فاعل مبنی بر ضم محلاً مرفوع‘ الثوب: مفعول بہ منصوب‘ اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے‘ جَدِيْدًا: حال جو مفعول کی

ہیئت کو بیان کر رہا ہے' منصوب ہے' اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔

تمییز

قال: (باب التمییز) اَلتَّمْیِیْزُ هُوَ: اَلْاِسْمُ ' اَلْمَنْصُوْبُ' اَلْمُفَسِّرُ لِمَا انْبَهَمَ مِنَ الذَّوَاتِ' نَحْوُ قَوْلِکَ «تَصَبَّبَ زَیْدٌ عَرَقًا » و« تَفَقَّأَ بَکْرٌ شَحْمًا » و «طَابَ مُحَمَّدٌ نَفْسًا » و « اشْتَرَیْتُ عِشْرِیْنَ کِتَابًا» و «مَلَکْتُ تِسْعِیْنَ نَعْجَةً » و« زَیْدٌ اَکْرَمُ مِنْکَ اَبًا » و « اَجْمَلُ مِنْکَ وَجْهًا».

تمییز کا بیان' تمییز وہ اسم منصوب جو ذوات سے ابہام کو کھول کر بیان کرے جیسے: «تَصَبَّبَ زَیْدٌ عَرَقًا » (زید بہہ پڑا پسینے سے) و« تَفَقَّأَ بَکْرٌ شَحْمًا» و «طَابَ مُحَمَّدٌ نَفْسًا » و « اشْتَرَیْتُ عِشْرِیْنَ کِتَابًا » و« مَلَکْتُ تِسْعِیْنَ نَعْجَةً » و« زَیْدٌ اَکْرَمُ مِنْکَ اَبًا» و « اَجْمَلُ مِنْکَ وَجْهًا».

واقول: لغت میں تمییز کے دو معنی ہیں' اول: اَلتَّفْسِیْرُ مُطْلَقًا: مطلق طور پر وضاحت سے بیان کرنا' تَقُوْلُ: مَیَّزْتُ کَذَا' تُرِیْدُ اَنَّکَ فَسَّرْتَه' یعنی تمییز بمعنی تفسیر ہے۔ ثانی: فَصْلُ بَعْضِ الْاُمُوْرِ عَنْ بَعْضٍ: بعض امور کو بعض سے علیحدہ وجدا کرنا' تَقُوْلُ: مَیَّزْتُ الْقَوْمَ' تُرِیْدُ اَنَّکَ فَصَلْتَ بَعْضَهُمْ عَنْ بَعْضٍ یعنی تمییز بمعنی فصل وتفصیل ہے۔

اصطلاحی تعریف: اَلِاسْمُ الصَّرِیْحُ ' المنصوبُ' الْمُفَسِّرُ لِمَا انْبَهَمَ مِنَ الذَّوَاتِ اَوِ النِّسَبِ. وہ اسم صریح منصوب جو ذوات اور نسبتوں سے ابہام کو دور کرے۔

الاسم: اس کا یہ مطلب ہے کہ تمییز' فعل یا حرف نہیں ہوگی۔

الصریح: یہ قید اسم مؤول کو خارج کرنے کے لیے ہے' کیوں کہ تمییز نہ جملہ

ہوتی ہے اور نہ ظرف' بخلاف حال کے' جیسا کہ اس کے باب میں گزرا۔

المفسر لما انبھم من الذوات او النسب: یہ قید اس چیز کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تمیز کی دو قسمیں ہیں: اول: تمیز ذات۔ ثانی: تمیز نسبت۔

تمییز الذات - اسے تمییز المفرد بھی کہا جاتا ہے۔ فَهُوَ مَا رَفَعَ اِبْهَامَ اسْمٍ مذكور قَبْلَهٗ، مُجْمَلِ الْحَقِيْقَةِ " جو ما قبل ذکر ہونے والے مجمل الحقیقہ (جس کی حقیقت میں اخفا واجمال تھا) اسم سے ابہام ختم کر دے۔" وہ عدد کے بعد ہوتی ہے جیسے: ﴿اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا﴾. ﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا﴾ یا مقادیر کے بعد ہوتی ہے جن کا تعلق وزنی چیزوں سے ہو جیسے: اِشْتَرَيْتُ رِطْلاً زَيْتًا یا کیلی (ماپ والی) چیزوں سے ہو جیسے: اِشْتَرَيْتُ اِرْدَبًّا قَمْحًا (میں نے ایک اردب (۲۴ صاع کا ایک بڑا پیمانہ) خریدی گندم سے) یا مساحت (پیمائش) والی چیزوں میں سے ہو جیسے: اِشْتَرَيْتُ فَدَّانًا اَرْضًا. (میں نے ایک فدان (چار سو مربع) خریدی زمین سے)۔

تمییز النسبة: اس کو تمیز الجملہ بھی کہتے ہیں: مَا رَفَعَ اِبْهَامَ نِسْبَةٍ فِيْ جُمْلَةٍ سَابِقَةٍ عَلَيْهِ "جو سابقہ جملہ میں نسبت کے ابہام کو رفع کرے۔" اس کی دو قسمیں ہیں' اول: محوّل' ثانی: غیر محول۔

محوّل کی تین انواع ہیں:

۱- محول عن الفاعل: (جو فاعل سے تبدیل ہو کر آئی ہو) جیسے: تَفَقَّأَ زَيْدٌ شَحْمًا. (زید پھٹا جا رہا ہے چربی سے) یہ جملہ اصل میں تَفَقَّأَ شَحْمُ زَيْدٍ تھا' مضاف - شحم - کو حذف کیا اور مضاف الیہ - زید - کو اس کے قائم مقام کر دیا' زید نے شحم کا رفع قبول کر لیا پھر مضاف محذوف - شحم - کو لایا گیا اور وہ تمیز کی بنیاد پر منصوب ہو گیا۔

۲- محول عن المفعول (جومفعول سے تبدیل ہوکرآئے) جیسے: قوله تعالیٰ: ﴿وَ فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُوْنًا﴾. اس کی اصل: و فجرنا عيون الأرضِ. اس میں بھی سابق مثال کی مانند کیا گیا۔

۳- محول عن المبتدا (جومبتدا سے تحویل ہوکرآئے) جیسے: ﴿اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً﴾ اس کی اصل: مَالِيْ أكثر من مَالك. مضاف-مال-کو حذف کیا اور مضاف الیہ-ضمیر یاء متکلم-کواس کے قائم مقام کیا اس نے رفعی حالت کو قبول کیا اور منفصل ہوگئی کیوں کہ یاء متکلم ضمیر متصل ہے جو کلام میں مبتداء واقع نہیں ہوتی، پھر مضاف محذوف-مال-کولایا گیا اور اس کو تمییز بنایا گیا، پھر یہ صورت سامنے آئی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

غیر محول: اس کی مثال: اِمْتَلأَ الإِنَاءُ مَاءً.

تمییز کی شروط

قَالَ: وَلاَ يَكُوْنُ اِلاَّ نَكِرَةً وَلاَ يَكُوْنُ اِلاَّ بَعْدَ تَمَامِ الْكَلاَمِ.

تمییز نکرہ ہی ہوتی ہے اور وہ بھی کلام کے مکمل ہونے کے بعد۔

واقول: تمییز کے لیے نکرہ ہونا شرط ہے، اس کا معرفہ ہونا جائز نہیں، لیکن شاعر کا قول:

رَأَيْتُكَ لَمَّا اَنْ عَرَفْتَ وُجُوهَنَا
صَدَدْتَّ وَطِبْتَ النَّفْسَ يَا قَيْسُ عَنْ عَمْرو

''میں نے تجھے دیکھا کہ تو ہمارے چہرے پہچان جانے کے بعد منہ پھیر گیا اور اے قیس! تو عمرو سے خوش ہوگیا دلی طور پر۔''

اس شعر میں ''النفس'' تمییز ہے۔ اس پر ''ال'' معرفہ (نکرہ کو معرفہ بنانے والا) نہیں کہ جس سے تمییز کا معرفہ ہونا لازم آئے بلکہ یہ ''ال'' زائدہ ہے جو

اپنے مدخول کو تعریف کا فائدہ نہیں دیتا۔ لہٰذا "النفس" نکرہ ہی ہے اور وہ ہماری ذکر کردہ شرط کے عین مطابق ہے۔

تمییز کا اپنے عامل سے مقدم آنا بھی ناجائز ہے بلکہ وہ تمام کلام کے بعد آتی ہے، یعنی جب فعل اپنے فاعل کو اور مبتدا اپنی خبر کو مکمل کر لے۔

تدریب

مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب کریں:

مُحَمَّدٌ اَكْرَمُ مِنْ خَالِدٍ نَفْسًا ، عِنْدِي عِشْرُوْنَ ذِرَاعًا حَرِيْرًا.

الجواب

۱۔ مُحَمَّدٌ: مبتدا (عامل معنوی) ابتدا کے ساتھ مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ، اَكْرَمُ: مبتدا کی خبر، متبدا (عامل لفظی) کے ساتھ مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ ظاہرہ، مِنْ خَالِدٍ: جار اور مجرور اَكْرَمُ کے متعلق نَفْسًا: تمییز نسبت، مبتدا سے محول، منصوب، اس کے نصب کی علامت فتحہ ظاہرہ ہے۔

۲۔ عِنْدَ: ظرف مکان محذوف (ثَابِتٌ، یا ثَبَتَ یا مَوْجُوْدٌ) کے متعلق ہو کر خبر مقدم، عِنْدَ: مضاف، یاء ضمیر متکلم مضاف الیہ، مبنی بر سکون، محلاً مجرور، عِشْرُوْنَ: مبتدا موخر، عامل معنوی ابتدا کے ساتھ مرفوع، اس کے رفع کی علامت ضمہ سے نائب واو ہے کیوں کہ یہ جمع مذکر سالم کے ساتھ ملحق ہے، ذِرَاعًا: عشرون کی تمییز، فتحہ ظاہرہ کے ساتھ منصوب، حَرِيْرًا: ذراع کی تمییز، فتحہ ظاہرہ کے ساتھ منصوب ہے۔

استثنا کا بیان

قال: (باب الاستثناء) وَ حُرُوْفُ الْاِسْتِثْنَاءِ ثَمَانِيَةٌ وَهِيَ: اِلَّا، وَغَيْرٌ، وَسِوًى، وَ سُوًى، وَ سَوَاءٌ، وَ خَلَا، وَ عَدَا، وَ حَاشَا.

استثناء کا بیان، حروف استثناء آٹھ ہیں: وہ یہ ہیں: اِلَّا، وَغَيْرٌ، وَسِوًى،

وَ سُوٰی، وَ سَوَآءٌ، وَ خَلاَ ، وَ عَدَا ، وَ حَاشَا.

واقول: استثناء کا لغوی معنی: مُطْلَقُ الْاِخْرَاجِ: مطلق طور پر کسی چیز کو نکال دینا۔"

نحاۃ کی اصطلاح میں استثناء: اَلْاِخْرَاجُ بِاِلَّا اَوْ اِحْدٰی اَخَوَاتِهَا، لِشَیْءٍ لَوْ لاَ ذٰلِکَ الْاِخْرَاجُ لَکَانَ دَاخِلاً فِیْمَا قَبْلَ الْأَدَاةِ: استثناء سے مراد یہ ہے کہ الا یا اس کے نظائر میں سے کسی کے ساتھ چیز کو نکال دینا' اگر یہ اخراج نہ ہوتا تو وہ (چیز) ضرور حرف استثناء کے ماقبل میں داخل ہوتی۔ مثال: نَجَحَ التَّلاَمِیْذُ اِلَّا عَامِرًا آپ نے اِلَّا عَامِرًا کہہ کر شاگردوں میں سے ایک -عامر- کو نکال دیا' اگر یہ اخراج نہ ہوتا تو عامر ضرور دوسرے تمام کامیاب ہونے والے تلامذہ میں داخل ہوتا۔

حروف استثناء کثیر تعداد میں ہیں' مؤلف نے ان میں سے آٹھ کا ذکر کیا ہے جن کو انھوں نے ذکر کیا ہے ان کی تین انواع ہیں:

نوع اول: وہ جو ہمیشہ حرف ہو' وہ اِلَّا ہے۔

نوع ثانی: جو ہمیشہ اسم ہوتے ہیں' وہ چار ہیں: سِوٰی' سین کے کسرہ اور الف مقصورہ کے ساتھ۔ سُوٰی : سین کے ضمہ اور الف مقصورہ کے ساتھ۔ سَوَاءٌ : سین کے فتحہ اور الف ممدودہ کے ساتھ اور غَیْرٌ۔

نوع ثالث: جو کبھی حرف ہوتے ہیں اور کبھی فعل' یہ تین الفاظ ہیں: خَلاَ، عَدَا، حَاشَا.

اِلَّا کے مستثنیٰ کا حکم

قَالَ: فَالْمُسْتَثْنٰی بِاِلَّا یُنْصَبُ إِذَا کَانَ الْکَلاَمُ تَامًّا مُوْجِبًا، نَحْوُ: «قَامَ الْقَوْمُ إِلَّا زَیْدًا» و «خَرَجَ النَّاسُ إِلَّا عَمْرًا» و إِنْ کَانَ الْکَلاَمُ مَنْفِیًّا تَامًّا جَازَ فِیْهِ الْبَدَلُ وَالنَّصْبُ عَلَی الْاِسْتِثْنَاءِ، نحو: «مَا قَامَ الْقَوْمُ

اِلَّا زَيْدٌ» و« اِلَّا زَيْدًا » وَ اِنْ كَانَ الْكَلَامُ نَاقِصًا كَانَ عَلٰى حَسَبِ الْعَوَامِلِ نَحْوُ «مَا قَامَ اِلَّا زَيْدٌ » و « مَا ضَرَبْتُ اِلَّا زَيْدًا » و «مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ».

جب کلام تام اور موجب ہو تو اِلَّا کے ساتھ مستثنیٰ منصوب ہوگا' جیسے: قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدًا. خَرَجَ النَّاسُ اِلَّا عَمْرًا. اور اگر کلام منفی اور تام ہو تو اس میں بدل اور استثنا کی بنیاد پر نصب ہوگا' جیسے: مَا قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَيْدٌ یا اِلَّا زَيْدًا. اور اگر کلام ناقص ہو تو وہ (مستثنیٰ) عوامل کے مطابق ہوگا' جیسے: مَا قَامَ اِلَّا زَيْدٌ. مَا ضَرَبْتُ اِلَّا زَيْدًا. مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ.

واقول: جان لیجیے کہ اِلَّا کے بعد واقع ہونے والے اسم کے تین احوال ہیں:

پہلی حالت: استثناء کی بنا پر نصب' دوسری حالت: اِلَّا کے ماقبل کا اتباع جائز ہوگا۔ اس بنا پر کہ وہ اس کا بدل ہے' اس کے ساتھ ساتھ استثناء کی بنا پر مستثنیٰ کا نصب بھی جائز ہوگا۔ تیسری حالت: اس کو اِلَّا کے ماقبل مذکور عامل کے تقاضا کے مطابق جاری کرنے کا وجوب۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ اِلَّا سے پہلے والی کلام یا تو وہ تام موجب ہوگی' یا تام منفی' وگرنہ وہ ناقص ہوگی اور وہ اس وقت منفی ہی ہوگی۔

کلام سابق کے تام ہونے کا یہ معنی ہے کہ اس میں مستثنیٰ منہ مذکور ہو اس کے ناقص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو۔ اس کے موجب ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس سے پہلے نفی یا شبہ نفی نہ ہو۔ شبہ نفی: نہی اور استفہام ہیں۔ منفی ہونے کا یہ معنی ہے کہ اس سے پہلے ان اشیاء۔ نفی' نہی' استفہام۔ میں سے کوئی ایک ہو۔

اگر کلام سابق تام اور موجب (مثبت) ہو تو اِلَّا کے بعد والے اسم کو استثناء

کی بنیاد پر نصب دینا واجب ہے' جیسے: قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ۔ خَرَجَ النَّاسُ اِلَّا عَمْرًا ۔ ان دونوں جملوں میں زَیْدًا اور عَمْرًا کلام تام سے مستثنیٰ ہیں کیوں کہ مستثنیٰ منہ -القوم- مذکور ہے پہلے جملہ میں اور الناس دوسرے میں۔ اس کے ساتھ ساتھ کلام بھی موجب ہے کیوں کہ اس سے پہلے نفی یا شبہ نفی نہیں ہے تو ان دونوں کو نصب واجب ہوا' یہ ہے پہلی حالت۔

اگر کلام سابق تام منفی ہو تو اس میں بدلیت کی بناء پر اتباع جائز ہے یا استثناء کی بنیاد پر نصب' جیسے: مَا قَامَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدٌ" ۔ زید کلام تام سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ مستثنیٰ منہ -القوم- مذکور ہے' اس کے ساتھ ساتھ کلام بھی منفی ہے کیوں کہ مـا نافیہ پہلے مذکور ہے' لہٰذا اس میں اتباع جائز ہے' آپ رفع کے ساتھ اِلَّا زَیْدٌ کہہ سکتے ہیں کیوں کہ مستثنیٰ منہ مرفوع ہے اور مرفوع کا بدل مرفوع ہوتا ہے اور قلیل طور پر استثناء کی بنیاد پر نصب بھی جائز ہوگا۔ لہٰذا آپ کہہ سکتے ہیں: اِلَّا زَیْدًا" یہ دوسری حالت کی وضاحت ہے۔

اور اگر کلام سابق ناقص اور منفی ہی ہو' تو مستثنیٰ اِلَّا کے ماقبل عامل کے تقاضا کے موافق ہوگا۔ لہٰذا اگر عامل فاعلیت کی بنیاد پر رفع کا تقاضا کرے گا تو آپ مستثنیٰ کو اس بناء پر رفع دیں گے' جیسے: مَا حَضَرَ اِلَّا عَلِیٌّ ۔ اور اگر عامل مفعولیت کی بنیاد پر نصب کا تقاضا کرے تو آپ مستثنیٰ کو اس وجہ سے نصب دیں گے' جیسے: مَا رَأَیْتُ اِلَّا عَلِیًّا ۔ اور اگر عامل حروف جر میں سے کسی حرف کے ساتھ جر کا تقاضا کرے تو آپ اس بناء پر اس کو جر دیں گے' جیسے: مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ ۔ یہ ہے تیسری حالت کی وضاحت۔

غیر واخواتھا کے ساتھ مستثنیٰ

قَالَ: وَالْمُسْتَثْنٰی بِسِوٰی ' وَسُوٰی وَ سَوَاءٍ وَغَیْرِ مَجْرُوْرٌ

لاَ غَیْرُ.

''سِوٰی ،سُوٰی ، سِوَاءٌ اور غَیْرٌ کے ساتھ مستثنیٰ مجرور ہی ہوگا۔''

واقول :ان چاروں حروف میں سے کسی ایک کے بعد واقع ہونے والے اسم کو اس کی طرف حرف کی اضافت کی وجہ سے جر دینا واجب ہوتا ہے، اور وہ حرف استثناء گزشتہ تفصیل کے مطابق اِلَّا کے بعد واقع ہونے والے اسم کا حکم خود لے گا، لہٰذا اگر کلام تام موجب ہو تو آپ اس حرف استثناء کو استثناء کی بنیاد پر وجوباً نصب دے دیں، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ . اگر کلام تام منفی ہو تو آپ اس کو ماقبل کا تابع بنا دیں یا اس کو نصب دے دیں، جیسے: مَایَزُوْرُنِی اَحَدٌ غَیْرُ الْاَخْیَارِ. یا غَیْرَ الْاَخْیَارِ . اور اگر کلام ناقص منفی ہو تو آپ اس حرف کو عوامل کے مطابق جاری کر دیں، جیسے: لاَ تَتَّصِلُ بِغَیْرِ الأخیارِ.

عدا واخواتها کا مستثنیٰ

قَالَ: وَالْمُسْتَثْنٰی بِخَلاَ ، وَعَدَا وَ حَاشَا ، یَجُوْزُ نَصْبُه، وَ جَرُّه، نَحْوُ: ((قَامَ الْقَوْمُ خَلاَ زَیْدًا، وَ زَیْدٍ))، ((وَعَدَا عَمْرًا ، وَ عَمْرٍو)) وَ ((حَاشَا بَکْرًا وَ بَکْرٍ)).

خَلاَ ، عَدَا اور حَاشَا کے ساتھ مستثنیٰ کو نصب اور جر دینا جائز ہوتا ہے، جیسے: قَامَ الْقَوْمُ خَلاَ زَیْدًا، یا زَیْدٍ. اور عَدَا عَمْرًا یا عَمْرٍو . اور حَاشَا بَکْرًا، یا بَکْرٍ.

واقول: جائز ہے کہ ان حروف ثلاثہ- خلا، عدا، حاشا - میں سے کسی حرف کے بعد واقع ہونے والے اسم کو آپ نصب دے دیں، یا جر دے دیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ یہ الفاظ کبھی افعال اور کبھی حروف استعمال ہوتے ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اگر آپ ان کو افعال خیال کریں تو آپ ان کے بعد کو مفعول بہ کی وجہ سے

نصب دیں گے' فاعل ان میں وجوباً ضمیر مستتر ہوگی اور اگر آپ ان کو حروف سمجھ لیں تو آپ ان کے مابعد کو ان کے ساتھ مجرور ہونے کی وجہ سے جر دیں گے۔

یہ جواز ان سے پہلے مـــا مصدریہ واقع نہ ہونے کی صورت میں ہے' اگر مامصدریہ ان میں سے کسی ایک سے پہلے واقع ہو تو ان کے مابعد کو نصب دینا واجب ہے' وجہ یہ ہے کہ اگر وہ (مَا) ان سے پہلے موجود ہوگا تو وہ ضرور افعال ہوں گے' جیسے: قَامَ الْقَوْمُ خَلاَ زَيد اس مثال میں زید پر نصب اور جر' دونوں طرح جائز ہے' جب کہ قَامَ الْقَوْمُ مَا خَلاَ زَيْدًا. میں زید پر صرف نصب جائز ہوگا۔ وَاللهُ سُبْحَانَہ' وَ تَعَالٰی اعلٰی و اعلم.

لاَ کو اِنَّ جیسا عمل دینے کی شروط

قَالَ: (بَابُ لَا) اِعْلَمْ اَنَّ «لَا» تَنْصِبُ النَّكِرَاتِ بِغَيْرِ تَنْوِيْنٍ اِذَا بَاشَرَتِ النَّكِرَةَ وَ لَمْ تَتَكَرَّرْ «لَا» نَحْوُ: لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ.

لاَ کا بیان' جان لیجیے کہ لاَ نکرہ کو تنوین کے بغیر نصب دیتا ہے' یہ اس وقت ہوگا کہ جب لاَ نکرہ کے ساتھ متصل ہو اور مکرر نہ ہو جیسے: لاَ رَجُلَ فِي الدَّارِ.

واقول: معلوم رہے کہ لاَ برائے نفی جنس اِنَّ کی طرح عمل کرتا ہے' اس کو لفظاً یا محلاً نصب دیتا ہے اور خبر کو رفع دیتا ہے۔

اس کا یہ عمل وجوبی طور پر چار شروط کے ساتھ ہوتا ہے:

۱ - یہ کہ اس کا اسم نکرہ ہو۔

۲ - اسم اس کے ساتھ متصل ہو: یعنی لاَ اور اس کے اسم کے درمیان خبر بھی فاصل نہ ہو۔

۳ - اس کی خبر بھی نکرہ ہو۔

۴ - لاَ مکرر نہ ہو۔

معلوم ہونا چاہیے کہ لاَ کا اسم تین انواع پر ہے' (۱) مفرد (۲) نکرہ کی

طرف مضاف (۳) مشابہ بمضاف۔

اس باب میں اور منادیٰ کے باب (سلسلہ) میں مفرد سے مراد یہ ہے کہ وہ: "نہ مضاف ہو اور نہ مشابہ بمضاف" لہٰذا اس میں مثنیٰ، جمع مکسر، جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم داخل رہیں گے۔

اس (لاَ کے اسم) کا حکم یہ ہے کہ وہ جس چیز کے ساتھ منصوب ہو اس پر مبنی ہوگا: جب اس کا نصب فتحہ کے ساتھ ہو تو وہ مبنی علی الفتح ہوگا، جیسے: لاَ رَجُلَ فِي الدَّارِ۔ اگر اس کا نصب یاء کے ساتھ ہو۔ یہ مثنیٰ اور جمع مذکر سالم میں ہوتا ہے۔ تو وہ مبنی علی الیاء ہوگا جیسے: لاَ رَجُلَيْنِ فِي الدَّارِ اور اگر اس کا نصب فتحہ کی جانب سے نیابت کے طور پر کسرہ کے ساتھ ہو۔ یہ جمع مؤنث سالم میں ہوتا ہے۔ تو وہ مبنی علی الکسر ہوگا جیسے: لاَ صَالِحَاتِ الْيَوْمَ۔

نکرہ کی طرف مضاف اسم، فتحہ ظاہرہ یا اس کے قائم مقام کے ساتھ منصوب ہوتا ہے، جیسے: لاَ طَالِبَ عِلْمٍ مَمْقُوتٌ (کوئی طالب علم مبغوض نہیں ہے)

مشابہ مضاف۔ جس کے ساتھ معنیٰ کو مکمل کرنے والی کوئی چیز متصل ہو۔ یہ حکم میں مضاف کی مثل ہے، یعنی فتحہ کے ساتھ منصوب ہوتا ہے، جیسے: لاَ مُسْتَقِيمًا حَالُهُ بَيْنَ النَّاسِ۔

لاَ کا تکرار

قَالَ: فَإِنْ لَمْ تُبَاشِرْهَا وَجَبَ الرَّفْعُ وَوَجَبَ تَكْرَارُ "لاَ" نَحْوُ: لاَ فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَ لاَ امْرَأَةٌ، فَإِنْ تَكَرَّرَتْ جَازَ إِعْمَالُهَا وَ إِلْغَاؤُهَا، فَإِنْ شِئْتَ قُلْتَ: لاَ رَجُلَ فِي الدَّارِ وَلاَ امْرَأَةَ. وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتَ: لاَ رَجُلٌ فِي الدَّارِ وَلاَ امْرَأَةٌ.

اگر لاَ نکرہ کے ساتھ متصل نہ ہو تو رفع واجب ہوگا اور تکرار لاَ بھی واجب

مقصودہ مضاف اور شبیہ بالمضاف۔

واقول: منادیٰ کا لغوی معنیٰ: اَلْمَطْلُوْبُ اِقْبَالُہٗ مُطْلَقًا جس کو مطلق طور پر اپنی طرف متوجہ کرنا مطلوب ہو۔

نحاۃ کی اصطلاح میں منادیٰ سے مراد وہ ہے کہ حرف یاء وا خواتھا کے ساتھ جس کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مطلوب ہو۔ یاء کے اخوات (نظائر) یہ ہیں: ہمزہ جیسے: أَزَیْدُ اَقْبِلْ. أیْ جیسے أیْ اِبْرَاھِیْمُ تَفَھَّمْ. أیَا جیسے:

أَیَا شَجَرَ الْخَابُوْرِ مَالَکَ مُوْرِقًا
کَأَنَّکَ لَمْ تَجْزَعْ عَلٰی ابْنِ طَرِیْفٖ

''اے خابور کے درخت تجھے کیا ہے کہ تجھ پر پتے نکلے ہوئے ہیں' گویا تو ابن طریف پر غمگین ہوا ہی نہیں۔''

اور ھَیَا جیسے: ھَیَا مُحَمَّدُ تَعَالَ.

پھر منادیٰ کی پانچ انواع ہیں:

۱۔ مفرد علم: لاَ کے باب میں مفرد کی تعریف گزر چکی ہے۔ اس کی مثال: یَامُحَمَّدُ. یَا فَاطِمَۃُ. یَا محمَّدَانِ. یَافاطمَتانِ. یا محمَّدُوْنَ. یا فاطِمَاتُ.

۲۔ نکرہ مقصودہ: وہ ہے جس کو بول کر کوئی ایک معین چیز مراد لی جائے کہ اس لفظ کا اس پر اطلاق بھی صحیح ہو مثال: یَا ظَالِمُ جب آپ ایک معین شخص مراد رکھیں۔

۳۔ نکرہ غیر مقصودہ: وہ جس کو بول کر کوئی غیر معین چیز مراد لی جائے' جیسے کوئی واعظ کہے: یَا غَافِلاً تَنَبَّہْ اس کی مراد واحد معین شخص نہیں بلکہ اس کی مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس پر اس لفظ -غافل- کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

۴۔ مضاف: مثال: یَاطَالِبَ الْعِلْمِ اجْتَھِدْ.

۵- مشابہ مضاف: جس کے ساتھ اس کا معنی مکمل کرنے والی کوئی چیز ملی ہوئی ہو خواہ وہ متصل اس کے ساتھ مرفوع ہو جیسے: یَاحَمِیْدًا فِعْلُه' یا منصوب ہو جیسے: یَا حَافِظًا دَرْسَه'. یا ایسے حرف جر کے ساتھ مجرور ہو کہ وہ اس کا متعلق ہو جیسے: یَا مُحِبًّا لِلْخَیْرِ.

مفرد علم کا اعراب

قَالَ: فَامَّا الْمُفْرَدُ الْعَلَمُ وَالنَّكِرَةُ الْمَقْصُودَةُ فَيُبْنَيَانِ عَلَى الضَّمِّ مِنْ غَيْرِ تَنْوِيْنٍ ' نَحْوُ: يَازَيْدُ ' وَ يَا رَجُلُ ' وَالثَّلاثَةُ الْبَاقِيَةُ مَنْصُوبَةٌ لاَ غَيْرُ.

''مفرد علم اور نکرہ مقصودہ یہ دونوں تنوین کے بغیر مبنی علی الضم ہوتے ہیں' جیسے: یَا زَیْدُ ' یَا رَجُلُ اور باقی تینوں صرف منصوب ہوتے ہیں۔''

واقول: جب منادیٰ مفرد ہو یا نکرہ مقصودہ تو وہ جس چیز کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں اسی پر مبنی ہوں گے۔ اگر وہ ضمہ کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں تو وہ مبنی علی الضم ہوں گے' مثال: یَا مُحَمَّدُ' یَا فَاطِمَةُ' یَا رَجُلُ' یَا فَطِمَاتُ اور اگر ضمہ کے نائب الف کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں- مثنیٰ میں اسی طرح ہوتا ہے- تو وہ مبنی علی الألف ہوں گے' جیسے: یَا محمّدانِ یَا فَاطِمَتَانِ اور اگر ضمہ کی نائب واؤ کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں- جیسا کہ جمع مذکر سالم میں ہوتا ہے- تو وہ مبنی علی الواؤ ہوں گے' جیسے: یَا محمّدون.

اگر نکرہ غیر مقصودہ ہے یا مضاف' یا مشابہ مضاف ہے تو وہ فتحہ کے ساتھ' یا اس کے قائم مقام کے ساتھ منصوب ہوگا۔ مثال: یَا جَاهِلاً تَعَلَّمْ. یَا كَسُولاً اَقْبِلْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ. يَا رَاغِبَ الْمَجْدِ اعْمَلْ لَه'. يَامُحِبَّ الرِّفْعَةِ ثَابِرْ عَلَى السَّعْيِ (قدر و منزلت کی بلندی چاہنے والے محنت پر مداومت و ہمیشگی اختیار کر) یا

۵- مشابہ مضاف: جس کے ساتھ اس کا معنیٰ مکمل کرنے والی کوئی چیز ملی ہوئی ہو خواہ وہ متصل اس کے ساتھ مرفوع ہو جیسے: يَا حَمِيْدًا فِعْلُه. یا منصوب ہو جیسے: يَا حَافِظًا دَرْسَه. یا ایسے حرف جر کے ساتھ مجرور ہو کہ وہ اس کا متعلق ہو جیسے: يَا مُحِبًّا لِلْخَيْرِ.

مفرد علم کا اعراب

قَالَ: فَأَمَّا الْمُفْرَدُ الْعَلَمُ وَالنَّكِرَةُ الْمَقْصُوْدَةُ فَيُبْنَيَانِ عَلَى الضَّمِّ مِنْ غَيْرِ تَنْوِيْنٍ، نَحْوُ: يَا زَيْدُ، وَيَا رَجُلُ، وَالثَّلَاثَةُ الْبَاقِيَةُ مَنْصُوْبَةٌ لَا غَيْرُ.

"مفرد علم اور نکرہ مقصودہ یہ دونوں تنوین کے بغیر مبنی علی الضم ہوتے ہیں جیسے: يَا زَيْدُ، يَا رَجُلُ اور باقی تینوں صرف منصوب ہوتے ہیں۔"

واقول: جب منادیٰ مفرد ہو یا نکرہ مقصودہ تو وہ جس چیز کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں اسی پر مبنی ہوں گے۔ اگر وہ ضمہ کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں تو وہ مبنی علی الضم ہوں گے، مثال: يَا مُحَمَّدُ، يَا فَاطِمَةُ، يَا رَجُلُ، يَا فَطِمَاتُ اور اگر ضمہ کے نائب الف کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں۔ مثنّٰی میں اسی طرح ہوتا ہے۔ تو وہ مبنی علی الألف ہوں گے، جیسے: يَا مُحَمَّدَانِ يَا فَاطِمَتَانِ اور اگر ضمہ کی نائب واؤ کے ساتھ مرفوع ہوتے ہیں۔ جیسا کہ جمع مذکر سالم میں ہوتا ہے۔ تو وہ مبنی علی الواؤ ہوں گے، جیسے: يَا مُحَمَّدُوْنَ.

اگر نکرہ غیر مقصودہ ہے یا مضاف، یا مشابہ مضاف ہے تو وہ فتحہ کے ساتھ، یا اس کے قائم مقام کے ساتھ منصوب ہوگا۔ مثال: يَا جَاهِلًا تَعَلَّمْ. يَا كَسُوْلًا أَقْبِلْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ. يَا رَاغِبَ الْمَجْدِ اعْمَلْ لَه. يَا مُحِبَّ الرِّفْعَةِ ثَابِرْ عَلَى السَّعْيِ (قدر و منزلت کی بلندی چاہنے والے محنت پر مداومت و ہمیشگی اختیار کر) یا

رَاغِبًا فِي السُّؤْدَدِ لَا تَضْجَرُ مِنَ الْعَمَلِ (سرداری کے طالب کام (محنت) سے تنگ دل نہ ہوا کر) یَا حَرِيْصًا عَلَى الْخَيْرِ اسْتَقِمْ.

مفعول له

قَالَ: (بَابُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ اَجْلِهِ) وَ هُوَ : اَلْاِسْمُ الْمَنْصُوْبُ الَّذِيْ يُذْكَرُ بَيَانًا لِسَبَبِ وُقُوْعِ الْفِعْلِ ' نَحْوُ قَوْلِكَ :قَامَ زَيْدٌ اِجْلَالًا لِعَمْرٍو . وَ قَصَدْتُكَ ابْتِغَاءَ مَعْرُوْفِكَ.

مفعول لاجلہ وہ اسم منصوب ہے جس کو فعل (کام) کے وقوع کا سبب بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے جیسے :قَامَ زَيْدٌ اِجْلَالًا لِعَمْرٍو . وَ قَصَدْتُكَ ابْتِغَاءَ مَعْرُوْفِكَ.

واقول:مفعول من اجلہ – اس کو مفعول لاجلہ اور مفعول لہ بھی کہا جاتا ہے۔نحاۃ کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ اسم منصوب ہے جو فعل کے وقوع کا سبب بیان کرنے کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔

الاسم: صریح اور مؤوّل بالصریح دونوں کو شامل ہے۔

مفعول لہ واقع ہونے والے اسم میں پانچ امور کا اجتماع لازمی ہے۔

۱- وہ مصدر ہو۔

۲- وہ قلبی ہو۔اس کے قلبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کا تعلق ان اعمال وافعال سے نہ ہو جن کا تعلق جوارح (اعضاء) - جیسے ہاتھ زبان - سے ہے مثلاً قِرَاءَةٌ ضَرْبٌ.

۳- وہ اپنے ماقبل کے لیے علت وسبب ہو۔

۴- ایک ہی وقت میں اپنے عامل کے ساتھ متحد ہو۔

۵- اپنے عامل کے ساتھ فاعل میں متحد ہو۔

ان مذکورہ شروط کے جامع اسم کی مثال: ضَرَبْتُ ابْنِیْ تَأْدِیْبًا میں تَأْدِیْبًا ہے، یہ مصدر ہے، قلبی ہے کیوں کہ یہ اعمال جوارح سے نہیں ہے، ضرب کے لیے علت وسبب ہے۔ ضَرَبْتُ کے ساتھ زمانہ میں متحد ہے اور فاعل میں بھی متحد ہے۔

جس اسم میں یہ تمام شروط موجود ہوں اس میں دو امر جائز ہیں: نصب، اور تعلیل پر دلالت کرنے والے حروف جر میں سے کسی حرف - جیسے لام - کے ساتھ جر۔

مفعول لاجلہ واقع ہونے والے اسم کی تین حالتیں ہیں:

اولیٰ:- یہ کہ وہ "ال" کے ساتھ مقترن (متصل) ہو۔

ثانیہ:- وہ مضاف ہو۔

ثالثہ:- "اَل" اور اضافت سے مجرد (خالی) ہو۔

ان تینوں حالتوں میں اس پر نصب اور حرف جر کے ساتھ جر جائز ہے، مگر کبھی دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت راجح ہوگی، اور کبھی جواز میں دونوں برابر ہوں گی۔

اگر اَلْ کے ساتھ مقترن ہو تو تعلیل پر دلالت کرنے والے حرف جر کے ساتھ اکثر مجرور اور قلیل طور پر منصوب ہوتا ہے، جیسے: ضَرَبْتُ ابْنِیْ لِلتَّأْدِیْبِ.

اگر مضاف ہو تو حرف جر کے ساتھ مجرور اور منصوب ہونا برابر ہوگا جیسے: زُرْتُکَ مَحَبَّةَ اَدَبِکَ. یا زُرْتُکَ لِمَحَبَّةِ اَدَبِکَ.

اور اگر اَلْ اور اضافت سے مجرد (خالی) ہو تو اکثر طور پر منصوب اور قلیل طور پر حرف جر کے ساتھ مجرور ہوتا ہے۔ جیسے: قُمْتُ اِجْلاَلاً لِلْاُسْتَاذِ.

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ.

مفعول معه

قال: (باب المفعول معه) وَ هُوَ: اَلْاِسْمُ، اَلْمَنْصُوْبُ، اَلَّذِیْ

يُذْكَرُ لِبَيَانِ مَنْ فُعِلَ مَعَهُ الْفِعْلُ ، نَحْوُ قَوْلِكَ :جَاءَ الْاَمِيْرُ وَالْجَيْشَ. وَاسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةَ.

مفعول معہ کا بیان: ایسا اسم منصوب کہ جس کی معیت (ساتھ) میں کام ہوا ہے اس کی وضاحت کے لیے ذکر کیا جائے جیسے: جَاءَ الْاَمِيْرُ وَالْجَيْشَ. اِسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةَ.

واقول: نحاۃ کے نزدیک مفعول معہ: الاسمُ ، الفَضْلَةُ ، المنصوبُ بالفعل اَوْ ما فِيْهِ معنى الفعل و حروفُهُ ، الدّالُّ على الذاتِ التي وقع الفعل بمصاحبتها ، المسبوقُ بِوَاوٍ تُفِيْدُ المعِيَّةَ نَصًّا. وہ اسم فضلہ جو فعل کے ساتھ منصوب ہو یا ایسے لفظ کے ساتھ کہ جس میں معنیٰ فعل اور حروف فعل موجود ہوں اور وہ اسم اس ذات پر دلالت کرنے والا ہو جس کی معیت میں وہ فعل واقع ہوا ہے، اور اس سے پہلے ایسی واو ہو جو بطور نص (صراحتاً) معیت کا فاعدہ دے رہی ہو۔

الاسم کا لفظ: مفرد، مثنیٰ، جمع اور مذکر ومؤنث سب کو شامل ہے، الاسم سے مؤوّل نہیں بلکہ اسم صریح مراد ہے، اس قید سے فعل، حرف اور جملہ خارج ہو گئے۔

الفضلة: اس کا معنی یہ ہے کہ وہ کلام میں رکن (کی حیثیت سے واقع) نہ ہو، یعنی نہ فاعل ہو، نہ مبتداء اور نہ ہی خبر ہو، اس قید سے عمدہ خارج ہوا، جیسے: اِشْتَرَكَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو.

المنصوب بالفعل او ما فيه معنى الفعل وحروفه: یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مفعول معہ میں عامل دو قسم کا ہوتا ہے:

اول: فعل، مثال: حَضَرَ الْاَمِيْرُ وَالْجَيْشَ.

ثانی: وہ اسم جو فعل کے معنی پر دلالت کرنے والا ہو اور فعل کے حروف پر مشتمل ہو مثال: الامير حاضِرٌ والجيشَ. میں اسم فاعل - حاضر - ہے۔

المسبوق بواو ھی نص فی الدلالة علی المعیة: اس قید سے وہ اسم خارج ہوا کہ جس سے پہلے ایسی واو ہو جو معیت پر دلالت کرنے میں نص (صریح) نہ ہو مثال: حَضَرَ محمدٌ و خالدٌ.

معلوم رہے کہ واو کے بعد واقع ہونے والا اسم دو نوع پر ہوتا ہے:

اول: جس کا مفعول معہ کی بنیاد پر نصب متعین ہوتا ہے۔

ثانی: جس کا نصب اسی طرح جائز ہوتا ہے اور ماقبل پر معطوف ہونے کی وجہ سے اعراب میں اس کا اتباع بھی جائز ہوتا ہے۔

نوع اول کا محل یہ ہے کہ جب واو کے بعد کو اس کے ماقبل کے ساتھ حکم میں شریک قرار دینا درست نہ ہو جیسے: اَنَا سَائِرٌ وَالْجَبَلَ. ذاکرتُ والمصباحَ. پہلی مثال میں جبل (پہاڑ) کو متکلم کے ساتھ سیر (چلنے) میں شریک قرار دینا درست نہیں ہے اسی طرح دوسری مثال میں مصباح (چراغ) کی متکلم کے ساتھ مذاکرہ میں شراکت درست قرار نہیں دی جا سکتی۔ مؤلف نے اسی نوع کی مثال یوں پیش فرمائی: اِسْتَوَى الْمَاءُ وَالْخَشَبَةَ.

نوع ثانی کا محل یہ ہے کہ جب واو کے بعد کو اس کے ماقبل کے ساتھ حکم میں شریک قرار دینا صحیح ہو جیسے: حَضَرَ عَلِيٌّ وَ محمّدٌ میں محمد کو مفعول کے طور پر نصب دینا جائز ہے اور علی پر معطوف ہونے کی وجہ سے اس پر رفع بھی جائز ہے، کیوں کہ محمد کا علی کے ساتھ حاضر ہونے میں اشتراک جائز ہو سکتا ہے۔ مؤلف نے اس نوع کی مثال اس طرح بیان کی ہے: جَاءَ الْاَمِيْرُ وَالْجَيْشُ.

كَانَ کی خبر اور اِنَّ کا اسم

قَالَ: وَاَمَّا خَبَرُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَاسْمُ اِنَّ وَ اَخَوَاتِهَا فَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُمَا فِي الْمَرْفُوْعَاتِ، وَكَذٰلِكَ التَّوَابِعُ، فَقَدْ تَقَدَّمَتْ هُنَاكَ.

كَـــانَ اوراس کے نظائر کی خبر' اِنَّ اوراس کے مشابہات کے اسم کا ذکر مرفوعات میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔اسی طرح توابع کا بیان بھی وہاں گزر چکا ہے۔

واقول :اِنَّ واخواتها کا اسم 'کَانَ واخواتها کی خبر جو منصوبات سے ہیں' اسی طرح منصوب کا تابع' ان سب کا بیان ان کے ابواب میں گزر چکا ہے لہٰذا ان میں سے کسی چیز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اسماء مجرورات کا بیان

قَالَ :(باب المخفوضات من الاسماء) اَلْمَخْفُوْضَاتُ ثَلاَثَةُ اَنْوَاعٍ: مَخْفُوْضٌ بِالْحَرْفِ' وَ مَخْفُوْضٌ بِالإِضَافَةِ' وَ تَابِعٌ لِلْمَخْفُوْضِ.

اسماء مجرورات کا بیان' مجرورات کی تین انواع ہیں: مجرور بحرف' مجرور باضافت اور مجرور کا تابع۔

واقول :اسم مجرور کی تین انواع ہیں' وجہ یہ کہ اس کو جر دینے والا یا تو حروف جر میں سے کوئی حرف ہوگا-جن کا بیان شروع کتاب میں ہو چکا اور کچھ کا ابھی مؤلف ذکر نے والے ہیں-مثال: اَشْفَقْتُ عَلٰی خَالِدٍ میں خالد :یہ علی حرف جر کے ساتھ مجرور ہے یا پھر اسم کو جر دینے والی چیز اضافت ہوتی ہے یعنی اس کے ماقبل اسم کی اس کی طرف اضافت۔اضافت کا معنیٰ: نِسْبَةُ الثَّانِیْ لِلْاَوَّلِ یعنی دوسرے اسم کی پہلے اسم کی طرف نسبت ہو۔یا پھر اسم کو جر دینے والی یہ چیز ہوتی ہے کہ وہ اسم مجرور کا تابع ہے بایں طور کہ وہ اسم مجرور کی نعت ہو'مثال: اَخَذْتُ الْعِلْمَ عَنْ محمدٍ الفَاضِلِ میں الفاضل. یا اسم مجرور پر معطوف ہو'مثال: مررت بِمُحَمَّدٍ وَخالدٍ میں خالد۔یا ان دونوں کے علاوہ توابع میں سے کوئی تابع ہو جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

حرف کے ساتھ مجرور

قَالَ: فَاَمَّا الْمَخْفُوْضُ بِالحَرْفِ فَهُوَ: مَا يُخْفَضُ بِمِنْ ' وَإِلٰى ' وَ عَنْ ' وَ عَلٰى ' وَفِيْ ' وَرُبَّ ' وَالْبَاءِ ' وَالْكَافِ ' وَاللَّامِ ' وَ حُرُوْفِ الْقَسَمِ ' وَهِيَ: الْوَاوُ ' وَالبَاءُ ' وَالتَّاءُ ' اَوْبِوَاوِ رُبَّ ' وبِمُذْ ' وَ مُنْذُ.

مجرور بحرف وہ ہے جو ان حروف جر کے ساتھ مجرور ہو: مِنْ ' اِلٰى ' عَنْ ' عَلٰى ' فِيْ ' رُبَّ ' الْبَاءُ ' اَلْكَافُ ' اللَّامُ ' اور حروف قسم کے ساتھ جو یہ ہیں: وَاوُ ' اَلبَاءُ ' اَلتَّاءُ ' وَاوُ رُبَّ ' اور مُذْ ' مُنْذ کے ساتھ۔

واقــول : مجرورات کی نوع اول: جو حروف جر میں سے کسی حرف جر کے ساتھ مجرور ہو' حروف جر بہت زیادہ ہیں' ان میں سے مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں:

مِـنْ: اس کے معنی میں سے ابتداء ہے یہ اسم ظاہر اور مضمر (ضمیر) کو جر دیتا ہے' مثال: قوله تعالٰى :﴿ وَ مِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ ﴾.

اِلٰــــى: اس کے معنی میں سے انتہاء' یہ بھی اسم ظاہر اور مضمر کو جر دیتا ہے۔ مثال قولہ تعالٰی :﴿ اِلَيْـهِ يُـرَدُّ عِـلْـمُ السَّـاعَةِ﴾. ﴿ اِلَـى اللهِ مَـرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا﴾.

عَــنْ: اس کے معانی میں سے مجاوزت ہے۔ یہ بھی اسم ظاہر اور مضمر کو جر دیتا ہے مثال: قوله تعالٰى : ﴿ لَقَـدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾. ﴿ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾.

عَلٰى : اس کے معانی میں سے استعلاء ہے یہ بھی اسم ظاہر اور مضمر کو جر دیتا ہے۔ مثال: قوله تعالٰى:﴿وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ﴾.

فِيْ: اس کے معانی میں سے ظرفیت ہے' یہ بھی اسم ظاہر اور مضمر کو جر دیتا ہے مثال قوله تعالٰى:﴿ وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ ﴾. ﴿ لَا فِيْهَا غَوْلٌ ﴾.

رُبَّ: اس کے معانی میں سے تقلیل ہے' یہ صرف اسم ظاہر نکرہ کو جر دیتا ہے۔
مثال: رُبَّ رَجُلٍ کَرِیمٍ لَقِیتُه'.

بـــاء: اس کے معانی میں سے تعدیہ ہے یہ اسم ظاہر اور ضمیر دونوں کو جر دیتی ہے مثال: ﴿ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِکَ ﴾. ﴿ ذَهَبَ اللهُ بِنُوْرِهِمْ ﴾.

کـــاف: اس کے معانی میں سے تشبیہ ہے' یہ صرف اسم ظاہر کو جر دیتا ہے'
مثال: ﴿ مَثَلُ نُوْرِهٖ کَمِشْکٰوۃٍ ﴾.

لام: اس کے معانی میں سے استحقاق اور ملک (ملکیت) ہے یہ اسم ظاہر اور مضمر دونوں کو جر دیتا ہے۔ مثال: ﴿ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾.
﴿ لَه' مُلْکُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ﴾.

حروف قسم: باء' تاء' واو- شروع کتاب میں ہم ان پر مکمل بحث و کلام کر چکے ہیں لہٰذا اب ہمیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

واؤ رُبَّ: مثال قول امریء القیس.

وَلَیْلٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰی سُدُوْلَه'

''بسا اوقات رات سمندر کی لہر کی طرح ہے جس نے اپنی تاریکی کے پردے ڈال دیے۔'' وقوله ایضا

وَبَیْضَةِ خِدْرٍ لَا یُرَامُ خِبَاؤُهَا

بعض لڑکیاں ہیں کہ جن کے خیموں کا قصد بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مذ و منذ: یہ دونوں اسماء زمان کو جر دیتے ہیں' اگر ان کا مابعد ماضی ہو تو یہ معنی مِنْ پر دلالت کریں گے' مثال: مَا رَأَیْتُه' مُذْیَوْمِ الْخَمِیْسِ. مَا کَلَّمْتُه' مُنْذُ شَهْرٍ. اور اگر ان کے مابعد حاضر (حال) ہو تو یہ بمعنی فِیْ ہوں گے مثال: لَا أُکَلِّمُه' مُذْ یَوْمِنَا. لَا أَلْقَاهُ مُنْذُ یَوْمِنَا.

اگر مُذْ یا مُنْذُ کے بعد فعل واقع ہو یا ان کے بعد والا اسم مرفوع ہو تو یہ اسم ہوں گے۔

مجرور بالاضافة

قَالَ: وَ اَمَّا مَا يُخفَضُ بِالْإِضَافَةِ ' فَنَحْوُ قَوْلِكَ : ((غُلَامُ زَيْدٍ)) وَ هُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ: مَايُقَدَّرُ بِاللَّامِ ' وَ مَا يُقَدَّرُ بِمِنْ ' فَالَّذِیْ يُقَدَّرُ بِاللَّامِ نَحْوُ: ((غُلَامُ زَيْدٍ)). وَالَّذِیْ يُقَدَّرُ بِمِنْ ' نَحْوُ ((ثَوْبُ خَزٍّ)) وَ((بَابُ سَاجٍ)) و((خَاتَمُ حَدِيْدٍ)).

جو اضافت کے ساتھ مجرور ہوتا ہے' مثلاً غُلَامُ زَيْدٍ یہ دو قسم پر ہے: ایک تو وہ جو لام کو مقدر ماننے کے ساتھ ہو' دوسرا وہ جو مِنْ کو مقدر ماننے کے ساتھ ہو۔ جس میں لام مقدر ہوتا ہے' مثال: غُلَامُ زَيْدٍ اور وہ جس میں مِنْ مقدر ہوتا ہے۔ مثال: ثَوْبُ خزٍّ. بَابُ سَاجٍ. (سال وساکھوں کے درخت کا دروازہ) خَاتَمُ حَدِيْدٍ.

واقول : مجرورات کی دوسری قسم مجرور باضافت ہے اور وہ تین انواع پر ہے: ان میں سے مؤلف نے دو کا ذکر کیا ہے' اول: جس میں اضافت بمعنی مِنْ ہوتی ہے۔ ثانی: جس میں اضافت بمعنی لام ہوتی ہے۔ ثالث: جس میں اضافت بمعنی فِیْ ہوتی ہے۔

جس میں اضافت بمعنی مِنْ ہوتی ہے' اس کا ضابطہ یہ ہے کہ مضاف' مضاف الیہ کا جزء اور بعض حصہ ہو' جیسے: جُبَّةُ صُوْفٍ. جبة 'صوف کا بعض اور اس کا جزء ہے۔ اسی طرح مؤلف کی مذکور امثلہ ہیں: ثوبُ خزٍّ. بابُ سَاجٍ. خاتَمُ حَدِيْدٍ.

اور جس میں اضافت بمعنی فِیْ ہوتی ہے اس کا ضابطہ یہ ہے کہ مضاف الیہ' مضاف کے لیے ظرف ہو' جیسے: ﴿بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ﴾. لیل مکر کے لیے ظرف اور

وقت ہے کہ جس میں مکر واقع ہوتا ہے۔

اور جس میں اضافت بمعنی لام ہوتی ہے تو وہ وہی ہوگی جس میں مذکورہ دو انواع میں سے کوئی درست قرار نہ پائے۔

مؤلف رحمہ اللہ نے مجرورات کی قسم ثالث پر کلام و بحث نہیں فرمائی وہ وہی ہے جو تبعیت کی بناء پر مجرور ہو۔ (یعنی جو ماقبل کا تابع ہونے کی وجہ سے مجرور ہو) ایسا کرنے میں ان کا عذر یہ ہوگا کہ ابواب مرفوعات کے آخر میں اس پر مفصل کلام ہو چکی ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلیٰ و اعلم و اعز و اکرم.

وقد كان الفراغ من هذا الشرح في ليلة القدر (ليلة الخميس ٢٧ من شهر رمضان سنة ١٣٥٣ من الهجرة) أعاد الله تعالىٰ علينا من بركاته' آمين' والحمد لله رب العالمين' وصلاته وسلامه على صَفْوَةِ الصَّفْوَةِ مِنْ خَلْقِهِ' و علىٰ سادتنا آله و صحبه والتابعين' وَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ والعاقبة للمتقين.

تمت

ابو اسعد محمد صدیق حفظہ اللہ

کی دیگر تصانیف

آیۃ الکرسی کی زبان

امانت کی تلاش

رضائے مصطفیٰ ﷺ کی تلاش

راہِ نجات (تفسیر سورہ عصر)

اسبابِ سعادت (ترجمہ)

اسبابِ رزق (ترجمہ)

کون جیتا کون ہارا

جنت میں رشتہ داروں کا ساتھ

اخلاص، احسان (ترجمہ)

تحفۂ نحو

رعایتی قیمت ۴۰ روپے